مکتبہ فریدیہ ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترتیب

مناظرِ اسلام مولانا حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مع

التحقیقات لدفع التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

— ناشر —

مکتبہ فریدیہ

جناح روڈ
ساہیوال

نام کتاب ——— الصوارم الهندیہ

ترتیب ——— مولانا حشمت علیخاں صاحب

کتابت و سرِ ورق ——— فانی خوشنویس خانیوال

مطبوعہ ——— اردو ڈائجسٹ پرنٹرز، ۲۴ سرکلر روڈ لاہور

ناشر ——— مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

قیمت ——— 7/50 . سات روپے پچاس پیسے

فہرس

نمبر	نام	نمبر	نام
۳۲	فتوائے سنبھل ضلع مراد آباد	۵۱	فتاوی بھیمڑی
۳۳	" داوول ضلع علیگڑھ	۵۲	" جام جودھپور
۳۴	" شاہجہاں پور	۵۳	" دھوراجی
۳۵	" نکوور	۵۴	" مارہرہ مطہرہ
۳۶	" مئو ضلع اعظم گڑھ	۵۵	" پیلی بھیت
۳۷	" معکر بنگلور	۵۶	" آگرہ
۳۸	" امروہہ	۵۷	" پہتی ضلع پشاور
۳۹	" کھنوڑہ	۵۸	" مدرسہ شمس العلوم بدایوں
۴۰	" لاہور	۵۹	" مفتی فرنگی محل
۴۱	" وزیرآباد	۶۰	" سراج گنج بنگال
۴۲	" رام پور	۶۱	" پارہ
۴۳	" کان پور	۶۲	" کرمبر
۴۴	" انولہ	۶۳	" فتح پور ہسوہ
۴۵	" ہلدوانی	۶۴	" ریاست رام پور
۴۶	" مان بھوم	۶۵	" کان پور
۴۷	" حیدرآباد دکن	۶۶	" جاورہ
۴۸	" سورت	۶۷	" علمائے حاضرین عرس شریف
۴۹	" بھروچ		اجمیر مقدس
۵۰	" بمبئی و بدایون و دہلی	۶۸	" ننگل

عرض ناشر

الحمدللہ کہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال اَب کسی تعارف کا محتاج نہیں رہا۔ احقر نے ہوش رُبا گرانی، ناساعد حالات اور بے سرو سامانی میں اس کی بنیاد رکھی، مقصد صرف دین متین کی تبلیغ اور مسلک حقہ کی خدمت تھا۔ بحمدہٖ تعالےٰ (۱)، محمد رسول اللہ قرآن میں (۲) منکرین رسالت کے مختلف گروہ (۳) آئینہ حق (۴) میلاد النبی (۵) التبشیر برد التحذیر، جیسی عظیم الشان اور ایمان افروز تبلیغی کتابیں، مکتبہ فریدیہ کی جانب سے شائع ہو کر ملک کے گوشے گوشے تک پہنچیں اور قبولیتِ عامہ حاصل کر چکی ہیں۔

اَب مکتبہ فریدیہ ساہیوال کی جانب سے الصوارم الہندیہ[1] نرالی آب و تاب سے پیش خدمت ہے۔ یہ مجموعہ ایک عرصہ سے نایاب تھا۔ بعض احباب کے اِصرار پر ہمیں اِس کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرات علمائے کرام اور برادرانِ اہلسنت سے بھرپور عملی تعاون کی اپیل ہے تاکہ مستقبل میں ہم مزید علمی کتب منظرِ عام پر لا کر اسلام و مسلمین کی خدمت کرتے رہیں۔ فقط والسلام

العارض

ابو العطا **نعمت علی چشتی** عفی عنہ

ناظم مکتبہ فریدیہ۔ ساہیوال

[1] مع التحقیقات لدفع التلبیسات

پیش لفظ

ادیبِ اہلسنّت حضرت مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری ۔ مظہری ۔ لاہور

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیان حُسنِ طبیعت نہیں مجھے

انگریزوں نے سونے کی چڑیا دیکھ کر اپنے بُھوکے مُلک سے افلاس دُور کرنے کی خاطر متحدہ ہندوستان کے خوشحال ترین صوبہ بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ جب تجارت کے پردے میں یہاں خوب پاؤں جم گئے تو ملک پر للچائی ہوئی نگاہیں ڈالنے لگے۔ حصولِ مقصد کی خاطر جوڑ توڑ کا جال بچھانا شروع کیا اور اپنی عیّاری سے بنگال پر قابض ہو گئے۔ دیسی غداروں اور زر خرید کارندوں کے باعث یکے بعد دیگرے مختلف ریاستوں پر قبضہ جماتے ہوئے ایک روز سرزمینِ پاک و ہند کے واحد مالک بن بیٹھے۔

چونکہ متحدہ ہندوستان کی مرکزی حکومت یعنی دہلی کا تخت و تاج آخری مغل بادشاہ، بہادر شاہ ظفر سے چھینا تھا اور مسلمان ہی فعال نظر آتے تھے لہٰذا مُلک کے فرمانروا بنتے ہی ملّتِ اسلامیہ کو صلیب کا شیدائی بنانے کی سر توڑ کوشش کی اور انگلینڈ سے اس مقصد کی خاطر پادری صاحبان بُلانے شروع کر دیئے، جو آتے ہی اسلامی عقائد و نظریات اور بانیٔ اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دیتے اور علمائے اسلام کو جگہ جگہ دعوتِ مناظرہ دیتے پھرتے۔ برساتی حشرات الارض کی طرح پادریوں کا جال پورے مُلک میں بچھ چکا تھا۔

۱۸۵۴ء میں لندن سے اپنے مایۂ ناز مناظر، پادری فنڈر کو بھیجا گیا۔ جو عربی اور فارسی میں بھی خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اُس نے آتے ہی مختلف شہروں میں تقریریں کرتے ہوئے بلند بانگ دعاوی کیے اور اسلام

کی حقانیت کو چیلنج کرتے ہوئے مقابلے کے لیے علمائے کرام کو للکارا۔ چنانچہ مدرسہ صولتیہ واقع مکہ مکرمہ کے بانی پایۂ حرمین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء) نے ڈاکٹر وزیر خاں مرحوم کی معیت میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا اور آگرے کی سرزمین میں اُس کا سارا علمی غرور ایسا خاک میں ملایا کہ روسیاہی کو چھپانے کی خاطر پادری صاحب کو متحدہ ہندوستان سے بھاگتے ہی بنی اور اِس درجہ بدحواس ہو کر بھاگا، کہ لندن پہنچ کر ہی دم لیا۔ اِسی طرح مختلف پادریوں نے جگہ جگہ منہ کی کھائی۔ علمائے کرام اُن کا علمی محاذ پر ناطقہ بند کرتے اور یہ اعلان سُناتے رہتے تھے۔

نورِ خُدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تقریر و تحریر اور مباحثہ و مناظرہ کے میدانوں میں جب پادری صاحبان مُنہ کی کھا رہے تھے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنا منصوبہ زندہ درگور ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ اِن حالات میں پُرانے شکاری ایک نیا جال لے کر نمودار ہوئے۔ چنانچہ ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے کلکتہ سے ہر تعلیم یافتہ مسلمان اور خصوصاً سرکاری ملازمین کے پاس ایک گشتی مراسلہ بھیجا، جس کا مضمون یہ تھا:۔

"اب ہندوستان میں ایک عملداری ہو گئی۔ تار برقی سے ہر جگہ کی خبر ایک ہو گئی۔
ریلوے اور سڑک سے ہر جگہ کی آمد و رفت ایک ہو گئی، مذہب بھی ایک چاہیئے
اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی، ایک مذہب ہو جاؤ۔"[1]

انگریزوں کی ایسی عیاریوں کے خلاف لاوا پکتا رہا اور دِل و دماغ کھولتے رہے، جس کا نتیجہ ۱۸۵۷ء میں ظالم و مظلوم اور حاکم و محکوم کے درمیان فیصلہ کُن تصادم کی صورت میں منظرِ عام پر آیا۔ اس معرکہ آرائی میں انگریزوں کے قدم بُری طرح اکھڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے فرار ہونے کے تمام راستے بھی مسدود تھے۔ تمام انگریزوں کی موت یقینی نظر آ رہی تھی لیکن ماہرینِ جوڑ توڑ اپنے زرخرید کارندوں اور ایجنٹوں کے سہارے

[1] ۱۸۵۷ء، مصنفہ غلام رسول مہر؛ ص ۲۹

۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اس وطن عزیز پر مزید نوّے سال کے لیے قابض ہو گئے۔

اس تصادم کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی کو پُر اسرار بنالیا۔ اَب تو ایسے صاحبان جبّہ و دستار کی جستجو ہوئی جن سے تخریب دین اور افتراقِ بین المسلمین کا کام لیا جائے تو قدرت نے بھی ایسے نصوصِ دین کی سرکوبی اور ملک و ملت کے بدخواہوں کے حقیقی خدوخال ظاہر کرنے والے مجددِ مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کو اس تصادم سے قریباً ایک سال پہلے بریلی شریف میں پیدا فرما دیا۔ اسلام کے اس بطلِ جلیل حقانیت کے علمبردار اور مذہب اہلسنت وجماعت کے بیباک ترجمان کے تجدیدی کارنامے کو ہم نے معارفِ رضا کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں بیان کیا ہے۔ جلد اوّل میں اُن صاحبانِ جبّہ و دستار کے چہروں سے پوری طرح نقاب ہٹائی ہے جو رہبری کے بھیس میں رہزنی کر رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریز اگرچہ پورے مُلک پر قابض ہو گئے لیکن اِس معرکہ آرائی نے اُن کی طاقت کا بھرم کھول کر رکھ دیا تھا۔ لہٰذا وُہ حسّاس ہو گئے۔ جو زہر پہلے جبراً کھلاتے تھے۔ اب ایسی گولیوں کی صورت میں مسلمانوں کے حلق سے اُتارنے لگے جو دیکھنے میں خوشنما اَور کام و دہن کو شیریں معلوم ہوتی تھیں۔ اپنے اس ظالمانہ منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر اَور منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لیے انگریزوں نے دو راستے تجویز کیے۔

پہلا راستہ : یہ کہ مسلمانوں کے زیرِ تعلیم نونہالوں کو جو بڑے ہو کر قوم کا فعال عنصر اَور حکومت کی مشینری کے کل پُرزے بنتے ہیں۔ اُنہیں ایسے رنگ میں رنگ دیا جائے کہ اگرچہ انہیں عیسائی تو نہ کیا جا سکے لیکن اُن کی اکثریت ایسی تربیت پا کر نکلے کہ اُس پر مسلمان کی تعریف بھی صادق نہ آئے۔ اِس طرح مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کسی اَور ہی رنگ و روپ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوں گی۔ دوسری جانب مذہبی رہنماؤں کو ایسا عضو معطل بنا کر رکھ دیا جائے کہ بظاہر وُہ کسی مصرف کے نظر نہ آئیں۔ قوم اُن سے وابستہ نہ رہے، اُن کی عقیدت کھو بیٹھے تاکہ اسلام کی برکتوں سے بڑی حد تک محروم رہ جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی

خاطر برٹش گورنمنٹ نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا:۔

"ابتدا ریں مدرسوں اور کالجوں کے اندر تعلیم کا طریقہ دوسرا تھا۔ وُہ تمام السنہ (زبانیں)، وعلوم پڑھائے جاتے تھے جن کا پہلے رواج تھا، مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت فقہ، حدیث، ہندو دھرم کی کتابیں وغیرہ۔ ان کے ساتھ انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ بعدازاں عربی اور فارسی کی تعلیم بہت کم ہوگئی، فقہ وحدیث اور دوسری مذہبی کتابیں بند کردی گئیں، اُردو اور انگریزی کا زور ہوا۔ مذہبی علوم کی تعلیم ختم ہونے پر تشویش تھی ہی، اچانک حکومت نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص سرکاری سکولوں اور کالجوں کا تعلیم یافتہ ہوگا، یا فلاں فلاں علوم اور انگریزی میں امتحان دے کر سند حاصل کرے گا اُسے دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی"۔[1]

انگریز تو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا، اسی لیے حدیث وفقہ کی تدریس ختم کردی، عربی فارسی برائے نام رکھی اور سارا زور انگریزی تعلیم پر دیا، تاکہ سکولوں اور کالجوں میں تربیت پانے والے نونہالانِ وطن کو مسلمان بنانے کی بجائے بابو اور کلرک بنایا جائے۔ لیکن اِس ستم ظریفی کی داد دینے والے کہاں سے آئیں کہ دُنیا کی سب سے بڑی اور نظریاتی مملکت میں لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی خاطر قائم ہوئی۔ جس کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ اُس میں انسانوں کی نہیں بلکہ کتاب وسنّت کی حکمرانی ہوگی، آج اُس کو معرضِ وجود میں آئے اٹھائیسواں سال گزر رہا ہے لیکن معمولی سی ترمیم کے ساتھ سکولوں اور کالجوں میں انگریزوں جیسا نصابِ تعلیم ہی جاری ہے۔ اسلامیات کی تعلیم کا اگر کچھ اہتمام نظر آتا ہے تو اسے سیاست کے مشاعرے میں ردیف اور قافیوں کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے باقی کچھ نہیں۔ آئین ایسے نافذ ہوتے رہے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے فرمودہ آئین کی ترجمانی سے یکسر قاصر تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کے اندر چند باتیں مصلحتاً اسلامی شامل کر کے باقی کسی مغربی مُلک کے آئین کی نقل ہوتی ہے۔ انہیں دیکھ کر

---

[1] اسباب بغاوتِ ہند: ص ۱۶، ۱۸۵۷، مصنفہ غلام رسول مہر، ص ۳۰

سچے مسلمان کفِ افسوس ملتے اور یہی کہتے ہوئے رہ جاتے تھے :-

ہم بدلنا چاہتے تھے نظمِ میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

جب انگریز نے اسلامی تعلیمات کو سکولوں اور کالجوں سے خارج کر کے سارا زور انگریزی پر دینا شروع کر دیا تو اِس اقدام کی تائید وحمایت حاصل کرنے کی خاطر سر سید احمد خاں (المتوفی ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) کی سرکردگی میں ایک گروہ پہلے ہی تیار کر لیا گیا تھا۔ یہ لوگ قوم کے سامنے رہنماؤں اور خیر خواہوں کے بھیس میں آئے جب کہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے، برٹش اقتدار کی جڑیں پاتال تک پہنچانے، مسلمانوں کا رُخ حرم سے لندن کی جانب پھیرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ انگریزوں نے دینی علوم کو نصاب سے خارج کر کے، عربی فارسی کو برائے نام رکھتے ہوئے اُردو اور انگریزی تعلیم پر زور دینا شروع کیا تھا لیکن مسلمانوں کے غم میں گُھل گُھل کر پھلنے اور پھولنے والے یہ خیر خواہ صاحب حکومت کے سامنے تجویز پیش کر رہے تھے :-

"سررشتہ تعلیم جو چند سال سے جاری ہے وُہ تربیت کے لیے ناکافی ہی نہیں بلکہ خراب کرنے والا تربیتِ اہلِ ہند کا ہے ..... میری صاف رائے ہے کہ اگر گورنمنٹ اپنی شرکت دیسی زبان میں تعلیم دینے سے بالکل اُٹھا دے اور صاف انگریزی مدرسے اور اسکول جاری رکھے تو بلاشبہ یہ بدگمانی جو رعایا کو گورنمنٹ کی طرف سے ہے جاتی رہے۔ صاف صاف لوگ جان لیں کہ سرکار انگریزی زبان کے وسیلے سے تربیت کرتی ہے اور انگریزی زبان بلا شبہ ایسی ہے کہ انسان کی ہر قسم کی علمی ترقی اس میں ہو سکتی ہے۔"[۱]

اَب انگریزوں کو مسلمانوں کی جڑیں خود کاٹنی نہیں پڑتی تھیں بلکہ جو کچھ وُہ کرنا چاہتے تھے اُسے تجاویز

---

[۱] حیاتِ جاوید، مصنفہ حالیؔ پانی پتی : ص ۱۴۴

کی صورت میں برطانوی کارندے پیش کرتے تھے حکومت نے مسلمانوں کے لیڈر، رہنما اور خیر خواہ منوانے کی مہم چلائی ہوئی ہوتی تھی۔ قوم کے کتنے ہی افراد انہیں اپنے حقیقی خیر خواہ سمجھ کر ہم نوائی کا دم بھرنے لگتے اور حکومت اپنا مقصد حاصل کر لیتی۔ تعلیم و تدریس کے سارے نظام کو مکمل غیر اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے بعد برٹش گورنمنٹ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح سر سید احمد خاں صاحب سے بھی جہاد کی مخالفت کروائی۔ چنانچہ انہوں نے کہا :۔

"مسلمان انگریزی گورنمنٹ کی رعایا اور مستامن ہیں اور اپنے فرائض مذہبی بلا مزاحمت ادا کرتے ہیں وُہ شریعتِ اسلام کی رُو سے بمقابلہ انگریزوں کے نہ جہاد کر سکتے ہیں، نہ بغاوت، نہ کسی قسم کا فساد۔ اُن کو ہندوستان میں انگریزی گورنمنٹ کے زیرِ حکومت اُسی اطاعت و فرمانبرداری کے از روئے مذہب اسلام کے رہنا واجب ہے جیسا کہ ہجرتِ اُولیٰ میں مسلمان حبش میں جا کر عیسائی بادشاہ کے زیر حکومت رہے تھے۔"[1]

جذبۂ جہاد کو سرد کرنے اور ملت اسلامیہ کو انگریز بہادر کی چوکھٹ پر جھکانے کی خاطر سر سید احمد خاں صاحب نے اپنی عمر عزیز ہی ضائع کر دی اور اُن کے تمام تر ساتھی اپنی اپنی بظاہر دلکش لے میں مسلمانوں کو مسحور کرنے اور برٹش نواز ہی بنانے میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ موصوف نے اپنے جملہ وہابی بھائیوں کی ۱۸۵۷ء کے بعد یوں حکومت کے سامنے صفائی پیش کی :۔

"اس (وہابی) کو یہ کہنا کہ در پردہ تخریب سلطنت کی فکر میں چپکے چپکے منصوبے باندھا کرتا ہے۔ اور غدر اور بغاوت کی تحریک کرتا ہے، محض تہمت ہے۔ اور ہم اس وقت بہت سے ایسے آدمی نشان دے سکتے ہیں جو سرکار کے ایسے ملازم ہیں کہ اُن سے زیادہ سرکار کا خیر خواہ اور معتمد نہیں۔ بایں ہمہ وُہ اپنے تئیں علی الاعلان اور بے تامل فخریہ طور پر وہابی کہتے ہیں۔ سرکار نے بے سوچے سمجھے اُن کو معتمد نہیں گردانا، بلکہ غدر کے زمانے میں جبکہ فتنہ کی آگ ہر طرف

---

[1] حیاتِ جاوید : ص ۲۳۲

مشتعل تھی۔ اُن کی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا اور وہ خیر خواہیٔ سرکار میں ثابت قدم رہے۔ اگر وہ جہاد کا وعظ کرتے ہوتے اور بغاوت وہابیت کی اصل ہوتی تو جو کچھ اُن سے ظہور میں آیا، یہ کیونکر ظہور میں آتا۔[1]

جناب الطاف حسین حالی نے اپنے قافلہ سالار لشکر کی انگریز دوستی کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:-

"اُن (سر سید احمد خاں) کی نہایت پختہ رائے تھی کہ ہندوستان کے لیے انگلش گورنمنٹ سے بہتر، گو کہ اُس میں کچھ نقص بھی ہوں، کوئی گورنمنٹ نہیں ہو سکتی اور اگر امن وامان کیساتھ ہندوستان کچھ ترقی کر سکتا ہے تو انگلش گورنمنٹ ہی کے ماتحت رہ کر کر سکتا ہے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ گو ہندوستان کی حکومت کرنے میں انگریزوں کو متعدد لڑائیاں لڑنی پڑی ہوں مگر درحقیقت نہ انہوں نے یہاں کی حکومت بہ زور حاصل کی اور نہ مکر وفریب سے، بلکہ درحقیقت ہندوستان کو کسی حاکم کی اُس کے اصلی معنوں میں ضرورت تھی، سو اُسی ضرورت نے ہندوستان کو اُن کا محکوم بنا دیا۔"[2]

انگریز جیسی ظالم وجابر قوم کی یہ قصیدہ خوانی اور اُن مکر وفریب کے پتلوں کی ایسی مدح سرائی بلا وجہ نہ تھی بلکہ یہ تلت فروشی کے عوض ملنے والے لقمہ تر کا کرشمہ تھا، جس کی انہوں نے خود یوں وضاحت فرمائی ہے۔

"ہم جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری منصف گورنمنٹ مسلمانوں کے ساتھ ہے، اس کی بہت روشن دلیل یہ ہے کہ ہماری قدردان گورنمنٹ نے خیر خواہ مسلمانوں کی کیسی قدر ومنزلت کی اور عزت وآبرو کی۔ انعام واکرام اور جاگیر وپنشن سے نہال کر دیا ہے۔ ترقیٔ عہدہ اور فزونیٔ مراتب سے سرفراز کیا ہے۔ پھر کیا یہ ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمان نازاں ہوں۔ اور دل وجان سے اپنی گورنمنٹ کے شکر گزار اور ثناخواں رہیں۔"[1]

سر سید احمد خاں صاحب یوں تو علمِ منقول ومعقول سے بڑی حد تک محروم تھے۔ لیکن اپنے پڑھے لکھے ساتھیوں کے سہارے حکومت کے اشاروں پر دین متین میں تحریف وتخریب کا شرمناک کام بھی عمر بھر کرتے رہے چنانچہ موصوف کے سوانح نگار، جناب حالی نے حیاتِ جاوید کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

---

[1] حیاتِ جاوید: ص ۲۳۳ [2] ایضاً: ص ۶۸۲ [3] ایضاً: ص ۱۵۷

"ہم کو اس کتاب میں اُس شخص کا حال لکھنا ہے جس نے چالیس[۴۰] برس برابر تعصب اور جہالت کا مقابلہ کیا ہے۔ تقلید کی جڑ کاٹی ہے۔ بڑے بڑے علماء و مفسرین کو لتاڑا ہے۔ اماموں اور مجتہدوں سے اختلاف کیا ہے۔ قوم کے پکے پھوڑے کو چھیڑا ہے۔ اُن کو کڑوی دوائیں پلائی ہیں۔ جن کو مذہب کے لحاظ سے ایک گروہ نے صدیق کہا ہے اور دوسرے نے زندیق خطاب دیا ہے۔"[۱]

موصوف نے حکومت کے اشارے پر ساری اُمتِ محمدیہ کے خلاف، مکمل اسلام دشمنی اور انگریز پرستی کے موڈ میں آکر، خیر خواہ اسلام و مسلمین بن کر قرآنِ کریم کی تفسیر لکھی۔ اُس دِل کھول کر معنوی تحریف کی۔ قرآنی مفہوم و مطالب سے لوگوں کی توجہ ہٹانے اور انہیں مُسلم نما عیسائی بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اُس رسوائے زمانہ تصنیف کے بارے میں حالی لکھتے ہیں:۔

"الحمد للہ اِس حق گو تفسیر کی بدولت ان روحانی مہلک بیماریوں سے آج غسلِ صحت ملا۔ مسلمانوں کے پاک دلوں میں وہ گندی گندی باتیں جمی ہوئی تھیں جیسے کعبے کے بتاں، اَب اُن کا یک بیک دُور ہونا خدا کے مقدس کلام کی سچی تفسیر کا نتیجہ ہے۔ ہم اس احسان کے بدلے اپنی کھال کی جوتیاں بنا دیں۔ تو حضرت کی تفسیر کے ایک فقرے کا معاوضہ نہ ہوگا۔"[۲]

سر سید احمد خان صاحب کا عقیدہ تھا۔ کہ انجیل میں لفظی تحریف قطعاً نہیں ہوئی ہے۔ یہ قرآنِ کریم کی صریحًا تکذیب اور مسلمانوں کو عیسائیت کی جانب مائل کرنے وُہ زبردست اقدام ہے۔ جو متحدہ ہندوستان کے کسی بھی رہزنِ دین و ایمان اور بدخواہِ اسلام و مسلمین سے نہ ہو سکا بلکہ لندن سے بھیجے گئے پادری صاحبان اس کے عشرِ عشیر کو نہ پہنچ سکے۔ انجیل کو غیر محرّف ماننے والے صورت میں قرآنِ کریم کا آسمانی کتاب ہونا خود غلط ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ ایک آسمانی کتاب اصلی حالت میں موجود ہو تو دوسری کی ضرورت

---

[۱] حیاتِ جاوید: ص ۱۵۷ [۲] ایضاً، حاشیہ: ص ۷۰۰

کہاں ؟ اس سلسلے میں موصوف کے سوانح نگار نے یوں تصریح کی ہے :۔

"نیز محققین اور اکابرِ اسلام مثل امام اسمٰعیل بخاری، امام فخر الدین رازی، شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی وغیرہم کے اقوال سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح عیسائی کتبِ مقدسہ میں تحریف لفظی کے قائل نہیں ہیں۔ اور جس قسم کی تحریف کو عیسائی محققوں نے تسلیم کیا ہے، صرف اسی قسم کی تحریف آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی سے کتب مقدسہ میں پائی جاتی ہے۔"[1]

موصوف نے انجیل کی تفسیر بھی لکھی تھی۔ اس میں انگریز پرستی سے سرشار ہو کر عیسائیوں سے کہا تھا۔

"یقیناً میں بائبل کا اتنا ہی طرفدار اور مؤید ہوں جس قدر کہ آپ ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ میں ڈاکٹر کلنزو کے اعتراضات کا اپنی تفسیر کے مناسب حصوں میں جب اُن کا موقع آئے، جواب دوں۔"[2]

کروڑوں روپیہ خرچ کر کے جو مقصد حکومت سینکڑوں پادریوں کے ذریعے حاصل نہ کر سکی وُہ چند سکوں کے بدلے سر سید احمد خاں اینڈ کمپنی کے مسلم نما پادریوں کے ذریعے بڑی آسانی اور پوری رازداری سے حاصل ہونے لگ گیا تھا۔ چنانچہ بائبل کی علی گڑھی تفسیر کے بارے میں اپنے غیر اسلامی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حالی پانی پتی نے جو مسلمانانِ پاک و ہند کو مسلم نما عیسائی بنانے اور حکومت کی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی خاطر بیان دیا وُہ بڑا ہی تعجب خیز ہے۔ انہوں نے لکھا تھا :۔

"یہ تفسیر جو انجیل کو بجائے لغو سمجھنے کے، جیسا کہ اب تک خیال تھا، واجب التعظیم بیان کرتی ہے اور اس کا ثبوت خود قرآن سے دیتی ہے، اِس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ مسلمانوں کی ہر زبان اور بالخصوص عربی میں ہو، کیوں کہ مسلمانوں کے واسطے اس سے زیادہ مفید بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ انجیل کو اُسی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں جس سے وہ قرآن کو دیکھتے ہیں۔"[3]

سر سید احمد خاں صاحب کے خیالات کو پنجاب کے سوا متحدہ ہندوستان کے ہر صوبے میں ٹھکرا دیا

---

[1] حیاتِ جاوید : ص ۱۶۸ [2] ایضاً : ص ۱۷۲ [3] ایضاً : ص ۱۷۲

گیا تھا۔ کیوں کہ وُہ مکمل اسلام دشمن اور انگریز پرستی کے آئینہ دار تھے۔ یہ تحریف دین کا ایسا شرمناک ڈرامہ تھا جس کی نظیر اس سے پہلے دیکھنے میں آئی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اہلِ سنّت کے علاوہ وہابی علماء نے بھی موصوف کے خیالات کی تردید کی اور اُن سے اظہارِ برأت کیے بغیر نہ رہ سکے۔ کتنے علماء نے موصوف کے غیر اسلامی عقائد و نظریات کے باعث ان کی تکفیر میں فتوے جاری کیئے، حالات کی اس کے باوجود ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ برٹش نواز طبقہ آج تک یہ کہہ کر مسلمان کی آنکھوں میں دُھول جھونکتا رہا ہے کہ سر سیّد احمد خان صاحب پر انگریزی زبان کی حمایت کرنے اور علی گڑھ کالج کی بنا پر کفر کے فتوے لگائے گئے تھے حالاں کہ ایسا ایک فتوے بھی نہیں دکھایا جاسکتا جو علی گڑھ کالج جاری کرنے کے باعث موصوف کی تکفیر میں جاری کیا گیا ہو۔ دیوبندی جماعت کے مقتدر عالم مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے کسی معتقد کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ سر سید کی وجہ سے ہندوستان میں گڑبڑ پھیلی، لوگوں کے عقائد خراب ہوئے۔ فرمایا، گڑبڑ کیا معنی اس شخص کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے ایمان تباہ و برباد ہو گئے۔ ایک بڑا گمراہی کا پھاٹک کھول گیا۔ اس کے اثر سے اکثر نیچری ایمان سے کورے ہوتے ہیں۔"[۱]

دوسرے کسی موقع پر موصوف نے نیچریت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اِن لفظوں میں کیا تھا:۔

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سر سید احمد خاں کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی۔ یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد کی۔ اس کی پھر شاخیں چلی ہیں۔ یہ قادیانی اِسی نیچریت ہی کا اوّل شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُستاد یعنی سر سید احمد خاں سے بازی لے گیا اور نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔"[۲]

مدرسہ دیوبند کے سابق صدر، علامہ انور شاہ کشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) نے بانی نیچریت کے بارے میں لکھا ہے:۔

"سر سید ھو رجل زندیق او جاھل منائی"۔

یعنی سر سید احمد خاں زندیق اور ملحد آدمی ہے یا وہ جاہل اور گمراہ ہے۔

دوسرا راستہ: انگریز بخوبی جانتے تھے کہ سر سید احمد خاں اور اُن کے حواریوں کے ذریعے مغربی نظام تعلیم کو رائج کرنے میں تو خاطر خواہ مدد ملی ہے اور ان لوگوں کے غیر اسلامی عقائد و نظریات بھی پسندیدہ بنا کر سکولوں اور کالجوں میں رائج کر دیے گئے ہیں لیکن حکومت بخوبی جانتی تھی کہ علمائے کرام سے وابستہ رہنے والے مسلمان اِن لوگوں کے آگے کبھی گھاس ڈالنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ برٹش گورنمنٹ کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی خاطر باثر علماء کی ضرورت تھی۔ چنانچہ فرنگی شاطر ایسے بعض صاحبانِ جبہ و دستار کو خرید نے میں کامیاب ہو گئے اور اُن کے ذریعے دہلی کالج سے مولوی مملوک العلی نانوتوی (سنہ ۱۲۶۷ھ / سنہ ۱۸۵۱ء) کی سرکردگی میں مطلوبہ علماء کی کھیپ تیار کروائی گئی۔ ان حضرات سے تخریبِ دین اور افتراقِ بین المسلمین کا کام ایسی رازداری سے لیا گیا کہ شیطان بھی عش عش کر اُٹھا ہو گا۔ ہم نے ایسے تخریب کار علماء کے حقیقی خدوخال دکھانے کی خاطر "معارف رضا" میں اتنا ٹھوس اور تاریخی مواد اکٹھا کر دیا ہے کہ دوسری کسی تصنیف میں نظر نہ آیا ہو گا۔

یہاں اُن چند علمائے دیوبند کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے برٹش گورنمنٹ کے اشارہ چشم و ابرو اور اُس کے وظیفوں نذرانوں کے طفیل شجرِ اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کے پیوند لگائے اور امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ (المتوفی سنہ ۱۳۴۰ھ / سنہ ۱۹۲۱ء) کو جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کرنا پڑا۔ اس المیہ کے بارے میں مدرسہ دیوبند کے ناظمِ تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی (المتوفی ۱۳۷۱ھ / سنہ ۱۹۵۱ء) نے صاف لکھ دیا تھا:-

"اگر خانصاحب (فاضل بریلوی) کے نزدیک بعض عُلمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انھوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر اُن عُلمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ اُن کو کافر

نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے ...... کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وُہ خود کافر ہے۔ ملخصاً

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸ء) نے ۱۹۰۱ء میں کھل کر نبوّت کا دعویٰ کر دیا۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء) نے ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۲ء میں تحذیر الناس کتاب لکھ کر مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ فخرِ دو عالم کو بلحاظ زمانہ آخری نبی ماننا جاہلوں کا خیال اور قرآنِ کریم کا انکار ہے اور تصریح کی کہ آپ بلحاظِ زمانہ نہیں بلکہ بلحاظ مرتبہ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ کے بعد بھی ہزاروں نبی پیدا ہو جائیں تو خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) نے اپنے ایک مہری دستخطی فتویٰ میں اللہ جل شانہ، کو کاذب بالفعل ٹھہرادیا۔ اُن کا یہ فتوےٰ ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ سے شائع ہوا۔ ملک کے گوشے گوشے سے اُس شرمناک فتوےٰ کا رد شائع ہوتا رہا، لیکن مرتے دم تک موصوف نے اُس فتوےٰ کی نسبت سے انکار نہیں کیا، نہ خود کی کوئی تاویل و توجیہہ پیش کر سکے۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (المتوفی ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) کی رسوائے زمانہ کتاب براہین قاطعہ پہلی مرتبہ ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء میں شائع ہوئی منظرِ عام پر آئی۔ موصوف نے محیطِ زمین کا علم شیطان اور ملک الموت کے لیے نصوص سے ثابت بنا کر، ایمان کی آنکھ پر کفر کی ٹھیکری رکھ لی اور اُسی علم کو سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا ایسا شرک ٹھہرا دیا جسمیں ایمان کا کوئی حصّہ نہیں۔ اس عبارت کے مفاد کی دوشقیں ہیں۔ ۱۔ اگر محیطِ زمین کا علم سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ثابت کرنا واقعی شرک ہے تو شیطان اور ملک الموت کو خدا کے شریک اور قرآن وحدیث کو شرک کی تعلیم دینے والی چیزیں ماننا لازم آئے گا۔ ۲۔ اگر قرآن اور حدیث انبیٹھوی صاحب کے نزدیک شرک کی تعلیم نہیں دیتے نیز شیطان اور ملک الموت کو وُہ خدا کا شریک تسلیم کرنے سے انکاری ہوں، تو جو چیز مخلوق کے کسی فرد کو نصوص سے ثابت ہو اُسے دوسرے کے لیے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہوسکتا، قطع نظر اس کے کہ وہ ثابت ہے یا نہیں۔ غرضیکہ کسی بھی شق پر محمول کیا جائے انبیٹھوی صاحب کی عبارت صریح کفریہ ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) کی حفظ الایمان ۱۳۱۹ھ

میں منظرِ عام پر آئی۔ موصوف سے کسی نے عالم الغیب لفظ کے اطلاق کے سلسلے میں اُس کا استدلال پیش کرتے ہوئے زید کے عمل اور عقیدے کا شرعی حکم پوچھا۔ تھانوی صاحب نے اس عقیدے کا شرعی حکم بتاتے ہوئے ہوئے کہا کہ اگر ایسا عقیدہ کل غیب کی وجہ سے رکھا جاتا ہے تو اِس کا بُطلان دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے۔ اور اگر بعض علمِ غیب کی بنا پر یہ عقیدہ ہے تو اس میں حضور علیہ السلام کی ہی کیا خصوصیت ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔ یہ ہے تھانوی صاحب کی عبارت کا آسان لفظوں میں مفہوم جو یقیناً شانِ رسالت کی ایسی گستاخی اور اہانت پر مبنی ہے جس کی جرأت کبھی کھُلے کافروں کو بھی نہیں ہوئی۔ یہ دیوبندی حضرات ہی کا دِل گردہ ہے کہ جب بعض علماء نے اللہ اور رسول کی شان میں گندے عقیدے اور توہین آمیز کلمات جاری کیے تو دیوبندیوں نے اللہ اور رسول کا ساتھ چھوڑ کر اپنے حلقہ اور علماء کا ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ یہی تو شرک کا وہ انتہائی درجہ ہے جسے قرآنِ کریم نے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ کے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک کے سمندر میں پڑے رہنے کی وجہ سے ان حضرات کو سچے اور پکے مسلمان بھی مشرک ہی نظر آتے ہیں۔

قارئین کرام! ان کفریات کی ابتدا ۱۲۹۰ھ سے ہوئی جبکہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے المعتمد المستند کے اندر ۱۳۲۰ھ میں ان حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا۔ کیا سمجھانے بجھانے، خوفِ خدا وخطرۂ روزِ جزا یاد دلانے کے لیے تیس سال کی مدت ناکافی ہے؟ اس دوران میں علمائے اہلسنّت اور وہابی علماء کے درمیان متعدد مناظرے ہوئے، طرفین سے سینکڑوں کتابیں ان کفریات کے باعث لکھی گئیں، لیکن اللہ اور رسول کے اِن دشنامیوں نے پرنالہ اُسی جگہ رکھا اور کفریات لکھنے اور شائع کرنے والے علماء میں سے کوئی ایک بھی عمر بھر میدانِ مناظرہ میں آنے اور اپنی خرافات کی توجیہہ وتاویل پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکا اور نہ اُن کفری عبارتوں کو بدل کر اسلامی بنانے پر آمادہ ہوا۔ اِن کے راہِ راست پر آنے سے ناامید ہو کر ۱۳۲۰ھ میں تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا گیا اور تین سال بعد اعلیٰحضرت مجدد

مایہ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کو سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بارگاہِ بیکس پناہ میں بلایا تاکہ وہابیوں کے سرگروہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی موجودگی میں حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہو۔ چنانچہ علمائے طیبین نے اعلیٰحضرت کے فتوے سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں، نیز الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ کو بھی تقاریظ سے مزین کیا۔ مجدد مایتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا علمائے حرمین نے ایسا اعزاز و اکرام کیا کہ اُس مقدس سرزمین پر شاید ہی متحدہ ہندوستان کے کسی بزرگ کو نصیب ہوا ہو۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں، جن میں سے بعض الاجازات المتینہ میں موجود ہیں۔

علمائے حرمین شریفین نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرجع خلائق، مرکزِ دائرہ تحقیق بحر العلوم، امام زمانہ، یگانہ روزگار اور چودھویں صدی کا مجددِ نامدار تسلیم کیا اور مذکورہ پانچوں لصوصِ دین و سرخیلِ متبدعین کے بارے میں واضح شرعی فیصلہ سُنادیا کہ یہ حضرات دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔ جو اِن کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے غیر مسلم ہونے میں شک کرے وُہ کافر و مرتد ہو جائیگا۔

علمائے حرمین شریفین کی مذکورہ تقاریظ کے مقدس مجموعے کا نام حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین ہے۔ جو ۱۳۲۴ھ میں اُردو ترجمے کے ساتھ اور ۱۳۲۶ھ میں تمہیدِ ایمان سمیت منظرِ عام پر جلوہ گر ہو گیا۔ حرمین شریفین میں تو متبدعین کو زبردست رُوسیاہی کے باعث راہِ فرار اختیار کرنی پڑی تھی، لیکن جہلا کے ورغلانے، اندھے مقلدوں میں بھرم رکھنے کی خاطر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے گھر میں بیٹھ کر المہند لکھنے کا جُل کھیلا اور مدرسہ دیوبند کے سابق کانگرسی صدر، مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے شہاب ثاقب کے نام سے ایک گالی نامہ مرتب کر لیا۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے التحقیقات لدفع التلبیسات[1] نامی رسالے کے ذریعے المہند کی جعل سازی کا بھانڈا سرِ بازار پھوڑ دیا۔ مفتی سنبھل مولانا محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء نے شہاب الثاقب کا مبسوط اور انتہائی مدلل رد لکھا اور

[1] یہ رسالہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ٹانڈوی صاحب کے عائد کردہ الزامات واتہامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ ان دونوں تحقیقی تصانیف کے مطالعے سے صاف نظر آنے لگتا ہے کہ چاروں دیوبندی علمار کی کفریہ عبارتوں میں اسلامی مفہوم ومعانی کی کوئی ادنیٰ اسی رمق بھی نہیں پائی جاتی۔

ذیل میں ہم قارئین کرام کے سامنے چند ایسے حقائق پیش کرتے ہیں کہ جن کی روشنی میں ہر انصاف پسند کے سامنے حقیقت اپنے اصلی رنگ روپ میں آموجود ہوگی۔ اور کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں چنداں دشواری پیش نہیں آئے گی۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم

۱۔ اگر مذکورہ کفریہ عبارتیں لکھنے والے علمار میں دین و دیانت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی باقی رہ گیا ہوتا اور حکومت کی شہ پر انھوں نے یہ تخریبِ دین وافتراق بین المسلمین کا پیشہ اختیار نہ کیا ہوتا تو جب علمائے کرام نے اُن عبارتوں پر اعتراضات کیے تھے اُسی وقت انہیں اس طرح بدل دیتے کہ اُن کا قابلِ اعتراض ہونا متصور نہ رہتا یعنی انہیں پوری طرح اسلامی عبارات بنا دیا جاتا۔ لیکن اُن علمار نے ہرگز ایسا نہیں کیا، بلکہ دُور از کار تاویلات کے ذریعے انہیں اسلامی عبارتیں منوانے پر مُصر رہے۔ عبارتوں کو وحیٔ الٰہی کا درجہ دے کر اُن میں ترمیم نہ کرنا بلکہ ہر وقت جھگڑنے کے لیے تیار رہنا کہاں کی دانشمندی اور دیانتداری تھی؟

۲۔ علمائے دیوبند اپنی کسی عبارت کو تبدیل کر کے اسلامی عبارت بنانے پر عمر بھر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر وہ قرآنِ کریم کے الفاظ تو تھے نہیں، جن میں کمی بیشی کرنے کا کوئی مجاز نہیں۔ رفعِ اختلاف اور دفعِ فساد کی خاطر ایسا کر لینے میں آخر اس کے سوا اور کیا رکاوٹ تھی۔ کہ یہ حضرات حکومت کے وظیفوں نذرانوں کے تحت چوں قلم در دستِ کاتب ہو چکے تھے۔

۳۔ اگر علمائے دیوبند اپنی کفریہ عبارتوں میں باہمی صلاح مشورہ سے تبدیلی کر لیتے اور اس کے بعد بھی اُن کے مخالفین اُن کی تردید کا سلسلہ جاری رکھتے تو واضح ہو جاتا کہ فریقِ ثانی کسی کی شہ پر

انہیں طعن وتشنیع ردّ و تردید کا نشانہ بنانے پر مجبور ہے، لیکن ہزاروں علمائے اہلسنت کا یہی مطالبہ تھا کہ ان کفریہ عبارتوں کو بدل دیجئے۔ علمائے دیوبند نے اُن کی آواز پر ذرا کان نہیں دھرے بلکہ ہر وقت آمادۂ پیکار ہی رہے آخر الساطرز عمل اختیار کرنے کی انہیں ضرورت کیا تھی؟

۴۔ گنگوہی صاحب جو ان چاروں علمائے دیوبند بلکہ ساری دیوبندی فوج میں قافلہ سالارِ لشکر تھے۔ اُن کا مہری و دستخطی فتوائے متعلقہ وقوعِ کذب باری تعالیٰ ۱۳۰۸ھ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوا۔ اُسی وقت سے اُس کے متواتر روشائع ہوئے جو گنگوہی صاحب اور دیگر علمائے دیوبند تک پہنچتے رہے، لیکن مُلکِ عدم کو سدھارنے تک گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ فلاں فتوائے میرا نہیں ہے اور نہ اُن کے متبعین ہی نے اِس نسبت کا انکار کیا۔ پورے پندرہ ۱۵ برس گئے بعجب گنگوہی صاحب شہر خموشاں کے مکیں جا ہوئے تو علمائے دیوبند نے شور مچانا شروع کر دیا کہ وُہ فتوے ہمارے گنگوہیت مآب کا کب ہے؟ یہ ہماری گنگوہی سرکار پر بہتان ہے۔ کیا اس حیا داری اور دیانداری کا کوئی ٹھکانا ہے؟

۵۔ نانوتوی صاحب تو پہلے ہی شہر خموشاں کے مکیں ہو چکے تھے۔ گنگوہی صاحب بھی اپنی تکفیر کے پروانے کو علمائے حرمین کی تقاریظ سے مزین ہو جانے سے ڈر کر، پہلے ہی مُلکِ عدم کی جانب وسط ۱۳۲۳ھ میں سدھار گئے۔ باقی دو ۲ دیوبندی عالم رہ گئے جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا گیا تھا، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، جن کا ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں وصال ہوا۔ (۲) مولوی اشرف علی تھانوی، جنھوں نے ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں رحلت کی۔ فتوائے تکفیر پر علمائے حرمین طیبین نے ۱۳۲۳ھ کے آخر اور ۱۳۲۴ھ کے شروع میں تقاریظ لکھیں۔ انبیٹھوی صاحب اِن تقاریظ کے بعد بائیس ۲۲ سال اور تھانوی صاحب انتالیس ۳۹ سال بقیدِ حیات رہے اِس عرصے میں سینکڑوں ہیرا پھیریاں اور فتنہ و فساد برپا کرنے کے بجائے کیا یہ صاف اور سیدھا راستہ نہیں تھا کہ ان دونوں حضرات میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی حرمین شریفین چلے جاتے۔ اگر بقول علمائے دیوبند کے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کی عبارتوں میں قطع بُرید کی تھی یا علمائے دیوبند

کو کسی قسم کا دھوکا دیا تھا۔ یا علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتوں کو من مانے مفہوم مطالب کا لباس پہنایا تھا، تو علمائے حرمین کے سامنے اُس دھوکے کی وضاحت کر کے اگر صورتِ حال کوئی مختلف تھی۔ تو اُس سے آگاہ کرتے اور کسی بھی مکی یا مدنی عالم سے ایسی تحریر حاصل کرتے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے ہمیں فلاں عبارت کے بارے میں یہ دھوکا دیا اور فلاں حقیقت سے اندھیرے میں رکھا تھا۔ یہ دونوں حضرات تصدیق کرنے والے علمائے حرمین میں سے کسی ایک عالم کا بھی ایسا ایک ہی تحریری بیان حاصل کر لیتے تو یقیناً حسام الحرمین بے وقعت ہو کر رہ جاتی۔ لیکن ایسا ایک بھی بیان دستیاب نہ ہو سکا اس حقیقت کا یہ واضح اعلان ہے کہ علمائے حرمین کو دھوکا دینے یا عبارات میں قطع برید کرنے کے دعاوی سراسر بے بنیاد اور معاندانہ روش کی المناک تصویر ہے۔ جو کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج پر مخفی نہیں۔

۶۔ جب علمائے حرمین شریفین دھوم دھام سے فتویٰ تکفیر پر تقریظیں لکھ رہے تھے اور مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عدیم النظیر اعزاز و اکرام کر رہے تھے اُس وقت سرِ خیل دیابنہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وہاں بنفس نفیس موجود تھے۔ اگر دھوکا بازی یا قطع و برید والا ذرا بھی معاملہ ہوتا تو انبیٹھوی صاحب علیٰ رؤوس الاشہاد وضاحت کرنے کے بجائے کبھی مکہ مکرمہ سے ۲۷ ذی الحجہ کو راتوں رات بھاگ کر جدہ جانے کا تکلف نہ کرتے۔

۷۔ انبیٹھوی صاحب نے اپنی بقیہ بائیس ۲۲ سالہ اور تھانوی صاحب نے انتالیس سالہ باقی زندگی میں ایک مرتبہ بھی ایسی جرأت نہ کی کہ علمائے حرمین طیبین کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بتاتے کہ جس انبیٹھوی اور تھانوی کی آپ حضرات نے تکفیر کی ہے۔ وہ ما بدولت ہیں اور ہمیں از روئے دلائل آپ کے فیصلے سے اتفاق نہیں ہے۔

۸۔ جب علمائے حرمین فتوائے تکفیر پہ دھوم دھام سے تقاریظ لکھ رہے تھے۔ اگر فاضلِ بریلوی نے کسی قسم کی دھوکا بازی یا عبارات میں قطع و برید کی تھی۔ تو انبیٹھوی صاحب کے لئے اس سے مناسب

موقع اور کب ہاتھ آسکتا ہے ؟ اگر صورتِ حال واقعی وہی تھی جو علمائے دیوبند بتاتے ہیں تو انبیٹھوی صاحب بڑی جرأت کے ساتھ علمائے حرمین کے سامنے اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے دلائل و براہین کو بکھیر کر رکھ دیتے اور اُن کی دھوکے بازی کو سب کے سامنے واضح کر دیتے ۔ اگر صورتِ حال یہی ہوتی تو انبیٹھوی صاحب اس موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے ۔ حالاں کہ ہوا یہ کہ انبیٹھوی صاحب تصدیق کرنے والے کسی مکی عالم کو منہ دکھانے کی بھی جرأت نہ کر سکے ۔ اِن حالات میں صورتِ حال ہر منصف مزاج پر واضح ہے یا نہیں ؟

۹ ۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے سابق مفتی احناف ، قاضی مکہ مکرمہ ، علامہ شیخ صالح کمال علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء ہے ، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو اسی دوران میں خفیہ ملاقات کی ۔ کیوں کی ؟ نتیجہ کیا برآمد ہوا ؟ یہ حضرت علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ کے اُس مکتوبِ گرامی کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے ، جو موصوف نے اگلے ہی روز محافظِ کتبِ حرم ، فاضلِ جلیل علامہ سید اسمٰعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء کے پاس بھیجا گیا ۔ وُہ مکتوبِ گرامی یہ ہے :

صاحب الفضیلة والاخلاق والمحبة الجمیلة حضرة السیّد اسمٰعیل افندی حافظ الکتب حضر عندنا قبل تاریخه رجل من اهل الهند یقال له خلیل احمد مع بعض علماء الهند المجاورین بمکة یستعطف خاطرنا علیه لانه قد بلغه انی شدید الغیظ علیه وانا لا اعرفه شخصًا فقال یا سیدی بلغنی انکم واجدون علی وذالك بسبب انی ذکرت ماوقع منه فی البراهین القاطعة لدی حضرة الامیر حفظ الله فقلت له لعلك خلیل احمد انبیٹھی فقال نعم ، فقلت له ویحك کیف تقول فی البراهین القاطعة تلك المقالات الشنیعة وتجوز الکذب علی الله جل جلاله ، کیف لا اغتاظ علیك ولقد کتبت علیها بانك رجل زندیق وکیف تعتذر وتنکر وهی قد طبعت وشاعت عنك فقال یا سیدی هی لی ولکن لیس فیها تجویز الکذب علی الله ولان کان فیها

فانا تائب وراجع عما فیہا مما یخالف اھل لسنة والجماعة فقلت له ان اللہ یحب التائبین

والبراھین موجودہ وساُخرج لك منہا ھذا الذی انکرتہ وتجاسرتہ به علی اللہ

جل شانه نصار ینتصل ویعتذر ویقول ان کان فھو مکذوب علی وانا رجل مسلم موحد

من اھل السنة والجماعة ماقلت فیہا ھذا ولا غیرہ مما یخالف مذھب اھل السنة

والجماعة فتعجبت منه کیف ینکر ما ھو مطبوع فی رسالته البراھین القاطعة المطبوعة

بلسان الھند وظھرلی انه انما قال ذالك تقیه کانھم مثل الرافضه یرون التقیة

واجبة واردت ان احضرھا واحضر من یفھم ذالك اللسان لاقررہ ومافیھا

واستتبیه لکنه فی ثانی یوم من مجیئه عندنا ھرب الی جدة ولاحول ولا قوۃ الا

باللہ ۔ اجبنا اعلامکم بذالك ودمتم. محمد صالح کمال ۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ[1]

ترجمہ : صاحبِ فضیلت واخلاق ومحبتِ جمیلہ حضرت سید اسمٰعیل آفندی محافظ کتبِ (حرم)

کل ہمارے پاس ایک ہندوستانی شخص آیا، جسے خلیل احمد کہا جاتا ہے۔ اُس کے ساتھ بعض

وہ ہندوستانی علماء بھی تھے جنھوں نے مکہ مکرمہ میں مجاورت اختیار کی ہوئی ہے، وہ

ہمیں اپنے اوپر دِلی مہربان کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اُسے خبر پہنچی تھی کہ میں اُس سے

سخت ناراض ہوں۔ میں اُس کی صورت کا تنا سانہ تھا۔ اُس نے کہا، اے میرے

سردار! مجھے معلوم ہُوا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ یہ اس سبب سے تھا۔ کہ

براہینِ قاطعہ میں اُس سے جو واقع ہوا ہے نے اُس کا تذکرہ حضرت امیر (شریف مکہ)

حفظہ اللہ سے کردیا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا، کیا تو خلیل احمد انبیٹھوی ہے؟ اُس

نے کہا، ہاں۔ تو میں نے اُس سے کہا، تجھ پر افسوس ہے تو براہینِ قاطعہ میں ایسی

گندی باتیں کیوں کر کہتا ہے؟ اور اللہ جل جلالہٗ پر کذب جائز ٹھہراتا ہے۔ میں تجھ

---

[1] ملفوظاتِ اعلیٰحضرت : جلد دوم، مطبوعہ کراچی؛ ص: ۱۵ تا ۱۷

پر کیوں ناراض نہ ہوں۔ اور اس بنا پر میں لکھ (تقدیس الوکیل کی تقریظ میں) چکا ہوں
کہ تو زندیق ہے۔ تو کس طرح عذر اور انکار کرتا ہے۔ حالاں کہ وہ (براہین قاطعہ) تیری
جانب سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ کہنے لگا۔ اے میرے سردار! کتاب تو میری
ہے لیکن اس میں امکانِ کذب کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ اس ہے تو میں توبہ کرتا ہوں
اور اُن باتوں سے رجوع کرتا ہوں جو اہلِ سنّت وجماعت کے خلاف ہیں۔ میں نے اُس
سے کہا، بیشک اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین قاطعہ
میرے پاس موجود ہے، ابھی نکال کر دکھاتا ہوں، وہ جس بات کا تو انکار کرتا ہے۔ اور
اللہ جل شانہ پر جسارت کی۔ اس پر وہ خوشامد اور عذر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر کوئی
بات ہے تو وہ مجھ پر بہتان باندھا گیا ہے اور میں تو ایک مسلمان موحد ہوں اور اہلسنت
وجماعت سے ہوں۔ میں نے اُس (براہین قاطعہ) میں یہ بات یا مذہب اہلسنت وجماعت
کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ میں اُس کی گفتگو سے متعجب تھا۔ کہ کس طرح ایک ایسی
بات کا انکار کر رہا ہے۔ جو اُس کے رسالہ براہین قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے، جو ہندی
زبان میں طبع ہوا۔ مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی باتیں روافض کی طرح از راہِ تقیہ کر رہا ہے
جو تقیہ کو واجب گردانتے ہیں۔ اور میں نے (براہین قاطعہ) لانے اور ایسے شخص کو بلانے
کا ارادہ کیا جو اس زبان کو سمجھتا ہو کہ اُس کے مندرجات کا اِس سے اقرار کراؤں اور
اُس سے توبہ لوں۔ لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے اگلے ہی روز جدہ کی جانب بھاگ
گیا۔ لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ۔ میں نے اِس واقعہ کو آپ کو مطلع کرنا پسند کیا اور آپ
سلامت رہیں۔ محمد صالح کمال

۲۸ ر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اصل صورتِ واقعہ یہ تھی، اِس کے باوجود مدرسہ دیو بند کے سابق صدر مولوی حسین احمد ٹانڈوی (المتوفی ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء) نے بغیر کسی ثبوت کے لوگوں کے آنکھوں میں دُھول جھونکتے اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی خاطر اپنی مخصوص گاندھوی ترنگ میں یوں لکھ مارا ہے :۔

" بعدازاں مولانا (انبیٹھوی صاحب) اِن سے رخصت ہوکر مفتی صالح کمال کے پاس بھی گئے۔ مفتی صاحب موصوف سے ملاقات بھی ہوئی۔ اولاً مفتی صاحب بوجہ اُن باتوں کے کہ اُن کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر ایسی باتوں کا اثر ہونا ضروری ہے۔ مگر جب مولانا نے حقیقت حال کا انکشاف فرمایا اور میدانِ تقریر میں جولانی فرمائی تو وہ کبیدگی مبدّل بہ فرح وسرور ہوگئی اور جملہ تقریراتِ حضرت مولانا کو انہوں نے تسلیم کیا اور بہت خوش ہوئے "

معلوم نہیں ٹانڈوی صاحب کو بعض معاویہ میں ایسا سفید جھوٹ بولنے پر وارین کی کونسی بھلائی مجبور کر رہی تھی ؟ اگر حضرت علامہ شیخ کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیٹھوی صاحب کی جملہ تقریرات کو درست تسلیم کر لیا ہوتا تو اس کا یہ لازمی نتیجہ سامنے آنا چاہیئے تھا کہ ۱۳۰۸ھ میں اس سے پندرہ سال قبل جو تقدیس الوکیل مصنفہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۸ء) پر تقریظ لکھتے ہوئے علامہ موصوف نے انبیٹھوی صاحب کو زندیق قرار دیا تھا اُسے غلط اور منسوخ ٹھہرا دیتے۔ حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ پر کبھی تقریظیں نہ لکھتے بلکہ اس سلسلے میں انبیٹھوی صاحب کو کوئی تازہ وضاحتی بیان مرحمت فرماتے، جس سے اُن کے علمائے دیوبند کے خلاف جاری کردہ سارے بیانات منسوخ ہو جاتے۔ لیکن انبیٹھوی صاحب کو موصوف سے ایسا ایک لفظ بھی حاصل نہ ہونا اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ ٹانڈوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان صداقت سے دُور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا بلکہ جو حضرات صورتِ حال سے ناواقف تھے اُن کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔ اصل واقعات وہی ہیں جن کا علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبِ گرامی میں ذکر فرمایا ہے۔ اور جسے ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔ ہر منصف مزاج

یہی کہے گا کہ فریقین کے بیانات سے بہر صورت خود علامہ موصوف کی وضاحت ایک غیر جانبدار کی نظر میں زیادہ قابلِ قدر اور وزنی ہے۔

۱۰: علمائے حرمین شریفین دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارتوں سے بے خبر نہیں تھے۔ کہ انہیں دھوکا دیا جاسکے۔ ۱۳۰۸ھ میں جب انہوں نے تقدیس الوکیل پر تقریظیں لکھیں تو اُن حضرات کے زمرے میں گنگوہی صاحب کے اُستاد یعنی پایہ سحرین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء) بھی تھے۔ تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) اور اُن کے سب سے نامور شاگر مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ کیا ان حضرات کو بھی دھوکا دیا جاسکتا تھا؟ آخر یہ اُستاد اور پیر کیوں اپنے شاگردوں کو زندیق قرار دے رہے تھے اور کیوں زندیق قرار دینے والوں کی تائید کر رہے تھے؟ رہا اعلیٰحضرت مجدد مایۂ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ۔ تو معلوم ہونا چاہیئے کہ علمائے حرمین طیبین آپ سے بھی ناآشنا نہیں تھے۔ اور ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں وہ آپ کے رسالہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ چکے تھے۔ اگر ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰحضرت اُن کے پاس بطور ایک اجنبی کے جاتے تو علمائے حرمین شریفین نے آپ کا جیسا عدیم المثال، اعزاز و اکرام کیا تھا، سندیں اور اجازتیں تک لی تھیں، مشکل مسائل آپ سے حل کروائے تھے، یہ معاملات اچانک ملنے کی صورت میں کبھی نہیں ہو سکتے تھے۔ کاش! غیر جانبدار حضرات اس حقیقت پر نظر رکھیں کہ مجدد مایۂ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیوبندی حضرات یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ اُنہوں نے ہمارے اکابر کی عبارات میں قطع برید کی تھی۔ اور علمائے حرمین شریفین کو دھوکا بھی دیا تھا۔ اس کے باوجود اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کا علمائے سحرین نے وہ اعزاز و اکرام کیا جس کی نذیر وہاں کی تاریخ میں شاید ہی ملے لیکن دوسری جانب علمائے دیوبند اپنی حقانیت کا ڈھول بجاتے پھرتے ہیں۔ حالاں کہ ان کے کسی بڑے بڑے شہریار علم کے

سامنے علمائے مکہ مکرمہ یا علمائے مدینہ منورہ نے کبھی گھاس بھی نہیں ڈالی۔ نہ کبھی انہوں نے پوچھا کہ حضرت جی آپ کون ہیں؟ نہ ان حضرات کو کبھی اتنا بتانے کی جرأت ہوئی کہ میں فلاں بن فلاں مدظلہٗ العالی ہوں۔ کیا ان حالات میں حقیقت واضح نہیں ہے؟ افسوس!

راہزن خضرِ راہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

۱۱ مولوی اشرف علی تھانوی کو سارا دیوبندی قبیلہ ہی حکیم الامت، مجدد دین و ملت، بلکہ جامع المجددین تک قرار دیتا ہے۔ کیا مجدد وہی ہوتا ہے جس کے کفر و ارتداد کا ساری دُنیا میں چرچا ہو، عالمِ اسلام کے جید اساطینِ علم جس کے مرتد ہونے پر متفق ہوں لیکن وُہ چُپ پڑا رہے۔ اتنی بھی ہمت نہ رکھتا ہو کہ ساری عمر میں کم از کم ایک مرتبہ ہی میدانِ مناظرہ میں آ کر اپنا مسلمان ہونا ثابت کرے۔ یہ نہ سہی تو تحریری طور پر اپنے مخالفین کے الزامات کو دلائل و براہین سے بے بنیاد ثابت کرے تاکہ معاندین کو لب کشائی کی گنجائش نہ رہے۔ لیکن تھانوی صاحب ہر میدان میں، باطل کی علمبرداری کے باعث، اپنے دیگر اکابر کی طرح پھسڈی ہی رہے۔ کیا مسلمانوں کی پوری تاریخ میں کہیں ایسا بھی کوئی مجدد نظر آتا ہے؟

اگر حقیقی مجدد اور امامِ زمانہ کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ تھی تو دیگر علمائے اہلسنّت ہی میں سے کسی ایک کے رُوبرو آ کر اپنا اسلام ثابت کرتے لیکن عمر بھر اس تصور سے بھی لرزہ طاری ہوتا رہا۔ خیر جب وُہ اپنی مہربان سرکار کی نظرِ بدولت و چشم و کرم کے طفیل حکیم الامت اور مجدد دین و ملت کے جبّوں اور قبّوں میں ڈھانپ ہی دئے گئے تو اگرچہ ذِیابٌ فی ثیابٌ ہی تھے لیکن ظاہریت کا لحاظ کرکے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہزار دو سو روپے کی سالانہ وظیفہ کی بدولت چہل قدم فرماتے ہوئے حرمین طیبین تک پہنچ جاتے۔ انہیں بتاتے کہ حضورِ والا! میری عبارتِ حفظ الایمان میں اگرچہ کفر کا یہ پہلو ضرور ہے مگر فلاں ایک پہلو اسلامی بھی تو موجود ہے۔ لہٰذا میری عبارت کو اُسی اسلامی پہلو پہ محمول کرکے مجھے

تکفیر سے محفوظ و مامون رکھیئے اور میری گردن پر تکفیر کی شمشیر نہ چلایئے کیوں کہ ائمہ دین کی واضح تصریحات موجود ہیں کہ اگر کسی قول میں ننانوے [۹۹] پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو اسلامی بھی پایا جائے تو جب تک قائل کسی اور مفہوم کی وضاحت نہ کر دے اس وقت تک اسی اسلامی پہلو کو قائل کی مراد قرار دے کر اس کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ لہٰذا فلاں اسلامی پہلو کے پیش نظر مجھے مسلمان قرار دیجیے اور اپنی سابقہ تقاریظ کو منسوخ فرمائیے۔

جب تھانوی صاحب نے ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۶۲ھ تک اپنی بقیہ انتالیس [۳۹] سالہ زندگی میں ایسی ایک مرتبہ بھی جرأت نہیں کی تو ایک غیر جانبدار اور منصف مزاج آخر یہی فیصلہ کرے گا کہ اگر تھانوی صاحب اور اُن کے تینوں اکابر ساتھیوں کی عبارت میں اگر ایک بھی اسلامی پہلو ہوتا تو خواہ تھانوی صاحب کو تھانہ بھون میں پابندِ سلاسل بھی کر دیا جاتا پھر بھی وہ سوجتن کر کے حرمین طیبین تک پہنچنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا بلکہ گاندھی کی لنگوٹی تک کا زور لگاتے اور وضاحت کر کے کافر و مرتد قرار دینے والے ایک آدھ عالم کی تحریر تو ضرور حاصل کرتے کہ یہ مسلمان ہے۔ لیکن جب وہ بغیر کسی ادنیٰ رکاوٹ کے حرمین شریفین جانے اور ان علمائے کرام کے رُوبرو ہونے سے لرزاں و ترساں رہے تو بھیگی بلی بن کر تھانہ بھون کے حجرے میں بند رہنے اور زمین پکڑ جانے کی آخر اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ چاروں علمائے دیوبند کی کسی عبارت میں ایک بھی اسلامی پہلو نہیں پایا جاتا۔ اِسی لیے تو اپنے دارالخلافے میں آرام سے پڑے ہوئے کفر بیزی و کفر ریزی و کفر خیزی کا کاروبار کرتے اور ستیاں بھیجنے کو تو ال اب ڈر کا ہے کا، والا وظیفہ پڑھتے پڑھاتے رہے۔ گویا ؎

نگاہِ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھا تھا کوئی بے وفا ہو کر

۱۲۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں گالیوں اور جھوٹے

الزامات وبہتانات کے تو خیر سے اگلے پچھلے تو سارے ہی ریکارڈ توڑ دیے ہوئے ہیں لیکن موصوف نے ایک امتیازی حیثیت یہ بنفسِ نفیس ضرور حاصل کی کہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے اکابر کے سر وہ ایسی کتابیں گھڑ کر منڈھ دیں، جن کا دُنیا میں کہیں وجود ہوا نہ ہے۔ بلکہ اس میدان میں پوری ترقی کرتے ہوئے اُن کتابوں کے مطبع، صفحات اور عبارتیں تک اپنے گاندھی ذہن سے پیدا کرلیں بلکہ اس میدان کی ترقی کے آخری نقطے کو چھوتے ہوئے اعلیٰحضرت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ کے بالمقابل اُن سے استناد کرکے اس جعل سازی پر افتخار کرتے رہے کیوں کہ دیوبندی قوم کے شیخ الاسلام جو ٹھہرے۔ چنانچہ موصوف کی ایک گھڑنت خود اُن کے لفظوں میں ہی ملاحظہ فرمائی جائے:

جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں، کہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے، اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے اُمور مخفیہ کا علم ہوتا تھا۔ جیسے علم غیب کہنا گمراہی ہے، ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔"

اب ذرا موصوف کی دوسری گھڑنت بھی ملاحظہ فرمائی جائے۔ کیوں کہ یہی تو اکابرِ دیوبند کے کمالات ہیں:۔

"مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں: حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا اور یہ علیٰ قدر مراتب سب کو حاصل ہے۔ اور علم غیب مطلق وبالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے۔ اور نص قطعی کے خلاف۔ اِس میں تاویل اور دایرہ پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔"

مفتی سنبھل، اجمل العلماء مولانا محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ نے ردِّ شہاب الثاقب کے اندر ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں صدرِ دیوبند کی اس جعل سازی اور دیدہ دلیری پر گرفت فرمائی تو علمائے دیوبند آج کے دن تک

خاموش ہیں، صرف علامہ شبیر احمد عثمانی کے برادر زادہ، مولوی عامر عثمانی دیوبندی (المتوفی ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء) نے اتنی تُک بندی ضرور فرمائی تھی، جو انہوں کے لفظوں میں ملاحظہ ہو۔

"دو کتاب کے لب و لہجہ سے سخت وحشت زدہ ہونے کے باوجود تاہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی پر ایک الزام بڑا بھیانک اور فکر انگیز لگایا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ جن دو کتابوں، "خزینۃ الاولیاء" اور "ہدایۃ الاسلام" سے شہاب ثاقب میں بعض اقتباسات دیے گئے ہیں وُہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں۔ جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں ..... تاہم یہ قیاسات ہیں بلکہ محض عقلی تک بندی پر ہیں۔ حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقول جواب یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبزادے مولوی اسعد طول عمرہٗ کے ذمہ ہے یا پھر اُن مریدین و متوسلین کے ذمّے ہے جو بجا طور مولانا کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔"

؎ رہِ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیرِ کارواں بھی ہے انہیں گم کردہ راہوں میں

اِس سے پیشتر حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کے منظرِ عام پر آنے سے بھوکھلا کر علمائے دیوبند نے مِل جُل کر "سیف النقی" نامی کتاب تیار کی اور اُسے مدرسہ دیوبند سے شائع کیا۔ اُس میں بھی علمائے دیوبند نے سر جوڑ کر سات کتابیں اِسی طرح گھڑیں اور انہیں اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر کی جانب منسوب کر دیا۔ کمال دیانت داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن کتابوں کے مطابع صفحے اور عبارتیں تک اپنے ذہنوں سے گھڑ کر استناد و افتخار کرنے لگے۔ فاضلِ بریلوی کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جعلی مُہر بھی گھڑ لی اور اس پر ۱۳۰۱ھ لکھ دیا۔ حالاں کہ مولانا کا ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء میں وصال ہو گیا تھا، گویا اپنے وصال کے چار سال بعد مولانا نقی علی بریلوی

ماہنامہ تجلی، بابت فروری و مارچ ۱۹۵۹ء

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مہر ثبت کروائی تھی۔ ان حضرات کی ایسی کارگزاریوں کے پیشِ نظر خالص الاعتقاد کی تمہید رماح القہار علی کفر الکفار کے اندر ۱۳۲۸ھ میں مولانا سید عبدالرحمٰن بیتھوی رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی شریف سے یہ عام اعلان کرنا پڑا:۔

"ارے دم ہے کسی تھانوی، دربھنگی، سرہنگی، سربھنگی، انبیٹھی، دیوبندی، نانوتوی گنگوہی امرتسری، دہلوی، جنگلی کوہی میں کہ اُن من گھڑت کتابوں، اُن کے صفحوں، اُن کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی عاقل کے لگنے کے قابل اپنہ منہ بنا سکے۔"[1]

اگر ان حضرات کا تقویٰ وطہارت، انصاف و دیانت اور حقانیت وصداقت سے دُور کا بھی واسطہ ہوتا۔ تو ایسی شرمناک اور انتہائی گری ہوئی شعبدہ بازی کے کبھی نزدیک تک نہ پھٹکتے۔ کیا حقانیت کے علمبردار ایسی خیانتوں کا سہارا لینے پر مجبور ہوتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ علمبردارانِ حق کے لیے حق و انصاف ہی کافی ہے۔ انہیں ایسے شرمناک راستوں سے ہمیشہ نفرت رہی ہے اور رہے گی۔

۱۳۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے نامور خلیفہ، مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجرِ مکی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن پر قبلہ حاجی صاحب کو سب سے زیادہ اعتماد تھا کیوں کہ وہ علم وفضل میں اپنی نظیر آپ تھے اور اُن کے انوار مکہ مکرمہ میں بھی ظاہر تھے۔ کیا علمائے دیوبند کے بارے میں موصوف کو کسی قسم کا دھوکا دیا جا سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارتوں کے باعث اکابرِ دیوبند کی تکفیر سے اتفاق کرتے ہوئے تقریظ لکھی جو حسام الحرمین کے اندر چھپی تقریظ ہے۔ اگر علمائے دیوبند کا کفر یقینی نہ ہوتا تو مولانا موصوف ہرگز تقریظ نہ لکھتے۔

حضرت حاجی صاحب کے دوسرا خلیفہ، مولانا شیخ احمد مکی امدادی نے بھی دھوم دھام سے تقریظ لکھی اور کفریہ عبارتوں کے بارے میں حکمِ شرع بیان فرمایا۔ اُن کی تقریظ کے چند جملوں کا ترجمہ

---

[1] خالص الاعتقاد، ص ۱۷

حمد و صلوٰۃ کے بعد کہتا ہے بندۂ ضعیف، اپنے ربِ لطیف کے لُطف کا امید وار احمد مکی چشتی صابری امدادی کہ میں اُس رسالہ پر مطلع ہُوا، جو چار بیانوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے مؤید اور ایسی حجتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دینوں کے دِل میں بھالے ہیں۔ میں نے اُسے تیز تلوار پایا، کافر، فاجر وہابیوں کی گردن پر۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے مؤلف کو سب سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اللہ تعالےٰ ہمارا اور اُس کا حشر زیرِ نشانِ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کرے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وُہ دریائے زخار ہے، صحیح دلیلیں لایا، جن میں کوئی علت نہیں اور سزا وار ہے کہ اُس کے حق میں کہا جائے کہ وُہ حق و دین کی مدد کرنے اور بے دینوں سرکشوں کی گردنیں قلع قمع کرنے پر قائم ہے۔ سُن لو وُہ پرہیزگار، فاضل، ستھرا، کامل، پچھلوں کا معتمد اور اگلوں کا قدم بقدم، فخرِ اکابر، مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں ہے۔ اللہ اُس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اُس کی درازیٔ عمر سے نفع بخشے۔ (آمین)، کچھ شک نہیں کہ یہ طائفے صراحۃً دلیلوں کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو اُن پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ تو سلطانِ اسلام پر...... واجب ہے کہ ایسوں کی آلودگی سے زمین کو پاک کرے اور اُن کے اقوال و افعال کی قباحتوں سے لوگوں کو بچائے"۔[1]

مولانا عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد یعنی محافظِ کتبِ حرم، سید اسمٰعیل بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے ہاشمی تیور اور امدادی جوہر اُن کے تقریظ کے ہر لفظ سے عیاں ہیں۔ قارئین کرام اُس میں سے چند فقروں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

وہ حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اُس کے پیرو ہوں۔ جیسے خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی

وغیرہ ، اُن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ، نہ شک کی مجال ، بلکہ جو اُن کے میں شک کرے ،

بلکہ کسی طرح ، کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے تو اُس کے کفر میں بھی شبہ

نہیں کہ اُن میں کوئی دین متین کو پھینکنے والا ہے اور اُن میں کوئی ضروریاتِ دین کا انکار

کرتا ہے ، جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے ، تو اسلام میں اُن کا نام و نشان کچھ باقی نہ

رہا ، جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں ۔[1]،،

فرمانِ رسالت اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ کے تحت دیکھا جائے تو علّامہ موصوف

کی ایمانی فراست قابلِ رشک اور لائقِ تحسین تھی ۔ کفریہ عبارتیں اپنی جگہ ، لیکن اُن مصنفین کو ایسا لکھنے ، اپنی

عاقبت برباد کرنے اور اپنے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کے دین و ایمان کا بیڑہ غرق کرنے کی آخر ضرورت کیا

پیش آئی ؛ موصوف نے اس ضرورت پیش آنے کا فراستِ مومنانہ سے یوں جواب دیا :-

،، مجھے ایسا علم یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے

منادی (یعنی ایجنٹ) ہیں ۔ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باطل کرنا چاہتے ہیں ۔[2]،،

کفّار کی طاقت اِن حضرات سے دوسرا کام کیا لے رہی تھی ! یہ بھی موصوف کی زبانی سنیئے :-

،، حاصل یہ کہ زمینِ ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں ۔ اور یہ باعتبار ظاہر

ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے رازدار ہیں ۔ اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں

سے اُن کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں ۔[3]،،

اعلحضرت مجددِ دین وملت ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں ۱۳۱۷ھ سے عقیدت کے

پھول نچھاور کرنے والے اس کے اِس بطلِ جلیل علّامہ سید اسمٰعیل بن سید خلیل آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے

جب ۱۳۲۴ھ میں پورے سات سال انتظار کرنے کے بعد چودھویں صدی کے آفتابِ علم و عرفان کو

نگاہوں کے سامنے جلوہ گر پایا ، تو مجددِ برحق کے بارے میں اُن کے مقدس قلم نے یوں صفحۂ قرطاس پر

---

[1] حسام الحرمین : ص ۱۳۱ [2] ایضاً : ص ۱۳۱ [3] ایضاً : ص ۱۳۳

پر حقیقت کے موتی بکھیرے :۔

میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اُس نے اِس عالِم باعمل کو مقرر فرمایا، جو فاضل کامل ہے، منقبتوں اور فخروں والا، اِس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ، حضرت احمد رضا خاں، اللہ بڑے احسان والا، پروردگار اُسے سلامت رکھے اُن کی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لیے، اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اُس کے لیے اِن فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں۔ اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اُس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اُس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اِس صدی کا مجدِد ہے تو البتہ حق و صحیح ہے۔"[1]

مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے نامور شاگرد مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب کتاب الدولۃ المکیہ کی تقاریظ کے لیے آپ کی مراجعت کے بعد سب سے بڑھ کر کوشش کی۔ حالاں کہ موصوف بھی ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریظ کے اندر مبتدعین کا ذکر ان لفظوں میں کیا :۔

حمد و نعت کے بعد میں نے واقفیت حاصل کی الدولۃ المکیہ کی جو امام، بزرگ، محقق، نکتہ رس، سیدی و ملاذی، اس زمانے کے مجدد، عبد المصطفیٰ، اُن پر روح و دِل فدا ہوں، یعنی مولانا احمد رضا خاں، اللہ حنان و منان انہیں سلامت رکھے، کی تالیف ہے۔ تو جو کچھ جھوٹے وہابی، دروغ باف گنگوہی کے متبعین وغیرہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ سردار (اعلیٰحضرت، اللہ اُن کا ذکر بلند کرے) وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خالقِ ارض و سما (جل جلالہٗ) اور باعثِ

---

[1] حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۴۳

تخلیق کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم مساوی ہے، یہ صریح جھوٹ، بالکل افترار

اور بدترین بہتان ہے۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور ظالموں کا ٹھکانہ برا ہے۔ انہیں

ملعون اتہامات کو دفع کرنے کے لیے حرمین شریفین کے ہمارے سرداروں اور علماء

کی تقاریظ لکھی گئیں "۔

یہ ہے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کا وہ تحفہ جو انہوں نے حرمین شریفین سے اپنے اُن

متوسلین کے لیے بھیجا یا آپ کے علمی وروحانی فرزندوں کی جانب سے حضرت حاجی صاحب کے اُن

متوسلین ومتبعین کو عطا فرمایا گیا جو اپنے پیرومرشد کے مسلک سے منہ موڑ کر، حکومت کے ایجنٹ بن کر

تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا منحوس مشغلہ، دُنیا سنبھالنے کی خاطر اختیار کر بیٹھے تھے۔ کیا اِن حضرات

کو کوئی ہندوستانی عالم بھلا علمائے دیوبند کے بارے میں دھوکا دے سکتا تھا؟ کیا علمائے دیوبند کی

تصانیف اور عقائد ونظریات اُن کے پیشِ نظر نہیں تھے؟

بہر حال حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ متوسلین نے اپنا شرعی فریضہ ادا کیا اور

گمراہ گروں کے رد میں انہوں نے اپنی شرعی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا۔ قبلہ حاجی صاحب نے شاید اسے علمی اختلاف

سمجھا ہوگا کہ اپنے اُن نام نہاد متوسلین کو سمجھانے کی خاطر فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے ایک تحریر لکھی اور امورِ

مختلفہ کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت کر دی۔ یہ کتابچہ مکہ مکرمہ سے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب

کے پاس آیا کہ اِسے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس پہنچا دیا جائے۔ گنگوہی صاحب نے اپنے

پیرومرشد کے شرعی فیصلے کا جو احترام کیا، وہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی کی زبانی سنیئے اور معاملے کو

غیر جانبدار رہو کر سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ انہوں نے لکھا ہے :-

"نذرِ آتش کرنے کی یہ خدمت والدی حضرت خواجہ حسن نظامی کے سپرد ہوئی، جو اُس

وقت گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد کے ہاں زیرِ تعلیم تھے۔ لیکن خواجہ صاحب نے

جلانے سے پہلے اُس کو پڑھا اور جب اُن کو وہ کتاب اچھی معلوم ہوئی تو انہوں نے اُستاد کے حکم کی تعمیل میں آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی بچاکر رکھ لیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا گنگوہی سے ملنے آئے اور اُن سے پوچھا کہ میں نے کچھ کتابیں تقسیم کرنے کے لیے آپ کے پاس بھیجی تھیں اُن کا کیا ہوا؟ مولانا گنگوہی نے اس کا جواب خاموشی سے دیا۔ لیکن کسی حاضر الوقت نے کہا کہ علی حسن (خواجہ حسن نظامی) کو حکم ہوا تھا کہ انہیں جلا دو۔ مولانا تھانوی نے میاں علی حسن سے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے کتابیں جلادیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اُستاد کا حکم ماننا ضروری تھا۔ اس لیے میں نے آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی میرے پاس محفوظ ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب بیان کرتے تھے کہ مولانا تھانوی اس سے اتنے خوش ہوئے کہ آم کھا رہے تھے، فوراً دو آم اُٹھا کر مجھے انعام دیے۔"[1]

ع دیکھو تو دِل فریبیٔ اندازِ نقشِ پا
موجِ خرامِ یار بھی کیا گُل کتر گئی

۱۲۔ اسی طرح مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ جن سے کتنے ہی دیوبندی علماء نے علمی استفادہ کیا اور جن کے بارے میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی رسوائے زمانہ تصنیف براہینِ قاطعہ میں لکھا ہے:-

"خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الهند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔"[2]

اس عبارت میں تو انبیٹھوی صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے شیخ الهند کہا ہے۔ موصوف نے مکہ مکرمہ سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی، حکومت کی

---

[1] ماہنامہ منادی، دہلی جلد ۳۹ شمارہ ۱۲، ص ۲۲

جانب سے پایۂ حرمین اور قاضی القضاۃ کا عہدہ ملا۔ اسی کتاب میں انبیٹھوی صاحب نے اُن کے بارے میں دوسرے مقام میں لکھا ہے :۔

"اِس آخر وقت میں اَب مولوی رحمت اللہ صاحب تمم علمائے مکّہ پر فائق اور بہ اقرار علمائے مکہ اعلم ہیں۔"

۱۳۰۴ھ میں انبیٹھوی صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ لہٰذا موصوف کا فیصلہ کسی حالت میں علمائے دیوبند کے متعلق معاندانہ نہیں کہا جاسکتا۔ مولانا کیرانوی کو کسی مرحلے میں بھی بریلوی نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ وہ ہندوستان میں رہے تو کیرانوی تھے اور حجاز مقدس میں گئے گئے تو مکّی ہوئے۔ چنانچہ مولانا کیرانوی مرحوم نے گنگوہی اور انبیٹھوی صاحب کے خلاف مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف تقدیس الوکیل پر طویل تقریظ لکھی۔ پہلے تقریظ کے چند ابتدائی جملے ملاحظہ ہوں :۔

"بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے راجی رحمت ربہ المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا، جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا، اور مولوی عبد السمیع صاحب جو اُن کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے، جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے منع کرتا تھا۔ کہ آپس میں مختلف نہ ہوں اور علمائے مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممنون رہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی ہے تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلافِ دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید

سمجھتا تھا۔ مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اَور ہی نکلے۔ جس طرف آئے اُس طرف ایسا تعصب برتا کہ اُس میں اُن کی تقریر اَور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے؎۱

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اِسی تقریظ میں یہ بھی فرمایا ہے :-

"پھر حضرتِ رشید نے جو نواسے (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف توجہ کی تھی اُس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اخوانہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا اور اُس کے بیان کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو، گو کوئی کیسے ہی ذوق وشوق میں ہو بہت بڑا منکر (بُرا کام) فرمایا۔ اس ٹھہرانے، بتلانے، فرمانے سے لکھوکھا علمائے صالحین اَور مشائخ مقبول رب العالمین اُن کے نزدیک بُرے نفرتی ٹھہر گئے۔ پھر ذاتِ نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اَور امکانِ ذاتی کے باعتبار کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اَور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی اَور اُن کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑا نہ رہا اَور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اَور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک ٹھہرایا۔

پھر اِس توجہ پر ذاتِ اقدس نبوی کی طرف کی اکتفا نہ کیا، ذاتِ اقدس الٰہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے اَور جناب باری تعالےٰ کے حق میں دعوےٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں، بلکہ امکان، جھوٹ بولنے کو اللہ تعالےٰ کی بڑی صفت کمال کی فرمائی، نعوذ باللہ من ہذہِ الخرافات۔ میں توان اُمور مذکورہ بالا کو اَور باطن میں بہت بُرا سمجھا ہوں اَور اپنے محبّین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید اَور اُن کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سُنیں اَور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کچھ کُھلم کُھلا تبرّا ہوگا۔ لیکن

۱؎ تقدیس الوکیل، مطبوعہ لاہور: ۱۵

جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جنابِ باری جہاں آفریں اُن کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔"[1]

احقر نے قارئین کرام کی سہولت کے لیے یہ چند حقائق پیش کر دیے ہیں۔ انصاف پسند حضرات کو ان کی روشنی میں معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں چنداں دشواری پیش نہیں آئے گی۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی کا معاملہ ہی اور ہے۔ اگر احقر کی معروضات سامنے رکھی جائیں تو مولوی حسین احمد ٹانڈی (مصنف شہابِ ثاقب) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مصنفِ المہند) مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مصنفِ توضیح البیان (المتوفی ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد (المتوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)، مولوی محمد منظور نعمانی، مصنف فیصلہ کن مناظرہ اور فتح بریلی کا دلکش منظر اور مولوی فردوس علی قصوری وغیرہ حضرات کی دھاندلی اور انصاف دشمنی صاف نظر آنے لگے گی۔ اللہ جل شانہ، ابنائے زمانہ کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

اکابر علمائے دیوبند نے اللہ اور رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم) کی شان پر حملہ کیا، نازیبا الفاظ لکھے اور شائع کیے، یہ امر دیوبندی حضرات کے نزدیک نہ قابلِ اعتراض ہے اور نہ اس بارے میں وہ کسی کو ایک لفظ تک کہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اللہ اور رسول کو گالیاں دینے والے اِن علماء کے خلاف اگر کوئی بولے تو یہ ایسا جرم ہوگا کہ یہ حضرات کسی مرحلے پر اُس سے درگزر کرنے کے روادار نہیں ہو سکتے۔ چونکہ عظمتِ خداوندی اور ناموسِ مصطفیٰ کا دفاع کرنے والے علمائے کرام نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجددانہ صلاحیتوں کے باعث سب سے نمایاں کارنامہ دکھایا، لہٰذا اُن کا یہ ایسا جرم ہے جس کی پاداش میں علمائے دیوبند نے انہیں آج تک سب وشتم کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اور اُس اللہ کے بندے پر بہتان باندھنا، الزامات عائد کرنا تو ان حضرات کا ایسا محبوب مشغلہ ہو کر رہ گیا ہے۔ جیسے روافض نے سب سے بڑی عبادت حضرات خلفائے ثلاثہ

---

[1] تقدیس الوکیل، مطبوعہ لاہور: ص: ۱۹،۴

رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین پر تبرّا کرنے کو ٹھہرا لیا۔ اسی طرح ان حضرات نے تبرّا کے لیے مجدّدِ مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ کو چن لیا، جن کا جرم صرف یہ ہے کہ وُہ خدا اور رسول کے دشمنوں کے خلاف بولے تھے۔ جب علمائے دیوبند اپنے کفریات کی اشاعت سے باز نہ آئے تو آپ نے اُن کی تکفیر کا شرعی فریضہ بھی ادا کیا تھا حالاں کہ :۔

نہ وُہ کفر کرتے ، نہ تکفیر ہوتی
رضاؔ کی خطا اِس میں سرکار کیا ہے

اُسی حق دشمنی اور اکابر پرستی کے نشے میں چکنا چُور ہو کر آج کل مولوی ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صفدر گکھڑوی دیوبندی کچھ زیادہ ہی اُچھل کود رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ موصوف دوسروں سے کچھ زیادہ ہی پی بیٹھے ہیں۔ آنجناب کی علمائے اہلسنّت اور خصوصاً اعلٰحضرت مجدّدِ دین وملت ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزامات و بہتانات کی دھوآں دھار بمباری دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو اپنے سابقہ مصنفین ومناظرین کے بھی کان کترتے جا رہے ہیں۔ اگر موصوف اپنی تصانیف میں ناجائز حملے نہ کرتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ انہیں مخاطب کرتے لیکن گکھڑی صاحب کی لن ترانیاں نظر انداز کرنے کے قابل نہیں، مثلاً انہوں نے اپنی مخصوص ترنگ میں کس ٹھاٹ بات سے لکھا ہے :۔

"مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مزاج نہایت جذباتی اور طبیعت بیحد غلو پسند اور متعصبانہ تھی۔ اُن کی عبارات میں اس امر کا واضح ثبوت موجود ہے۔ اپنے مخالفین اور خصوصاً علماءِ دیوبند کی تکفیر میں جو طریق انہوں نے اختیار کیا ہے۔ عالم تو درکنار دُنیا کا کوئی شریف انسان بھی اس کو اختیار نہیں کرسکتا کہ اُن کی مراد اور نیت کے خلاف اُن کی عبارات کا مطلب ازخود تراشے اور بزور کشید کرکے اُن پر کفر کا فتوےٰ لگائے اور پھر اُن کی تکفیر نہ کرنے والوں بلکہ شک کرنے والوں کو بھی کافر قرار دے۔

حالاں کہ اکابر علمار دیوبند چلا چلا کر کہتے ہیں لکھتے ہیں رہے۔ کہ جو مطلب تم نے بیان کیا ہے یا جو مراد تم لے رہے ہو، ہماری ہرگز وہ مراد نہیں اور نہ ہم اُس صحیح سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہم اُس کو کفر سمجھتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کا تقاضا تو یہی تھا کہ خان صاحب اس کے بعد اُن کی تکفیر سے باز آجاتے اور علمائے دیوبند سے معافی مانگ لیتے کہ میں نے غلط سمجھا تھا۔ اور میں اب اپنے سابق غلط فتوے سے رجوع کرتا ہوں۔ لیکن خان صاحب نے مرتے دم تک اپنی ضد نہیں چھوڑی اور اکابر علمائے دیوبند کی ناروا تکفیر سے باز نہیں آئے۔ اُن کی چند عبارات ملاحظہ کریں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :۔ "غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اُس کے پیرو ہوں، جیسے خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی وغیرہ، اُن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں"[1]

(حسام الحرمین ص ۱۳۱، فتاوٰے افریقہ ص ۱۰۹)

گھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف کی مذکورہ بالا دھاندلی اور شعبدہ بازی کے پیش نظر ہمیں احقاق حق اور ابطال باطل کا پورا حق حاصل ہو گیا ہے۔ ہم قارئین کرام کے سامنے چند حقائق پیش کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑیں گے اور مصنف کی طرح تحکم اور سینہ زوری سے قطعاً کام نہیں لیں گے۔ چنانچہ :۔

؎ غزل اُس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

اولاً : مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے حرمین طیبین کے پاکیزہ کلمات اور اعزاز و اکرام کے الفاظ فتاوٰے الحرمین، حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ، الاجازات المتینہ اور کفل الفقیہہ وغیرہ کتب و رسائل میں موجود ہیں۔ جن کی ایمان افروز خارجیت و

---

[1] عبارات اکابر، مطبوعہ لاہور، بار اوّل ۱۳۹۲ھ : ص ۱۸ تا ۲۰

و نجدیت سوز جھنکار سے شرق سے غرب اور عرب سے عجم تک گونج رہے ہیں۔ اگر اس کے خلاف کوئی کوا خور شیخِ نجدی کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کائیں کائیں کرتا پھرے تو مسلمان ایسے بے ذوق کہاں جو زاغ و بوم کی دلخراش آوازوں پر کان دھرتے رہیں۔

ثانیاً علمائے دیوبند نے کفریہ عبارتیں لکھیں، سالہا سال تک شائع کرتے رہے، علمائے اہلِ سنّت کی جانب سے متواتر مواخذہ ہوتا رہا، اعلیٰ حضرت بھی مدّتوں انہیں سمجھاتے اور ردّ شائع کرتے رہے۔ جب دیکھا کہ وہ اپنے کفریات پر مُصر ہیں، نہ اُن عبارتوں میں کوئی اسلامی پہلو دِکھانے پر قادر نہ اُن سے رجوع کرنے پر آمادہ تو مسلمانوں کو اُن کے کفر میں ملوث ہونے سے بچانے کی خاطر امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کرنا پڑا۔ یہ علمائے دیوبند کے نزدیک اِتنا بڑا جُرم ہے کہ اس کے باعث عباراتِ اکابر کے مصنف کو چودھویں صدی کا مجدد اور اِسلام کا بطلِ جلیل بھی ایک شریف انسان نظر نہیں آتا۔ بہر حال یہ اپنی اپنی نظر اور پسند کا معاملہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مبتدعین زمانہ کی اِس جماعت میں اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کو گالیاں دینا، انہیں فخریہ شائع کرنا، پھر انہیں اپنی ساختہ توحید کے دودھ کی ملائی بتانا ہی بزرگی کی سند اور شرافت کا معیار ہو کر رہ گیا ہے۔ ایسے حضرات کو کفریات سے روکنے، اپنی اور دوسروں کی عاقبت برباد کرنے سے باز رہنے کی تلقین کرنے والے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھلا یہ لوگ کس طرح شریف انسان تسلیم کر سکتے ہیں؟ علمائے دیوبند نے اللہ اور رسول کو کُھل کر اپنی تصانیف میں گالیاں دیں اور مرتے دم تک نہ وُہ عبارتیں بدلیں، نہ اُن سے توبہ کی۔ عباراتِ اکابر کے مصنّف کی اصطلاح میں یہ بات شرافت کے معیار سے ذرا بھی گری ہوئی نہیں ہے بلکہ بزرگی کی سند ہے۔ ہاں قابلِ اعتراض اُن کی نظر میں یہ امر ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے اُن کے اربابًا من دونِ اللّٰہ کے خلاف ایک لفظ بھی کیوں کہا؟ جرم ہے تو یہ ہے۔ افسوس!

ے بنے کیوں کر کہ ہے سب کار اُلٹا

ہم اُلٹے، بات اُلٹی، یار اُلٹا

کاش ! یہ حضرات تھوڑی دیر کے لیے دیوبندیت اور بریلویت کی تفریق سے بالاتر ہوکر، ایں وآں کی محبت و نفرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، صرف اللہ جل شانہٗ کے بندے اور نبی آخر الزمان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے امتی بن کر اُن کفریہ عبارتوں کو بغور پڑھیں، انصاف کی میزان پر تولیں تو صاف نظر آئے گا کہ :۔

ع وفا کے بھیس میں بیٹھے ہیں پانچوں بے وفا ہوکر

ثالثاً : مصنف کا یہ کہنا کہ : اکابر دیوبند چلا چلا کر کہتے اور لکھتے رہے ہیں کہ جو مطلب تم نے بیان کیا ہے یا جو تم مراد لے رہے ہو، ہماری ہرگز وہ مراد نہیں "۔

گکھڑوی صاحب ! عبارات اکابر کے مصنف سے کہیے کہ وہ عبارتیں اردو زبان کی ہیں کوئی لاطینی یا عبرانی زبان نہیں جن کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ ہر پڑھا لکھا انسان اُن عبارتوں کا مفہوم آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ بریں وہ پہیلیاں یا بجھارتیں بھی نہیں ہیں کہ گتھیاں سلجھانی پڑیں گی، بلکہ اُن عبارات کے وہی مفہوم و مطالب لیے جاسکیں گے جو عبارات کے الفاظ سے نکل سکتے ہوں۔ اگر کوئی آم سے انگور مراد لے یا کوا کھائے اور کبوتر بتائے تو ایسی کرتوت کسی عاقل کے نزدیک کب قابلِ قبول ہے ؟ ایسی مراد کوئی چلا چلا کر بتائے یا رو پیٹ کر نامراد ہی رہے گا۔ اگر اُن علمائے دیوبند کا مقصد کفر کی نشر و اشاعت نہیں تھا تو اُن عبارتوں میں ردّ و بدل کر کے ایسی بنا لیتے کہ کفریہ معانی کا شائبہ بھی نہ پایا جاتا، اِس طرح سارا قضیہ ہی ختم ہو جاتا، لیکن انہوں نے مرتے دم تک ایسا نہیں کیا۔ آخر اتنے بڑے اختلاف کو چند لفظوں کی تبدیلی کر کے ختم کر دینے میں نقصان کیا تھا ؟ اس کے بعد اگر مواخذہ کرنے والے باز نہ آتے تو ہر سمجھ دار شخص یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ معترضین کی نیت میں کھوٹ ہے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں :

لیکن جب اُن مصنفین نے مرتے وقت تک ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا اور ساری عمر اس اختلاف کی آگ کو ہوا دینے میں ہی مصروف رہے تو کون یہ سمجھنے پر مجبور نہیں ہوگا کہ اُن حضرات کا مشن ہی کافر گری ہو کر رہ گیا تھا۔

رابعاً: مصنفِ عباراتِ اکابر کا لکھنا کہ فلاں صورتِ حال کے بعد خانصاحب بریلوی کو چاہیئے تھا کہ علمائے دیوبند سے معافی مانگ لیتے اور اپنے فتوئے سے رجوع کر لیتے۔

گکھڑوی صاحب! اپنے اونچی چوٹی کے مصنف صاحب کو بتا دیجئے کہ سرکار! اگر آج بھی آپ اپنے اکابر کی کفریہ عبارتوں کو اسلامی ثابت کر دیں تو اختر شاہجہانپوری وعدہ کرتا ہے کہ وہ اخبارات ورسائل میں یہ اعلان شائع کروا دے گا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں اعلیٰ حضرت مجددِ مائۃ حاضرہ رح سے غلطی واقع ہو گئی ہے۔ اس کے برعکس اگر مصنف صاحب اپنی ساری برادری کے تعاون سے بھی اُن عبارتوں کو اسلامی ثابت نہ کر سکیں تو اپنے گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی اور تھانوی اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللہ کو مرتد مان کر مسلمان ہونا پڑے گا۔ اگر یہ منظور ہے اور مصنف صاحب ایسی تحریر دینے کے لیے تیار ہیں تو جلد از جلد بسم اللہ کریں اور مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور کی معرفت ٹھنڈے دل و دماغ سے، افہام و تفہیم کی خاطر، تحریری گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے مصنف صاحب کے سارے جوہر کھل جائیں گے۔ حق و باطل میزانِ تحقیق و انصاف پر تل جائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عباراتِ اکابر کے مصنف کا منہ کب اور کیسے کھلتا ہے؟ گکھڑوی صاحب!

ع کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار!
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں، نہ شر کریں

خامساً۔ گکھڑوی صاحب! ذرا عباراتِ اکابر کی مذکورہ بالا عبارت پھر ملاحظہ فرمائیے خط کشیدہ عبارت موصوف نے مجموعہ فتاوٰے حسام الحرمین صد ۱۳۱ اور فتاوٰے افریقہ صد ۱۰۹ سے

نقل کر کے اِسے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بتایا ہے۔

جناب والا! ذرا حسام الحرمین اور فتاوٰے افریقہ میں مذکورہ عبارت کو ایک مرتبہ اور دیکھ لیجئے۔

اگر یہ عبارت اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے علمائے مکۂ مکرمہ سے محافظ کتب حرم، اسلام کے بطل جلیل، سید اسمٰعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ کے اُن لفظوں کا ترجمہ ہو، جن کے ذریعے موصوف نے اکابر دیوبند کی کفریہ عبارتوں کے بارے میں حکم شرع بیان فرمایا تھا، تو اپنے قبیلے کے مصنّف کو اِس علمی خیانت کی داد تو دے دینا، جو اہلِ حق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور ذرا نہیں شرماتے، نہ ارشادِ خداوندی "لعنۃ اللہِ علی الکذبین" کو ذرا بھی خطرے میں لاتے ہیں۔ کیوں گنگھڑوی صاحب! کیا ایسا دروغ گو از روئے شرع مردود الشہادۃ اور نا قابلِ اعتبار نہیں ہوتا؟ کیا حق و باطل کا فیصلہ کرنا ایسے ہی فنکاروں اور شعبدہ بازوں کا کام ہوتا ہے؟

سادساً: علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نعرۂ شیرانہ سے معلوم نہیں سومناتِ نجد کے ہر دیو کا بند بند کیوں کانپ اٹھتا ہے؟ کیوں اُن کی عبارتوں تک کو دوسروں کے سر منڈھنے کا فراڈ کیا جاتا ہے؟ حالاں کہ علامہ موصوف تو حاجی امداد اللہ مہاجرِ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فرزند تھے۔ علمائے دیوبند کو چاہیئے تھا کہ اُن کے فیصلے کو خوف خدا اور شرم نبی کے باعث نہ سہی کم از کم قبلہ حاجی صاحب ہی کی وجہ سے تسلیم کر لیتے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ علمائے دیوبند کے سامنے وُہ کونسی مصلحت تھی جو انہیں حق کو قبول کرنے سے باز رکھے ہوئے تھی اور اُن کی مردانگی صرف یہی رہ گئی تھی کہ عمر بھر حق کو باطل اور باطل کو حق بتاتے رہیں۔

کہنے کو اُن سے کہہ رہا ہوں حالِ دل مگر
ڈر ہے کہ شانِ ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

سابعاً۔ مصنّف صاحب تأثر دے رہے ہیں کہ اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم)

کو گالیاں دینے والے مذکورہ چاروں اکابر دیوبند کو صرف چند بریلوی علماء ہی کافر سمجھتے ہیں اور اُن کے نزدیک اکثر علمائے اہل سنّت اُن کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ توقف کرنے والے تو بیشمار ہیں۔ گکھڑوی صاحب! ذرا مصنّف عباراتِ اکابر کے عقل کے ناخن تو لیجیے۔ عُلمائے پاک و ہند کی تصدیقات پر مشتمل یہ رسالہ الصوارم الہندیہ آپ کے سامنے ہے۔ کیا یہ دو سو اڑسٹھ ۲۶۸ علمائے کرام محض چند ہیں؟ حالاں کہ ہم اس تعداد کو بفضلہ تعالےٰ کئی گنا بڑھا بھی سکتے ہیں۔ لیکن ہماری فہرست کے علماء مصنّف کی نظر میں چند ہوں گے۔ اس کے بالمقابل مصنّف صاحب تکفیر نہ کرنے والے بیشتر علماء اور توقف کرنے والے بے شمار علمائے اہلسنت کی فہرستیں بھی دکھائیں تاکہ قارئینِ کرام بھی دیکھ لیں کہ واقعی یہ صرف چند ہیں اور مصنّف کے پیش کردہ بیشتر اور بے شمار ہیں۔ دیکھتے ہیں ایسی فہرستیں کب تک منظرِ عام پر آتی ہیں۔

مصنّف صاحب نے اپنی دوسری تصنیف میں مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ سنہ ۱۳۹۱ھ / سنہ ۱۹۷۱ء) کو للکارتے ہوئے کیسی جوانمردی دکھائی ہے کہ پیشِ خویش اپنے اکابر کا سارا قرضہ چکا دیا۔ آسمان میں تھگلی لگا دی۔ اُن کی ایٹمی عبارت کے تیور تو ملاحظہ ہوں:۔

مفتی صاحب نے دیوبندی مظلوموں پر کفر و ارتداد کا ظالمانہ نشتر چلاتے ہوئے بے دھڑک عُلمائے عرب و عجم کا نام استعمال کیا ہے۔ یہ بھی مفتی صاحب کی انتہائی خیانت ہے۔

بات اصل میں یہ تھی کہ انگریز کے زمانے میں ایک خاص مصلحت کے پیشِ نظر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اکابر علمائے دیوبند کی عبارات کو قطع بُرید کر کے عُلمائے حجاز سے ان کے خلاف فتوے لیا تھا۔ اور حسام الحرمین کے نام سے وُہ شائع کیا تھا لیکن جب اکابر علمائے دیوبند کو اس مکاری کا علم ہوُا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور شام و فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خانصاحب بریلوی پر صد نفریں کی اور اکابر علمائے دیوبند

کو پکا مسلمان اور سنی مسلمان کہا اور ان اکابر کے عقائد اور علمائے حرمین وغیرہ کے فتوی
کتاب المہند علی المفند میں مذکور ہیں۔ جو ۱۸ر شوال ۱۳۲۵ھ سے مسلسل کئی بار طبع ہوئی
اور اب صرف اردو میں عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد مقامات سے وہ
کتابچہ شائع ہو چکا ہے اور اس کے حرمین اور عرب وغیرہ ممالک کے کسی معتبر عالم نے
دیوبندیوں کی ہرگز تکفیر نہیں کی۔ اگر مفتی صاحب میں دم خم ہے تو اس کے بعد
کے علمائے حرمین اور عرب کی المہند علی المفند کی طباعت کے بعد کی تکفیر بتلاتے اور
اب بھی ہمت ہے تو بتا دیں[1]۔"

گگھڑوی صاحب! آپ نے مصنف باب جنت کے بلند بانگ دعاوی ملاحظہ فرمائے۔
ڈینگیں اور لن ترانیاں سنیں۔ یہ فقیر محض احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر اپنے رب قدیر اور اس
کے حبیب بشیر و نذیر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تائید و اعانت کے بھروسے پر میدان تحقیق میں قدم
رکھتا اور یہ کہتے ہوئے اپنے رہوار قلم کو اذن خرام دیتا ہوں۔۔

؎ ہاں چاہتے ہیں کہنا کچھ اپنی لے میں ہم بھی
نغمہ نواز رکھ دے اب ساز لن ترانی

گگھڑوی صاحب! آپ ذرا مصنف باب جنت کو بتا دیجئے کہ اے ساقی! ابرہہ کے
ہاتھی، وہ دیکھیے خدائی فوج ظفر موج کا ایک ابابیل (اختر شاہجہانپوری) آیات محکمہ، سنت قائمہ،
اور فریضہ عادلہ کی تین کنکریاں لے کر عین آنجناب معلی القاب کی نجدی چندیا پر منڈلا رہا ہے۔ اب
حضور والا بھی کعصف مأکول ہونے کے لیے تیار ہو جائیں:

اولاً مصنف صاحب! علمائے دیوبند ہی نے تو غیر اسلامی روش اختیار کر کے اللہ و
رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ تعالے علیہ وسلم) کو گالیاں دیں، بڑے اہتمام سے شائع کیں، علمائے

---

[1] باب جنت، مطبوعہ لاہور، طبع اول: ص ۳۶

.. اہلِ سنت کے سمجھانے بجھانے کے باوجود نہ اُن میں ترمیم کر کے اسلامی عبارتیں بنانا گوارا کیا،
نہ ان سے توبہ کی۔ اِس پر علمائے عرب و عجم نے مسلمانوں کو خبردار کرنے کی غرض سے مشتہر کیا کہ فلاں فلاں
حضرات ایمان سوز راہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔ مصنف صاحب! مسلمانوں کو خبردار کرنے والے علماء
نے تو اپنا فریضہ ادا کیا تھا، لیکن کیا اللہ و رسول کو گالیاں دینا اور انہیں شائع کرنا علمائے دیوبند کا
اسلامی فریضہ تھا؟ کیا عظمتِ خداوندی اور ناموسِ مصطفوی پر حملہ کرنا ان حضرات کا پیدائشی حق تھا؟ علمائے
اہلِ سنت کا معاملہ تو بعد میں شامل ہوگا پہلے فریقین کا تعین تو ہونے دیجئے۔ اِس تصادم کا فریقِ اوّل علمائے
دیوبند ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کی شان پر ناپاک حملے کئے۔ فریقِ ثانی اللہ اور رسول ہیں، جن
پر حملہ ہوا۔ کیا مصنف صاحب بتا سکتے ہیں کہ وُہ فریقین میں سے کس کو ظالم سمجھتے ہیں؟

اگلا مرحلہ حامیوں اور طرفداروں کا ہے۔ اکثر علمائے کرام نے اللہ اور رسول کے حامی بن
کر حملہ آوروں سے مقابلہ کرنا اپنا اسلامی اور ایمانی فریضہ شمار کیا اور اس فرض کے ادا کرنے میں
اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لائے جب کہ بعض وُہ بھی صاحبانِ جبہ و دستار تھے جنہوں نے عظمتِ
خداوندی اور ناموسِ مصطفوی کو نظر انداز کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے دشمنوں، حملہ آوروں کا ساتھ
دینا ضروری سمجھا۔ اس قضیئے کو صرف علمائے دیوبند اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ٹکراؤ
قرار دینا محض ایک مغالطہ ہے کیوں کہ یہ اس لیے کا ایک حصّہ تو ضرور ہے لیکن اس تصادم کی بنیاد
تو یہی ہے کہ اکابر علمائے دیوبند نے عظمتِ خداوندی اور شانِ مصطفوی پر حملہ کیا تھا اور جب تک
وُہ دنیا میں زندہ رہے اِس ظالمانہ اور غیر اسلامی روش سے ایک انچ نہیں ہٹے۔ اِسی کے پیشِ نظر
علمائے عرب و عجم نے اِن حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔

اسی حقیقت کو اگر مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ نوکِ قلم پر لے آئے تو انہوں نے کونسی
خیانت کا مظاہرہ کر دیا؟ مفتی صاحب یا کسی سنّی عالم کو علمائے دیوبند پر ظالمانہ نشتر چلانے کی نہ

اس سے پہلے کوئی ضرورت تھی نہ آج ہے جب کہ علمائے دیوبند نے مدت ہوئی کہ کفر و ارتداد کے کڑوے پیالے خود ہی برضا و رغبت پی لیے تھے۔ ویسے چند روزہ زندگی کے آرام و راحت کی خاطر انہیں اپنی اُخروی زندگی کو برباد نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

ثانیاً۔ مصنف صاحب اس عبارت کے ذریعے یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ امام احمد رضا خان بریلوی نے گویا حکومت کے ایماء پر علمائے دیوبند کی تکفیر کا فریضہ ادا کیا تھا۔ حالاں کہ یہ مصنف کا ایسا الزام ہے جس کی صحت پر وُہ اپنی ساری زندگی میں ایک دلیل بھی قائم نہیں کر سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان پانچوں حضرات کی تکفیر محض اُن کی کفریہ عبارات کے باعث ہوئی تھی۔ مصنف صاحب خواہ مخواہ اس میں سیاسی رنگ بھرنا چاہتے ہیں۔ اگر اس تکفیر میں حکومت کا معمولی سا اشارہ بھی ہوتا تو برٹش گورنمنٹ کے خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی ہرگز تکفیر نہ کی جاتی۔ اِس تکفیر نے تو حکومت کو اتنا نقصان پہنچایا کہ شاید ۱۸۵۷ء کے بعد کی پوری نوے سالہ تاریخ میں اُسے اتنا نقصان سب مل کر بھی نہ پہنچا سکے ہوں کہ اُس کی پُراسرار شطرنج کے مُہرے مات ہو گئے۔ اُس کے وُہ خود کاشتہ بڑے بڑے پودے جو تناور ہو چکے تھے انہیں بریلی کے ایک مردِ حق آگاہ نے جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ اُس کے بڑے بڑے ایجنٹوں کو عالمی سطح پر ننگا کر دیا گیا۔

ثالثاً۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف صاحب اس بات پر چیں بجبیں ہوں کہ اکابر علمائے دیوبند کو مرزا غلام احمد قادیانی کی برٹش گورنمنٹ کے ایجنٹ کیوں کہہ دیا گیا۔ ممکن ہے کہ وہابی حضرات کے شبابہ روز پروپیگنڈے کے باعث بعض قارئین بھی ہمارے بیان سے اتفاق نہ کریں۔ ایسے جملہ حضرات کی خدمت میں ہم خود علمائے دیوبند کی تصانیف سے چند عبارتیں پیش کر کے قارئین کرام ہی سے فیصلہ چاہیں گے۔ علمائے دیوبند کی مشترکہ کوششوں سے مرتب کردہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی رام کہانی میں ایک واقعہ متعلقہ ۱۸۵۷ء یوں مرقوم ہے:۔

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہُوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (مولوی محمد قاسم نانوتوی) اور طبیبِ روحانی اعلیٰحضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے اور بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے والا یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اِس لیے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جانثاری کے لیے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لیے جمِ غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہیں۔ چنانچہ آپ (گنگوہی صاحب) پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیرِ ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔"[1]

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنفِ بابِ جنت سے پوچھیے تو سہی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے آبا و اجداد حریت پسندوں سے مقابلہ کر رہے تھے یا مصنف کے اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ؟ یہ اپنی سرکار کے مخالف باغیوں سے لڑنے والا اور سرکار پر جان قربان کرنے والا گروہ کن افراد پر مشتمل تھا؟ ذرا ملک و ملت کے اُن میاسرار باغیوں، جعفرِ بنگال و صادقِ دکن کے جانشینوں کے نام تو بتلائیے؟

ے رہزنوں اور رہبروں کو غور سے پہچان کر
مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

گکھڑوی صاحب! مصنف کے خانہ ساز امامِ ربانی یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں موصوف کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کا یہ

بیان کتنا فیصلہ کُن اور کیسا واضح ہے۔ انھوں نے بقلم خود لکھا ہے:

"جیسا کہ آپ حضرات (گنگوہی صاحب اینڈ کمپنی) اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔"[1]

گکھڑوی صاحب! آپ نے تو مصنف کے اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کا حال تو ملاحظہ فرما لیا ہے۔ لگے ہاتھوں مصنف صاحب سے پوچھ لیجئے کہ حضور والا! انگریز جیسے اسلام کے ازلی دشمنوں، مسلمانوں کے بدخواہوں کو کن سے غدارانِ ملک و ملت اپنی مہربان سرکار کہہ رہے تھے؟ وہ کون سے لصوصِ دین اور ذِیَابٌ فِی ثِیَابٍ تھے۔ جو برٹش گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بن کر رہے؟ ان بدبختوں کے نام کیا ہیں جو تازیست برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ثابت قدم رہے تھے؟ اگر اب بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو مصنف صاحب کو سرکار گنگوہیت مآب کا اپنے متعلق یہ ذاتی بیان بھی سُنا دیجئے:

"جب میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا گیا تو سرکار مالک ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔"[2]

گکھڑوی صاحب! کیسے واشگاف الفاظ میں گنگوہی صاحب نے یہ وضاحت فرما دی تھی کہ میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں، اس کے باوجود اگر آپ کے سامنے کوئی انہیں برٹش گورنمنٹ کا مخالف بتلائے تو اسے "لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن" سنا دینا۔ اب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بارے میں دیوبندی حضرات کا نقطۂ نظر ملاحظہ ہو۔

جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔"[3]

گکھڑوی صاحب! بے ذوق لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہر کسی صاحبِ ذوق سے پوچھ لیجئے کہ "کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ"، "اپنی رحم دل گورنمنٹ"، کے لفظوں میں جو معانی کا سمندر پوشیدہ ہے آخر اس

---

[1] تذکرۃ الرشید، جلد اوّل، مطبوعہ میرٹھ، ص ۷۹ [2] ایضاً، ص ۸۰ [3] ایضاً، ص ۷۳

کا لحاظ رکھتے ہوئے انگریز بہادر کے اِن بچاریوں کو کم از کم برٹش گورنمنٹ کا مخالف کہتے ہوئے کچھ تو شرم آجانی چاہیے۔ مسلمانوں کو تو انگریزوں نے اپنے ظلم و جور کی چکی میں پیس کر رکھ دیا تھا۔ کمپنی سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کی قاتل سہی، لیکن جعفر و صادق کی ڈگر پر چلنے والوں کے لیے تو رحم دل گورنمنٹ ہی تھی۔ اور اُن کے لیے اُس ظالم کمپنی کا زمانہ امن و عافیت کا زمانہ تھا۔ اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب المتوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء سے اُن کے کسی معتقد نے سوال کیا کہ اگر آپ کی حکومت ہو جائے تو انگریزوں سے کیا سلوک کرو گے؟ تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

"میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیوں کہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے۔ مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا، اس لیے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔"[1]

تھانوی صاحب کے الفاظ.... انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔ حقیقت کا کیسا واضح اظہار ہے۔ دوسری جانب موصوف اپنے نمک حلال ہونے اور شکر گزاری کا ثبوت پیش کرنے کی خاطر وضاحت کر رہے ہیں کہ آج ہم محکوم سہی لیکن جب ہماری حکومت ہو جائے تو اپنے اِن محسنوں کو ہم اُس وقت بھی نہیں بھولیں گے بلکہ انہیں ہماری عملداری کے اندر نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا۔

تھانوی صاحب کے اِس آرام کی کہانی سابق صدر دیوبند، علامہ شبیر احمد عثمانی کی زبانی سنیئے۔

۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو علمائے دیوبند کی میٹنگ ہو رہی تھی کہ کانگریسی اور مسلم لیگی علمائے دیوبند میں مصالحت کرائی جائے۔ اُس موقع پر دیوبندی اکابر کی موجودگی میں علامہ عثمانی صاحب نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا، جس کی کوئی دیوبندی عالم تردید نہ کر سکا انہوں نے کہا تھا:۔

"دیکھیے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے۔ اُن کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اُن کو چھ سو

روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی صاحب کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا"۔

گکھڑوی صاحب! ان لوگوں سے پوچھئے تو سہی کہ اگر آپ کے تھانوی صاحب کو حکومت کے وظیفے کا علم نہ ہوتا تو دورانِ ملفوظات یہ کیسے فرمادیا تھا کہ ہماری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کو نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا، اس لیے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔ علاوہ بریں اگر نذرانے اور دیگر عنایات سے تھانوی صاحب بے خبر ہوتے تو کفریہ عبارت ہی کیوں لکھتے اور سہواً اگر یہ لفظ صادر ہوگئے ہوتے تو ہرگز کفر پہ قائم رہنے کا عزم بالجزم نہ کرتے۔ لہٰذا موصوف کے معتقدین کو ڈنکے کی چوٹ بتا دیجئے کہ آپ کے مسلّم بزرگ اور پیشوا کو برٹش گورنمنٹ کی عنایات وظائف کا پورا پورا علم تھا۔ اور انگریزی عہد کا وہ انتہائی المناک ڈرامہ حکومت کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب بن کر ہی کھیل رہے تھے، اور حکومت کے گن گا رہے تھے۔ کیوں کہ:۔

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
صیّاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

علمائے دیوبند کے مذکورہ بالا اجلاس میں مشہور دیوبندی عالم اور جمعیۃ العلماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی (المتوفی ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) نے تبلیغی جماعت کے بانی، مولوی محمد الیاس کاندھوی (المتوفی ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) کے بارے میں علی رؤوس الاشہاد ایک المناک انکشاف اور بھی کیا تھا۔ جو مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:۔

"اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب

کچھ روپیہ ملتا تھا، پھر بند ہو گیا[1]

موجودہ دیوبندی علمار کہا کرتے ہیں کہ ماناہمارے اکثر اکابر نے قیام پاکستان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ اپنی تمام تر صلاحیتیں بُت پرستوں کے قدموں پر نچھاور کر رکھی تھیں۔ بُت پرست نوازی کا ہمارے اکابر نے بین الاقوامی ریکارڈ بھی قائم کر دکھایا تھا، لیکن ہمارے دوچار عالِم ایسے بھی تو ہیں جنہوں نے پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصّہ لیا تھا۔ علامہ عثمانی نے جمعیۃ الاسلام اسی غرض سے قائم کی تھی۔ ہمیں بھی اس امر کا اعتراف ہے کہ واقعی چند دیوبندی علماء نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصّہ لیا تھا۔ لیکن کیوں حصّہ لیا؟ اپنے سارے بُت پرست نواز ٹولے کو چھوڑ کر چند مولوی کیوں قیام پاکستان کے حامی بنے؟ اس کا جواب مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے مذکورہ اجلاس میں اکثر علمائے دیوبند کے سامنے علامہ شبیر احمد عثمانی کو یوں دیا تھا اور وُہ قطعاً تردید نہ کر سکے:۔

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اُس کے ایمار سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیۃ العلما کے سلسلے میں دہلی آئے اور حکیم دلبر حسن صاحب کے یہاں قیام کیا۔ جن کی نسبت عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سرکاری آدمی ہیں۔ مولانا آزاد سبحانی صاحب اسی قیام کے دوران میں پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ آف انڈیا کے ایک مسلمان اعلیٰ عہدیدار سے ملے، جن کا نام بھی قدرے شُبہ کے ساتھ بتلایا گیا اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیۃ العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لیے ایک علمار کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ اُن کو کافی امداد اس مقصد کے لیے دے گی۔ اور اُس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی۔ اُس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر

---

[1] مکالمۃ الصدرین: ص ۱۴۳

یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔"[۵]

گکھڑوی صاحب! اب تو بابِ جنّت کے مصنف پر دیوبندیت کے سارے طبق روشن ہو گئے ہوں گے۔ سرِ دست انہیں یہ بھی بتا دیجئے کہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے مقصد کے علماء کی کھیپ دہلی کالج سے مولوی مملوک علی نانوتوی (المتوفی ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۱ء) کی سرکردگی میں تیار کروائی تھی۔ حکومت کی مشینری کے ان پرزوں میں سے جو ڈھل کر تیار ہو جاتا اُسے حکومت جہاں چاہتی فِٹ کر دیا کرتی تھی جب اُن میں سے چند حضرات سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو انہوں نے علی گڑھ کالج کی طرح دہلی کالج کی دوسری شاخ مدرسہ دیوبند کے نام سے قائم کر دی، تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔ اس مدرسہ کے بانیوں میں مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) اور حاجی عابد حسین کے علاوہ دیوبندی حضرات کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (المتوفی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء) بھی تھے۔ یہ پہلے بریلی کالج میں مدرس تھے۔ اس کے بعد ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہوئے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر مدرسہ دیوبند کے قیام کی تجویز میں شامل ہو گئے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) کے والد مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا شمار بھی مدرسے کے بانیوں اور چلانے والوں میں ہے۔ یہ بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر بانیانِ مدرسہ میں شامل ہو گئے۔ مدرسہ دیوبند کے سب سے پہلے صدر مدرس، مولوی مملوک علی نانوتوی کے صاحبزادے، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (المتوفی ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء) مقرر ہوئے تھے۔ شروع میں موصوف نے اجمیر کالج میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بنارس، بریلی اور سہارن پور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہونے والے حضرات کو اہالیانِ ملک اُن دنوں کالے پادری کہا کرتے تھے۔"[۶]

---

[۵] مکالمۃ الصدرین: ص ۱۱ تا ۱۳

جب برٹش گورنمنٹ نے اپنے تربیت یافتہ افراد سے مدرسہ دیوبند قائم کروالیا توکچھ عرصہ بعد اپنے ایک خاص معتمد کے ذریعے خفیہ معائنہ کروایا، تاکہ جائزہ لیا جائے کہ جس قدر کی خاطر یہ مدرسہ قائم کیا تھا، آیا وُہ مقصد اس کے ذریعے حاصل ہو رہا ہے یا نہیں ؟ چنانچہ معائنہ کرنے والے مسٹر پامر کی یہ کہانی پروفیسر محمد ایوب قادری کی زبانی سنیئے :-

"اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی ۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمیٰ پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا ۔ اُس کے معائنے کی چند سطور درج ذیل ہیں :- جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے ۔ یہ مدرسہ خلافِ سرکار نہیں، بلکہ ممد و معاونِ سرکار ہے ۔ یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں ۔ کوئی فن ضروری ایسا نہیں جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو ۔ صاحب! مسلمانوں کے لیے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پاوے تو خالی نفع سے نہیں ۔"[۱]

گکھڑوی صاحب! بابِ جنت کے مصنف کو اب تو سمجھا دیجئے کہ جو مدرسہ کالے پادریوں نے قائم کیا، جس کے بارے میں خود انگریزوں نے اعتراف کیا کہ یہ مدرسہ ممد و معاونِ سرکار ہے، جس کے اکابر نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کی بھرپور حمایت کی، اپنی تمام ہمدردیاں ایسٹ انڈیا کمپنی سے وابستہ رکھیں بلکہ انگریز کی حمایت میں حریت پسندوں سے برسرِ پیکار بھی ہوئے، جو اپنے آپ کو سرکار کا وفادار کہتے اور منواتے رہے، جو خود اعلان کرتے رہے کہ اگر ہماری حکومت ہو جائے تو ہم انگریزوں کو نہایت آرام و راحت سے رکھیں گے کیونکہ انہوں نے ہمیں آرام

پہنچایا ہے، جو انگریزوں سے ہزاروں روپیہ سالانہ بطور نذرانہ وصول کرتے رہے اور اس کے صلے میں تخریبِ دین و افتراق بین المسلمین کا ظالمانہ کھیل کھیلتے رہے، ایسے لصوصِ دین اور دشمنانِ ملک و ملّت کا محاسبہ کرنے والا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کی طرح اپنے دور میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ اسلامیانِ ہند کے اُس عظیم محسن یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت اور مبتدعین زمانہ سے عقیدت رکھنا ایسی ہی تو ہے جیسے کوئی سلطان ٹیپو شہید اور نواب سراج الدولہ کو ملک و ملّت کے غدار اور جعفرِ بنگال و صادق دکن کو مسلمانانِ ہند و پاک کے محسن و خیر خواہ بتاتا پھرے۔

گکھڑوی صاحب! ساتھ ہی مصنّفِ بابِ جنّت سے یہ بھی تو پوچھ لیجئے کہ رہنماؤں کو راہزن اور راہزنوں کو رہنما بتانا بابِ جنّت ہے یا بابِ جہنّم؟

رابعًا: مصنفِ بابِ جنّت نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ:۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اکابر علماءِ دیو بند کی عبارات کو قطع و برید کرکے علماءِ حجاز سے اُن کے خلاف فتوے لیا تھا"

گکھڑوی صاحب! ذرا اِس تیس مار خاں مصنّف کو بتا دیجئے کہ مجدد مایۂ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عبارتیں ہی پیش نہیں کی تھیں بلکہ مبتدعین کی متعلقہ کتابیں بھی پیش کی تھیں، بلکہ براہین قاطعہ کے متعدد نسخے تو وہاں ۱۳۰۷ھ اور خصوصاً ۱۳۰۸ھ سے موجود تھے۔ جب کہ تقدیس الوکیل پر تقاریظ لکھی گئی تھیں۔ علاوہ برایں علمائے حرمین شریفین فاضلِ بریلوی سے ناآشنا نہیں تھے، اکثر حضرات آپ کے علمی کارناموں سے آگاہ تھے اور جب ۱۳۱۷ھ میں علمائے حرمین طیبین نے آپ کو رسالہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین پر تقاریظ لکھیں تو اُس وقت سے آپ کے علمی تبحر اور درجۂ امامت کے باعث اُن میں سے متعدد حضرات آپ کے شیدائی اور زیارت کے لیے سراپا اشتیاق ہوئے بیٹھے تھے۔

اگر بالفرض یہ کچھ بھی نہ ہوتا تو بقول مصنّف صاحب جب اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے اکابر علمائے

دیوبند کی عبارتیں قطع و برید کر کے علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کر دی شروع کی تھیں اور علمائے مکہ مکرمہ اُن پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھ رہے تھے، اکابر علمائے دیوبند اور خود انبیٹھوی کی گردن تیغ تکفیر سے کٹ رہی تھی، اُس وقت خود انبیٹھوی صاحب بھی تو بنفس نفیس مکہ مکرمہ میں موجود تھے انہیں کونسا سانپ سونگھ گیا تھا کہ علمائے مکہ مکرمہ اور مجدد مائۃ حاضرہ کو منہ دکھانے کی ایک مرتبہ بھی جرأت نہ کر سکے۔ گکھڑوی صاحب! علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع برید تو بقول مصنف صاحب اعلحضرت کریں اور چوروں کی طرح منہ انبیٹھوی صاحب چھپائیں۔ خدا لگتی کہنا کہ نتیجہ کیا سامنے آتا ہے؟

جناب والا! اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا بھی قطع برید سے کام لیا ہوتا تو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو اس سے بہتر موقعہ اور کب مل سکتا تھا؟ وہ ایک لمحہ توقف کرے بغیر علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی قطع برید کو ظاہر کر کے پوری قوم دیوبندی کا قرضہ تنہا چکا کر رکھ دیتے کیوں کہ ایسی حالت میں علمائے مکہ مکرمہ کی نگاہوں میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ایک کوڑی کے نہ رہتے۔ بلکہ وہ متحدہ ہندوستان میں واپس آکر کسی اہل علم کو منہ نہ دکھا سکتے۔ لیکن صورت حال اس کے برعکس سامنے آئی تھی کہ انبیٹھوی صاحب ۲۷ر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو راتوں رات مکہ معظمہ سے ایسے بھاگے کہ جدہ پہنچ کر دم لیا۔ جیسا کہ قاضی مکہ و سابق مفتی احناف، شیخ صالح کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی سے واضح ہے۔ بہر حال انبیٹھوی صاحب تو مکہ معظمہ سے اس طرح بھاگ آئے جیسے اذان کی آواز سن کر ابلیس علیہ اللعنۃ دُم دبا کر بھاگتا ہے حالاں کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ر صفر ۱۳۲۴ھ تک علمائے مکہ مکرمہ کے درمیان یوں جلوہ افروز رہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں۔ شاید مصنف صاحب کے نزدیک حق کا یہی خاصا ہو گا کہ وہ باطل کے سامنے آنے سے منہ چھپائے اور موقع ملے تو راہ فرار اختیار کر جائے؟ کیا "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" کا مفہوم یہی ہے؟

خامسًا: مصنّف صاحب نے لکھا ہے: جب اکابر علمائے دیوبند کو اس مکاری کا علم ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور شام و فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خان صاحب بریلوی پر صد نفرین کی۔

گکھڑوی صاحب! مصنّف باب جنت کی اِس "جب" پر شیطان بھی بیساختہ جھومنے لگا ہوگا۔ گویا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر جب علمائے مکّہ معظمہ تقاریظ لکھ رہے تھے اُس وقت وہاں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی تو تھے ہی نہیں بلکہ انبیٹھہ سے کوئی چھلاوا گیا ہوا تھا۔ اِسے کہتے ہیں چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ شاید عارفِ روم، حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے ایسے ہی مواقع کے لیے کہا ہے:۔

؎ چوں قلم در دستِ غدارے بود

لاجرم منصور بر دارے بود

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنّف کی عقل کے ناخن تو لیجیے کہ جس مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہو رہا تھا، وہاں تو صفائی میں ایک لفظ تک کہنے بلکہ روبرو ہونے کی جرأت بھی نہ ہوئی، کیوں کہ اُن واضح اور صریح کفریات میں لب کشائی کی گنجائش ہی کہاں ہے؟ وہاں سے دُم دکھا کر بھاگ آئے۔ گھر میں بیٹھ کر سال ڈیڑھ سال کی سرجوڑی سے غیر متعلقہ سوالات بنائے، اپنے مذہب اور اپنے اکابر کی تصریحات کے خلاف، اہلسنّت سے مِلتے جلتے جواب لکھے، سوالات و جوابات کا یہ غیر متعلقہ پلندہ دوسروں کے ہاتھوں غیر متعلقہ علماء تک پہنچایا۔ بھلا اِس غیر متعلقہ شعبدہ بازی کا حسام الحرمین پر کیا اثر پڑا؟ تصدیق کرنے والے کون سے مکّی یا مدنی عالم نے یہ لکھ دیا کہ ہمیں مولوی احمد رضا خاں نے دھوکا دیا تھا؟ اُن میں سے کس نے یہ کہا ہے کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں ہم سے غلطی ہوگئی؟ وہ کافر مرتد نہیں بلکہ سنّی مسلمان ہیں؟ اگر کسی ایک عالم نے بھی ایسا نہیں کہا تو مصنّفِ باب جنّت کس خوشی میں غبارے کی طرح

پھولتے اور جامۂ شرافت سے باہر نکلتے جارہے ہیں؟

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنّفِ بابِ جنّت سے یہ مطالبہ تو کیجئے کہ علمائے حرمین کے المہند میں وہ الفاظ تو دکھائیے جن کے ذریعے انہوں نے فاضلِ بریلوی پر صد نفریں کی؟ اگر وہ ایسی عبارتیں نہ دکھا سکیں اور مرتے دم تک نہیں دکھا سکیں گے تو اُن سے کہیے کہ بندہ خدا! حق کی مخالفت سے باز آجانا چاہیئے، کیونکہ دارین کی بھلائی اسی میں ہے۔ خواہ مخواہ کسی کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت برباد کر لینا، ابدی عذاب خریدنا، آخر کہاں کی عقلمندی ہے؟

ساتواں۔ مصنّف بابِ جنّت میں لکھا ہے کہ:۔ اِس (المہند) کے بعد حرمین اور عرب وغیرہ ممالک کے کسی معتبر عالم نے دیوبندیوں کی ہرگز تکفیر نہیں کی۔ اگر ہے مفتی صاحب میں دم تو اس کے بعد کے علماءِ عرب کے دو چار فتوے وہ ہمیں دکھاویں۔۔۔۔۔ مفتی صاحب کا فریضہ تھا کہ علمائے حرمین اور عرب کی المہند علی المفند کی طباعت کے بعد کی تکفیر بتاتے اور اَب بھی ہمت ہے تو بتادیں۔"

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف صاحب سے یہ تو پوچھئے کہ المہند کا حسام الحرمین پر کیا اثر پڑا ہے؟ کیا مصنّف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ المہند نے حسام الحرمین کی تقریظوں کو منسوخ کر دیا، یا بے اثر بنا دیا ہے؟ اگر ثابت نہیں کیا اور ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ اپنی باقی ساری زندگی میں بھی یہ چیز ثابت نہیں کر سکیں گے۔ تو کس خوشی میں المہند جیسے مجموعہ تلبیسات کا درمیان میں فخریہ ذکر کر رہے ہیں۔ اور ایسی رسوائے زمانہ تصنیف کا نام لیتے ہوئے شرماتے تک نہیں؟ جب حسام الحرمین کی تقریظیں اسی چمک دمک کے ساتھ موجود ہیں۔ آج تک اُن میں ادنیٰ سے ادنیٰ کوئی شرعی کوتاہی ثابت نہیں کی جاسکی، تو ان کی موجودگی میں علمائے حرمین مزید فتوے کس لیے جاری کرتے؟

اگر مصنّف صاحب کا یہ خیال ہے کہ المہند کی طباعت کے بعد علمائے حرمین شریفین نے اللہ اور رسول کو گالیاں دینے اُن علمائے دیوبند کو کافر کہنا چھوڑ دیا تھا اور مصنّف کے نزدیک ایسی کوئی عبارت

نہیں دکھائی جاسکتی جس میں. علمائے حرمین نے اکابر دیوبند کو کافر کہا ہو، اگر یہی مراد ہے تو مصنف صاحب کان کھول کر سُن لیں کہ بفضلہٖ تعالےٰ اہلسنت وجماعت میں یہ دم خم موجود ہے اور رہے گا۔

گکھڑی صاحب ہاتھوں ہاتھ مصنّف سے پوچھ لیجیے کہ اگر آپ کو المہند کی طباعت کے بعد کی دوچار عبارتیں یا دوچار ایسے فتوے دکھا دیے جائیں تو آپ عظمت خداوندی اور شانِ مصطفوی پر حملہ کرنے والے علمائے دیوبند کی حمایت سے دستبردار ہونے اور اسلام قبول کر لینے کا وعدہ کرتے ہیں؟ اگر مصنّف صاحب تحریری طور پر ایسا وعدہ کر لیں تو ہم اُن کے اِس مبارک ارادے کو دیکھ مطلوبہ تعداد سے زیادہ عبارتیں اور فتوے بھی دکھانے کے لیے تیار ہیں۔ دیکھئے اب اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟

ے دیکھئے اِس بحر کی تہہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا

سابعًا۔ اگر علمائے حرمین شریفین کے سامنے علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں قطع و برید کر کے پیش کی گئی تھیں اور انہوں نے بغیر تحقیق کیے آنکھیں بند کر کے تقریظیں لکھ دیں کہ واقعی فلاں فلاں حضرات کافر ومرتد ہیں۔ تو اِس صورت میں علمائے حرمین کے تقویٰ وطہارت اور اُن کے فتووں کی کیا قیمت رہ جاتی ہے؟ آخر ان مقدس ہستیوں کو کس خوشی میں علمائے دیوبند پر قیاس کیا جارہا ہے؟ کیا وُہ حضرات دین و دیانت اور رسم المفتی سے اتنے بے خبر تھے کہ تکفیر جیسے نازک مرحلے پر بھی کسی ایک نے تحقیق کی ضرورت محسوس نہ کی۔

مصنّف صاحب! آخر ایک روز آپ نے بھی مرنا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضر بھی ہونا ہے۔ وہاں اگر اُن حضرات نے آپکو گریبان سے پکڑا اور بارگاہِ رب العلمین سے انصاف کے طلب گار ہوئے تو وہاں بھی سب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والا کوئی شعبدہ ایجاد فرمالیا ہے یا نہیں؟

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بُلا کے سامنے ؎
کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے

ثامناً۔ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے ۱۳۲۰ھ میں المعتمد المستند کے اندر مذکورہ پانچوں حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ ۱۳۲۳ھ میں علمائے حرمین شریفین نے آپ کے مقدس فتوے کی تائید کرتے ہوئے تقاریظ لکھیں اور انبیٹھوی صاحب کی موجودگی میں تصدیق و تائید کا شرعی فرض ادا کیا۔ اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں قطع بُرید سے کام لیا گیا تھا تو مذکورہ تقاریظ کے بعد انبیٹھوی صاحب بائیس ۲۲ سال زندہ رہ کر ۱۳۴۵ھ میں فوت ہوئے اور انتالیس ۳۹ سال زندہ رہ کر تھانوی صاحب مُلکِ عدم کو سدھارے تھے، اتنے عرصے میں علمائے حرمین کے سامنے جاکر وہ قطع برید ظاہر کر کے حسام الحرمین کے خلاف اُن سے کوئی تحریر کیوں حاصل نہ کی؟ ہر صاحبِ عقل و دانش یہی کہے گا کہ اگر ذرا بھی سچے ہوتے تو اُن کے سامنے جاکر وضاحت کرتے اور اپنے موافق تحریر حاصل کرنے سے کبھی نہ ٹلتے، کیوں گکھڑوی صاحب! کیا خیال ہے؟

تاسعاً: چلئے حرمین شریفین تک نہ سہی، اپنے ہی ملک میں محمدی کچھار کے شیر، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کم از کم ایک مرتبہ آنے کی جرأت تو کرتے، میدانِ مناظرہ میں آکر ظاہر تو کرتے کہ کونسی قطع و بُرید کی گئی تھی، بقول مصنّف تحریف تو فاضلِ بریلوی کریں اور ساری عمر منہ انبیٹھوی اور تھانوی صاحبان چھپائیں۔

گکھڑوی صاحب! اگر انصاف سے کام لیا جائے تو صورتِ حال بالکل واضح ہے یا نہیں؟

مولوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ ؎
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دیوبندی ڈرامہ: عباراتِ اکابر کے مصنّف نے مولوی اشرف علی تھانوی کی کفریہ عبارت متعلقہ

حفظ الایمان کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لیے اُس کے لفظ " ایسا "، کے امیر اللغات

جلد دوم ص ۲۰۲ سے تین معانی پیش کر کے لکھا ہے :-

لفظ " ایسا "، سے اس قسم کا ، یا اس قدر یا اتنا کوئی معنی مراد لیں - اِس کے پیش نظر حضرت

تھانوی کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے داغ ہے اور انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی "۔[1]

گکھڑوی ! ذرا عباراتِ اکابر کے مصنف کو بتا تو دیجئے کہ جناب والا کی اس تحقیقِ انیق کے مطابق

تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت یوں ہو جائے گی :-

اگر اس سے مراد بعض غیب ہے تو اِس قسم کا غیب علم یا اِس قدر علم غیب یا اتنا علمِ غیب تو ہر

صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے "۔

گکھڑوی صاحب ! ذرا بانکے مصنف سے پوچھئے تو سہی کہ آپ کے نزدیک جو بعض غیب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اگر اِسی قسم کا یا اِسی قدر یا اِتنا علمِ غیب ہر بچے پاگل اور جانور کے لیے

ماننا بھی کفر نہیں ہے ، تو بندۂ خدا ! اتنا ہی بتا دیا جائے کہ آپ کے نزدیک کفر کون سے جانور کا نام

ہے ، ؎ سور داسوں کا گِلہ کیا اِن کو دن بھی رات ہے

جان کر بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

عباراتِ اکابر کے مصنف نے اپنی اِس توجیہہ سے تھانوی صاحب کو پیشِ خویش کفر کے سمندر

میں ڈوبنے سے بچا لیا ہے۔

اس سلسلہ میں اگر ہم کچھ عرض کریں گے تو دیوبندی نقار خانے میں طوطی کی آواز بھلا کون سُنے گا؟

اِن حضرات نے تو اپنے علماء کو " اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ "، بنا کر اپنے اوپر اس طرح مسلط کیا ہوا ہے کہ اُن کے

خلاف کتاب و حدیث کے فیصلے بھی قابلِ تسلیم نہیں رہتے۔ اِن حالات میں اس کے سوا چارۂ کار نہیں کہ

---

[1] عباراتِ اکابر : ص ۲۱۷ ، ۲۱۸

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں سمجھا کر دیکھ لیا تھا۔ فیصلہ ہفت مسئلہ لکھ کر بھیجا تو اُسے نذرِ آتش کرنے کا اٹمی حکم گنگوہی سرکار سے صادر ہو گیا۔ سارے مُلک کے علمائے کرام نے اِن حضرات کی کفریہ عبارتوں پر شدید احتجاج کیا۔ ردّ و تردید اور بحث و تمحیص کا بازار گرم ہوا، حتیٰ کہ اِن کے راہِ راست پر آنے سے مایوس ہو کر تکفیر کا شرعی فریضہ بھی ادا کرنا پڑا۔ اِن حالات میں سوچنا پڑتا ہے اگر ان حضرات کی نیت میں کھوٹ نہیں تھا اور کفر کی اشاعت مدِ نظر نہ تھی، رہنمائی کے پردے میں رہزنی کرنا نہیں چاہتے تھے تو اُن عبارتوں کو تبدیل کر کے اسلامی بنا لینے میں آخر نقصان کیا تھا؟ یہ کتابِ الٰہی کے الفاظ تو تھے نہیں جن میں کمی بیشی کرنے کا مجاز کوئی نہیں۔ بظاہر یہ حضرات اُن عبارتوں کو تبدیل کرنے سے کسی طرح مجبور بھی نہیں تھے، نہ ایسا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی نہ کوئی قانونی رکاوٹ، لیکن پورے ملک کے سامنے یہ چند اینگلو انڈین علماء اکڑ گئے، برٹش گورنمنٹ کی پشت پناہی کے باعث دماغ آسمان پر تھا کہ کسی کی مانتے ہی نہیں تھے۔ آخر یہ المیہ ہمیشہ کے لئے ایک دردِ سر بن گیا۔ چند مولویوں کی دین فروشی نے مدرسہ دیوبند سے ایک نئے فرقے کو جنم دے دیا۔ اور اس فتنے کا برطانوی پودا نشوونما پاتا ہوا پروان چڑھ گیا یہاں تک کہ ایک تناور درخت کی شکل میں آج پورے ملک میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ عباراتِ اکابر کے مصنف نے عبارتِ حفظ الایمان کے تحت یوں دِل کھول کر بھول بھُلیاں کی سیر کے مزے بھی لوٹے ہیں :-

" خان صاحب کا پہلے تو یہ فریضہ تھا کہ تکفیر جیسے سنگین قدم اُٹھانے سے پہلے حضرت تھانوی صاحب سے اُن کی مراد دریافت کر لیتے، اگر اُن کی مراد سے توہین کا ادنیٰ سا احتمال بھی نکلتا تو بلاشبہ اُن کی تکفیر کرتے بلکہ یوں کہتے کہ تھانوی ڈبل کافر ہے اور دوسرے درجے پر اُن کا یہ فریضہ تھا کہ جب حضرت تھانوی نے اپنی مراد بیان کر دی اور اُس پہلو اور اُس مطلب و مراد کو کفر کہا جس کو لے کر خانصاحب اُن کی بلاوجہ تکفیر کر رہے ہیں تو خان صاحب کے لیے مناسب تھا کہ وُہ اپنے اُس ظالمانہ فتوے سے رجوع کرتے اور اخبارات و اشتہارات میں اُسے شائع کرتے کہ میں نے تھانوی صاحب کی عبارت جو مراد سمجھی ہے، تھانوی صاحب

اسی لفظ پر اپنی تحقیق کے دریا بہاتے ہوئے مولوی محمد منظور سنبھلی ایڈیٹر الفرقان لکھنؤ

نے لکھا ہے :۔

"حفظ الایمان کی اِس عبارت میں "ایسا" تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ وُہ یہاں بدوں

تشبیہ کے "اِتنا" کے معنیٰ میں ہے۔" [۱]

در بھنگی اور سنبھلی صاحبان کی تحقیق یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔

کیوں کہ تشبیہ کی صورت میں اُن کے نزدیک عبارت توہین رسالت نشان کی آئینہ دار ہوتی اور کفریہ قرار پاتی۔

اب اِن دونوں کے خلاف مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا فیصلہ ملاحظے فرمائیے :۔

"اِس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ "ایسا" کلمہ تشبیہ کا ہے۔" [۲]

گکھڑوی صاحب ! اب ذرا عباراتِ اکابر کے مصنّف سے پوچھئے کہ سرکار ! اگر جناب کے

صدرِ دیوبند مولوی محمد حسین احمد ٹانڈوی کو سچا سمجھا جائے تو تھانوی صاحب کے ساتھ در بھنگی اور سنبھلی

صاحب بھی شاتمِ رسول قرار پاتے ہیں۔ اگر در بھنگی اور سنبھلی صاحبان کی توجیہات کو درست قرار دیا

جائے تو جناب تھانوی صاحب کے ساتھ ٹانڈوی صاحب بھی کفر کے سمندر میں غوطے کھانے لگتے ہیں۔

تھانوی صاحب کا کفر تو جوں کا توں رہا۔ کوئی بھی کروٹ بدلیے وُہ کفر کے سمندر سے نہیں نکلتے۔

عباراتِ اکابر کے مصنِّف کو چاہیئے کہ ازراہِ ہمدردی تھانوی صاحب کے ان حمایتی حضرات کی اس

جوتم پیزار کا کوئی شرعی فیصلہ تو کر کے دکھائیں کیوں کہ یہ تھانوی صاحب کو بچانے کے شوق میں مصنّف

کی طرح اور گہرے میں ڈوبے ہیں۔ اللہ اور رسول کے دشنامیوں کی حمایت یہی رنگ نہ لاتی تو اور

کیا ہوتا ؟ اسلام تو اب بھی آپ حضرات سے پکار پکار کر یہی کہہ رہا ہے :۔

بمژگانِ سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم

بیا کز چشمِ بیمارت ہزاراں درد برچینم

---

[۱] فتح بریلی کا دلکش نظارہ : ص ۴۳ [۲] الشہاب الثاقب : ص ۱۰۳

تیسرا ڈرامہ: مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے عبارتِ حفظ الایمان کی صفائی میں تیسری توجیہہ یہ پیش کی ہے :-

"اِس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدارِ علم مغیبات میں تشبیہہ مقصود ہو کیوں کہ خود تھانوی صاحب، ہی فرماتے ہیں کہ جملہ علوم للذمہ نبوت بتمامہا آپ کو حاصل تھے۔"[۱]

اِسی سلسلے میں مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے یوں اپنی تحقیق کا دریا بہایا ہے :-

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے۔"[۲]

مولوی محمد منظور نعمانی سنبھلی نے تھانوی صاحب کی بگڑی بنانے کی یوں کوشش کی ہے :-

"تمام کائنات، حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی مطلق بعض علوم کا علم حاصل ہے اور یہی حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا اہم جزو ہے۔"[۳]

ٹانڈوی، دربھنگی اور سنبھلی صاحبان اس توجیہہ میں متفق و متحد ہیں۔ تینوں ہی سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مطلق بعض علوم غیبیہ کا حصول تسلیم کر رہے ہیں، حتیٰ کہ نباتات و جمادات تک کے لیے مان رہے ہیں۔ اَب آیئے مناظرۂ مونگیر کی رُوئیداد مسماۃ نصرتِ آسمانی کی طرف اور تھانوی صاحب کے مذکورہ تینوں حامیوں کو دیوبندی حضرات کے امامِ اہلسنت، مولوی عبدالشکور لکھنوی کی توپ کے سامنے کھڑا کیجئے۔ لکھنوی صاحب نے عبارتِ حفظ الایمان کی صفائی میں ان تینوں حمایتی حضرات پر یوں دھواں دھار بمباری کی ہے :-

"جس صفت کو ہم مانتے ہیں اُس کو رذیل چیز سے تشبیہہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا میں صفت علمِ غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانتے اُس کو منع کرتے ہیں، لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان

۱؎ الشہاب الثاقب: ص ۱۰۴   ۲؎ توضیح البیان: ص ۴

کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی "۔ لے

گکھڑوی صاحب! عباراتِ اکابر کے مصنف سے مطالبہ توکیجئے کہ وُہ ہمت کر کے تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت کو خود اُن کے حامیوں کی تاویلات و توجیہات کے پیشِ نظر بے غبار اور بے داغ ثابت کر کے تو دکھائیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔

بندۂ خدا! جب نہ ساری عمر میں تھانوی صاحب اُسے اسلامی عبارت ثابت کر سکے اور نہ کوئی ان کا کوئی حمایتی اور وکیل۔ بلکہ جو بھی حمایتی بن کر اس میں کودا اُس نے بھی بالواسطہ تھانوی صاحب کی تکفیر ہی کی ہے۔ دریں حالات ہم کلمہ گوئی کا لحاظ کرتے ہوئے مصنفِ عباراتِ اکابر کو یہ خیر خواہانہ دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ دیوبندیت کی کفر ریز و کفر بیز و کفر خیز فضا سے باہر نکل کر دائرہ اسلام میں آجائیں۔ کیوں کہ دارین کی اسی میں بھلائی ہے۔ اپنے استادوں اور پیروں کی حمایت میں اللہ اور رسول کی دشمنی مول لے کر اپنے ہاتھوں اپنی عاقبت برباد کر لینا آخر کہاں کی دانشمندی ہے؟۔

من آنچہ شرطِ بلاغ ست باتوی گویم
توخواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

عباراتِ اکابر کے مصنف نے اپنے اکابر علمائے دیوبند کی جانب سے صفائی پیش کرتے ہوئے مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ مضحکہ خیز الزام بھی عائد کیا ہے۔

(۱) انہوں (علمائے دیوبند) نے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی اور نہ اُن کے وہم میں بھی اِس کا خیال گزرا ہے مگر خانصاحب بلا وجہ اُن کو کافر بنانے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ لے

(۲) مگر خانصاحب کا مشن ہی اُن کو کافر بنانے کا تھا"۔ ۲ے

(۳) حالاں کہ شرعاً اور اخلاقاً ان کا فریضہ تھا کہ اپنے اُس ناروا فتوے سے رجوع کر لیتے

لے نصرتِ آسمانی: ص ۲۷

مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ اُن کا مشن ہی یہ تھا کہ دیگر اکابر علمائے دیوبند سمیت

حضرت تھانوی کو بہر قیمت "کافر بنانا" ہے۔ ۱؎

گکھڑوی صاحب! تینوں عبارتیں آپ بھی بغور ملاحظہ فرمالیجیے۔ آخر عباراتِ اکابر کے مصنف صاحب

اتنے جاہل تو ہرگز نہیں ہوں گے کہ وہ "بنانے" اور "بتانے" کا فرق نہ جانتے ہوں۔ یقیناً جانتے ہوں گے

لہٰذا اُن کی مذکورہ تینوں عبارتوں کا ماحصل یہی تو ہُوا۔ کہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کافر تو ضرور ہوگئے

تھے لیکن انہیں کافر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے بنایا تھا کیوں کہ وہ انہیں کافر بنانے پر تلے ہوئے

تھے۔

گکھڑوی صاحب! جہاں تک پہلی شق یعنی اکابر علمائے دیوبند کے راہِ کفر اختیار کرلینے

کا تعلق ہے تو اس امر کی تصدیق تو علمائے عرب وعجم نے اُسی وقت کردی تھی۔ رہی دوسری شق کہ انہیں

کافر فلاں نے بنایا تھا۔ تو اس سلسلے میں یقیناً ہمیں کم از کم آج تک کوئی ثبوت نہیں مل سکا کہ امام احمد رضا

خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے پاس بُلا کر کہا ہو کہ آپ کافر بن جائیں یا اُن کے پاس جا کر ایسا

کہا ہو یا کسی شخص کے ذریعے انہیں ایسی ترغیب دی ہو۔

بات اصل میں یہ تھی کہ کافر انہیں انگریز نے بنایا، انگریز کے نذرانوں اور وظیفوں نے بنایا،

اُن کی حرص وہوس اور پیٹ پرستی نے بنایا اور عاقبت فروشی نے بنایا۔ ہاں امام احمد رضا خاں بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ بتایا تھا کہ فلاں فلاں پانچ حضرات اپنے آپکو دائرہ اسلام سے باہر لے گئے

ہیں، مدتوں انہیں سمجھا بُجھا کر دیکھ لیا، تحریر وتقریر کے میدانوں میں ان عبارتوں کو کفریہ ثابت

کردیا، اِس کے باوجود وُہ رجوع کرنے، تائب ہونے اور اپنی کفریہ عبارتوں کو بدلنے پر آمادہ نہیں

ہوتے، لہٰذا مسلمان ان پانچوں سے کنارہ کش رہیں۔ انہیں پیشوا نہ بنا بیٹھیں، کیوں کہ اب وہ رہنمائی

کے بھیس میں رہزنی کر رہے ہیں۔

۱؎ عباراتِ اکابر: ص ۲۲۳

انہیں دیوبندی سپریم کورٹ کی بھول بھلیاں میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ اسی لفظ "ایسا" کے بارے میں سابق صدرِ دیوبند، مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے :۔

"اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں، اگر لفظ "اتنا" ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اَور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔"[1]

گکھڑوی صاحب! عباراتِ اکابر کے مصنّف نے بتایا ہے کہ عبارتِ حفظ الایمان میں لفظ "ایسا"، کو اگر "اتنا" کے معنی میں لیا جائے تو تھانوی صاحب کی عبارت بے غبار ہو جاتی ہے اور اُس میں توہینِ رسالت کا شائبہ بھی نہیں رہتا لیکن جناب ٹانڈوی صاحب نے بتایا ہے کہ لفظ "ایسا" کو "اتنا" کے معنی میں شمار کرنا توہینِ شانِ رسالت ہے۔ دریں حالات صدرِ دیوبند کے فیصلے کی رُو سے تھانوی صاحب کے ساتھ عباراتِ اکابر کا مصنّف بھی شاتمِ رسول ہوا یا نہیں؟ ساتھ ہی ٹانڈوی صاحب نے یہ توجیہہ کرنے والوں کے لیے جہالت کا سرٹیفکیٹ بھیجا ہے، اسے سنبھال کر رکھنا چاہیئے، بوقتِ ضرورت کام آئے گا۔

دوسرا ڈرامہ : مدرسہ دیوبند کے سابق ناظم تعلیمات، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کو بے غبار ثابت کرنے کی غرض سے اسی لفظ "ایسا" کے بارے میں دوسری توجیہہ یہ کی ہے :۔

"اگر تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمر ہے تو یہ اسی پر موقوف ہے کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو، حالاں کہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔"[2]

---

[1] الشہاب الثاقب، مطبوعہ دیوبند : ص ۱۰۲ [2] توضیح البیان : ص ۱۳

خود بھی اُسے کفر کہہ رہے ہیں۔ اس لیے میں اپنے اِس فتوائے سے رجوع کرتا ہوں اور تھانوی صاحب اور اُن کے معتقدین سے معافی کا خواستگار رہوں"۔ [1]

گکھڑوی صاحب! مصنفِ عبارتِ اکابر تو تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ جناب ہی انہیں سمجھا دیں کہ مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے ۱۳۲۰ھ میں المعتمد المستند کے اندر برٹش گورنمنٹ کی شطرنج کے پانچ بڑے بڑے اور پُر اسرار مہروں کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ اُس وقت حفظ الایمان کی عبارت کو منظرِ عام پر آئے پورا ایک سال، گنگوہی صاحب کے فتوائے کذب و قوعی کو پورے بارہ سال، براہین قاطعہ کو سولہ [16] سال اور تحذیر الناس کو تیس [30] سال ہو چکے تھے۔ اِس دوران میں فریقین کے ترجمان بن کر سینکڑوں کتب و رسائل اور اشتہارات منظرِ عام پر آئے۔ یہاں تک کہ بریلی شریف سے ساری کفریہ عبارتوں کا ایک مجموعی روشالئع ہوا۔ اُس سے بیس [20] سوالات کا انتخاب کر کے ایک وفد کے ذریعے تھانوی صاحب کے پاس بھیجے گئے کہ اِن کا بالقلم خود جواب دیجیے۔ تھانوی صاحب یوں گویا ہوئے:۔

"ایک نہ، ہزار نہ معاف کیجیے میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں۔ جو شخص تم سے دریافت کرے اُسے ہدایت کرو۔ طبیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے، یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں سب کو داخل کر لو۔ میں جو کچھ کہہ چکا ہوں کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کر دیجیے تو وہی کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف کیجیے، آپ جیتے، میں ہارا"۔ [2]

جب موصوف نے یوں جان چھڑائی، تحریری جواب نہ دیے تو وہی سوالات اُن کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجے گئے۔ تھانوی صاحب نے رجسٹری واپس کر دی۔ تیسری مرتبہ رسالہ ظفر الدین الجید کی صورت میں پیش کیے، لیکن مصنف کے حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کا منہ و تھا نہ کھلا۔ چوتھی مرتبہ رسالہ بطش غیب کے ذریعے تھانوی صاحب اور سارے دیوبندی قبیلے سے جواب مانگا۔ لیکن وہی یا منظہر العجائب، جواب مع مجیب غائب۔

---

[1] عباراتِ اکابر: ص ۲۱۹ [2] دفعات السنان، مطبوعہ لاہور: ص ۶۷

گنگوہی صاحب ! ذرا مصنف سے پوچھئے تو سہی کہ آنجناب کے تھانوی صاحب سے کچھ پوچھا گیا تھا یا نہیں ؛ کیا ایسے عالم انکار میں مصنف صاحب کو ایک مولوی کہلاتے ہوئے ایسا سفید جھوٹ زیب دیتا ہے ؛ جب تھانوی صاحب اشاروں کنایوں میں کہہ رہے تھے کہ میری عبارت کو صریح کفر بھی ثابت کر دیجئے تو بھی اُس کفر سے نہیں ہٹوں گا ۔" لکم دینکم ولی دین " یہاں چھ سو روپے ماہوار بھلا کفر کے سُمندر سے اب نکلنے دیتے ہیں ۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف تصانیف میں اِن حضرات کے متعدد کفریات واضح کیے لیکن تکفیر نہیں کی ۔ کلمہ گوئی کا لحاظ کرتے ہوئے کہ شاید عبارتوں میں کوئی اسلامی پہلو نکل آئے کیوں کہ کلام کا کفر ہونا اور بات ہے لیکن قائل کو کافر قرار دے دینا آخری مرحلہ ہے ۔ آپ نے اُن شرعی احتیاط و مراعات کو پورے طور پر ملحوظ رکھا جن کا پورا پورا لحاظ رکھنا ایسا اہم ترین اور نازک مواقع پر انتہائی ناگزیر ہوتا ہے ۔ کاش ! وہابی حضرات بھی اسلام کے اِس بطلِ جلیل سے سبق سیکھتے کہ اِدھر کوئی مسلمان یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ لگاتا ہے اور فوراً یہ مہربان شرک کی توپ داغ دیتے ہیں ۔ ایک منٹ کی مہلت بھی تو دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے ۔ جب کوئی مسلمان سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کو بعطائے الٰہی مشکل کشا ، دافع البلاد ، نورِ خدا اور عالِم ماکان وما یکون کہتا ہے تو بو کھلا کر یہ صاحبان کفر کا ایٹم بم دے مارتے ہیں ۔ کلمہ گوئی کا ذرا لحاظ نہیں کرتے ، حق و باطل کا فرق قطعًا روا نہیں رکھتے ۔

امام احمد رضا خاں بریلوی کی احتیاط کا یہ عالم ہے کہ ۱۳۰۹ھ میں رسالہ سبحان السبوح پہلی بار شائع ہُوا ۔ اُس میں گنگوہی صاحب اور قائلینِ امکانِ کذب پر اٹھتر ۷۸ وجہ سے لزومِ کفر ثابت کیا ، لیکن تکفیر نہیں کی ۔ ۱۳۱۶ھ میں رسالہ کو کبۃ الشہابیہ شائع ہُوا ۔ جس میں مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کے ستّر کفریات گنائے لیکن تکفیر سے اجتناب ہی کیا ۔ اس حقیقت کو

خود مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:۔

"مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو ستّرہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے۔ جب سے المعتمد المستند چھپی، اب عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔

یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتی بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا، جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی۔

کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے، جو ان کے اکابر پر ستّر ستّر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لاالٰہ الّا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے، یہ بندۂ خدا وہی تو ہے، جو خود ان دشنامیوں کی نسبت، جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی۔ اٹھہتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔

جب کیا اُن سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہو گئی؟ جب اُن سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب پیدا ہوئی؟ حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوتِ خدا و رسول ہے۔ جب تک اُن دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں اُن کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا۔ غایت احتیاط سے کام لیا۔ حتیٰ کہ

فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا۔ مگر احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمینِ عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین و دشنام وہی رب العالمین، و سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر آئمہ دین کی تصریحیں سُن چکے کہ :۔

من شك فى عذابه و كفره فقد كفر، جو ایسے کے معذّب و کافر ہونے میں شک کرے، خود کافر ہے۔

اپنا اور اپنے دینی بھائیوں، عوامِ اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضرور تھا، لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔

و ذالک جزاء الظالمین "[1]

گلھڑوی صاحب! حضرت امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت کی جو مبارک تحریر، ایمان افروز کفر سوز تقریر بھی ملاحظہ فرمائی، یہ ۱۳۲۶ھ کی ہے۔ سنہ ۱۳۲۹ھ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے تھانوی صاحب تک یہ مکتوب گرامی پہنچایا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم ط

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عزّ جلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے۔ اب جسبِ معاہدہ و قرار دادِ مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذاتِ حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سُنا دیں اور وہ دستخطی پرچہ اُسی وقت فریق مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کر بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔

معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے؟ اِسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پُر نور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہٖ تعالیٰ دو منٹ میں اہلِ ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اُس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روزِ جاں افروز دوشنبہ اس کے

---

[1] تمہیدِ ایمان مع حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور: ص ۴۴، ۵۰

لیے مقرر کرتا ہے ۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہر و دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح

مراد آباد میں ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آپ بالذات اِس امرِ اہم و اعظم کو طے کرلیں ۔ اپنے دِل

کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا ؟ عاقل بالغ مستطیع غیر معذرہ کی توکیل کیوں

منظور ہو ؟ معہٰذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے ۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی ؟

اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے تو وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیئے ، تو یہی لکھ دیجئے

اتنا تو حسبِ معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا ۔ کہ وُہ آپ کا وکیل مطلق ہے ۔ اُس کا نام ساختہ

و پرداختہ قبول سکوت ، نکول عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور

لکھنا ہوگا ۔ کہ اگر بعون العزیز المقتدر عزّ جلالہٗ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت

یا فار ہوا ، تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن

ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم ۔

میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو

آپ ہی پوچھے جائیں گے ۔ پھر آپ خود ہی اِس دفعِ اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں ؟

کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے ،

اور بات بنانے دوسرا آئے ؟ لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم ۔ آپ برسوں سے

ساکت اور آپ کے حواری رفعِ خجالت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اخر تابکے ؟

یہ اخیر دعوت ہے ۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرضِ ہدایت ادا

کر چکا ۔ آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا ۔ منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عزّ وجلّ کی

قدرت میں ہے ۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط المستقیم ۔ وصلی اللہ تعالیٰ

علیٰ سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین ۔

۱۵ صفر المظفر روز چہارشنبہ ۱۳۲۹ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ (مہر)

جب تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی اشاعت کے دس سال بعد چورقی بسط البنان گھر میں بیٹھ کر لکھی اور وہ منظرِ عام پر آئی تو شہزادہ اعلیٰحضرت، مفتی اعظم، مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی نے وقعات السنان کے ذریعے طائفہ بھر کا وُہ منہ بند کیا کہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۶۲ھ تک نہ تھانوی صاحب سے اُن کے ایک سو بتیس ۱۳۲ سوالوں کا جواب ہو سکا اور نہ آج تک اُن کے کسی حمایتی سے۔ آپ نے مسئلہ علم غیب پر بسط البنانی زیر کی کو ادخال السنان کے ذریعے زندہ درگور کیا۔ وقعات السنان کے آخر میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تھانوی صاحب سے یوں فرمایا تھا:۔

"اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپکو دعوت ہے، جس کی ابتدا ہم خود کریں، ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ نے اِن سب سوالات کا جُدا جُدا معقول جواب لکھ دیا، جس میں نہ اڑان گھائی ہو نہ نمبر کترانا، نہ مکابرہ ڈھٹائی ہو، نہ دھوکے دے کر عوام کو چِڑانا، تو ہم صاف اعلان کر دیں گے کہ حفظ الایمان پر تکفیر غلط تھی اور اگر آپ ایماناً سمجھ لیں کہ الزام لاجواب ہے تو خدا کو مان کر انصافاً قبول دیں کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا ہے اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں آپ کی کچھ بھد نہ ہو گی۔ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت بڑھ جائے گی۔" [1]

گکھڑوی صاحب! پوچھئے تو سہی اب مصنف صاحب سے کہ علمائے اہلِ سنت اور خصوصاً مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اتمام حجت کرنے میں کیا کسر کوئی اُٹھا رکھی تھی؟ اس کے برعکس کیا اُن کفریہ عبارتوں کے مصنفین نے ایک قدم بھی ایمانی راستے کی طرف بڑھایا؟ جب کہ نہ عبارتیں تبدیل کیں، نہ اُن سے توبہ کی، نہ کبھی میدان میں اُکر انہیں اسلامی ثابت کرنے کی ایک مرتبہ بھی جرأت ہوئی، نہ مواخذوں کا جواب بقلم خود دیا، بلکہ علمائے اہلسنت کو گالیاں

کو گالیاں دینے، کٹ حجتی کرنے، مناظروں کا راگ الاپنے کے لیے چیلے چانٹے رکھ چھوڑے تھے اور بس۔

اِن تمام حقائق کے باوجود اگر مصنف صاحب کی رٹ یہی ہے کہ تو بھی نہ مانوں، تو ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ نے پانچ حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ اُن میں سے قادیانی دجّال کے بارے میں موجودہ حکومتِ پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے فیصلے کی تائید و تصدیق کر دی ہے۔ اگر مصنف صاحب کسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں تو اپنے چاروں اکابر کا معاملہ بھی حکومت کے سپرد کر دیں، فریقین کے دلائل کی روشنی میں نتیجہ سامنے آجائے گا۔

الصوارم الہندیہ کے نام سے یہ مقدس مجموعہ پہلی بار شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علیخاں پیلی بھیتی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ سے منظرِ عام پر آیا تھا۔ خوش قسمت اور لائقِ تحسین ہیں مولانا ابو العطا نعمت علی چشتی صاحب جو اِس ہوش رُبا گرانی کے دَور میں اِسے دوبارہ منظرِ عام پر لا رہے ہیں۔

اللّٰھم ارنا الحق حق و الباطل باطلا و الحقنی بالصّالحین ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیمؕ وتب علینا انک انت التواب الرحیم ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیدنا و مولانا محمد وعلی الہ وصحبہٖ اجمعین۔

خاکپائے علماء

عبد الحکیم خاں اختر

مجددی مظہری شاہجہانپوری

دار المصنفین لاہور

۸ رجادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

۲۱ رمئی ۱۹۷۵ء

ترتیب

مناظر اسلام مولانا حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مع

التحقیقات لدفع التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ فریدیہ
جناح روڈ
ساہیوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خلاصۂ استفتا

سلام ہماری طرف سے مکہ معظمہ کے عالموں اور مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر آپ کی جناب میں عرض یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی نے مثیل مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا، پھر وحی کا ادعا کیا پھر لکھ دیا کہ اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا، پھر اپنے کو بہت انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل بتانا شروع کیا اور کہا ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اُس سے بہتر غلام احمد ہے۔ اور کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ معجزے مسمریزم سے دکھاتے تھے میں ایسی باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو میں بھی کر دکھاتا اور لکھا پہلے چار سو انبیاء کی پیشنگوئیاں جھوٹی ہو چکی ہیں اور سب میں زیادہ جس کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تصریح کر دی کہ یہودی جو عیسیٰ اور ان کی ماں پر طعن کرتے ہیں اُن کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں نہ ہم ہرگز اُن پر رد کر سکتے ہیں۔ اور تصریح کر دی کہ عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں اُن کے بطلان نبوت پر قائم ہیں۔ ہم انہیں صرف اس وجہ سے نبی مانتے ہیں کہ قرآن مجید نے انہیں انبیاء میں شمار کر دیا ہے۔ ان کے سوا اس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں۔

قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے صفحہ ۱۴ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا صفحہ ۲۸ عوام کے خیال میں تو

رسول اللہ کا خاتم بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں صفحہ ۳

رشید احمد گنگوہی اپنے ایک فتوے میں لکھ گیا کہ جو اللہ سبحنہٗ وتعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ اللہ تعالےٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اُس سے صادر ہوچکا تو اُسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں، جیسا اُس نے کہا اور بس زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اُس نے تاویل میں خطا کی اور اُسی گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ اُن کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اُس کا بُرا قول خود اُس کے بد الفاظ میں یہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رُد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

اشرف علی تھانوی نے چھوٹی سی رسلیا (حفظ الایمان) میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے۔ آپکی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ آیا یہ لوگ اپنی ان باتوں میں ضروریاتِ دین کے منکر ہیں۔ اگر منکر ہیں اور مرتد کافر ہیں تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہے، جیسا کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے جن کے بارے میں علمائے معتمدین نے فرمایا جو اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ جیسا کہ شفاءالسقام و بزازیہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہا روشن کتابوں میں ہے۔ اور جو ان میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تأمل کرے یا اُن کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر و توہین سے منع کرے تو شرع میں ایسے شخص کا کیا حکم

ہے۔ ہمیں جواب افادہ کیجئے اور بادشاہِ حقیقی اللہ تعالےٰ سے بہت ثواب لیجئے۔

خلاصۂ فتاوائے مبارکہ حسام الحرمین شریف

مسمّٰی بنام تاریخی

فوائد فتاوٰے کا خلاصہ ۱۳۲۵ھ

اُن اقوال کے قائلین بدعت کفریہ والے اشقیا سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں، بیدینی و بدمذہبی کے خبیث سردار ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہیں۔ ملحد کذاب بددین زیاں کار گمراہ ستمگار خارجی دوزخ کے کتے، شیطان کے گروہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں۔ دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرنا چاہتے ہیں، جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں، کافروں کے رازدار ہیں، دین کے دشمن ہیں اِن باتوں سے اُن کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں، اِن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال، اُن میں کوئی دین متین کو پھینکتا ہے، کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے، اسلام میں اُن کا نام نشان کچھ نہ رہا، مفتری ظالم ہیں، وہابی ہیں، اُن سے بڑھ کر ظالم کون، اللہ کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں، اپنی خواہش کو خدا بنالیا، اُن کی کہاوت کتے کی طرح ہے کہ تو اُس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے، حد سے گزرے ہوئے ہیں، توبہ سے محروم ہیں، اسلام کے نام کو پردہ بناتے ہیں۔ تمام علمأ کے نزدیک دین سے نکل گئے جیسے بال آٹے سے، جب تک اپنی بدمذہبی نہ چھوڑیں، اُن کا نہ روزہ قبول نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی فرض نہ نفل، رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اُن سے بیزار ہیں، یہ اپنی سرکشی

میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اہل بطلان اہل فساد، کافروں سے بھی بدتر، سخت رسوائی کے مستحق، بطلان والے شیطان، عقلاء میں رسوا، ان کا مرتد ہونا پھر دن چڑھے کے آفتاب سا روشن ہے، وُہ وہ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی، انہیں بہرا کر دیا، ان کی آنکھیں اندھی کر دیں ان کو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ انہیں اللہ نے گمراہ کر دیا، ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگادی، اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، سو کافروں سے دین میں اُن کا نقصان زیادہ سخت ہے، کہ عالموں فقیروں نیکوں کی شکل بنتے ہیں اور دل ان خباثتوں سے بھرا ہوا، عوام مسلمانوں پر اُن سے سخت خطرے کا خوف ہے۔ قیامت تک اُن پر وبال ہے، بدمذہب گھنونی گندگیوں میں لتھڑے، کفری نجاستوں میں بھرے، زندیق بیدین دہریے ہیں، الوہیت و رسالت کی شان گھٹاتے ہیں، اُن پر وبال اور ذلت لازم ہو چکی، وُہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں اوندھے جاتے ہیں انہوں نے شانِ الٰہی کو ہلکا جانا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو خفیف ٹھہرایا، شامت پھیلانے والے زہر دیے ہوئے ہیں، انہوں نے خود اللہ و رسول پر زیادتی کی، چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے بُرا مانیں کافر، شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے کام اچھے کر دکھائے تو انہیں راہِ حق سے روک دیا کہ ہدایت نہیں پاتے، وہ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں کہ اے نبی ان سے فرما دے کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد، شیطان نے اپنی خواہشوں کو اُن کے سامنے آراستہ کیا، اُن میں اپنی مراد کو پہنچ گیا، طرح طرح کے کفر اُن کے لئے گڑھے تو اُن میں اندھے ہو رہے ہیں یہاں تک کہ خود ربّ کریم کی بارگاہ میں حملہ کر بیٹھے اور نہایت گندی راہ چلے اور اُن پر جرأت کی جو سب رسولوں کے خاتم ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو ان اقوال کا معتقد ہو کافر ہے گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔

الٰہی اُن پر اپنا سخت عذاب اُتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے

سب کو ایسا کر دے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہو کچھ مردود الٰہی، اُن سے شہروں کو خالی کر، اُنہیں تمام خلق میں بٹّا کر، اُنہیں عاد و ثمود کی طرح ہلاک کر، اُن کے گھر کھنڈر کر دے، خدا اُن پر لعنت کرے، اُن کو رسوا کرے اُن کا ٹھکانہ جہنم کرے اُن پر ایسے کو مسلط کرے جو اُن کی شوکت کی بنیاد کو کھود کر پھینک دے۔ اور اُن کی جڑ کاٹ دے تو وہ یوں صبح کریں کہ ان کے مکانوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے، اللہ اُن کی ناک خاک میں رگڑے انہیں ہلاکی ہو، خدا اُن کے اعمال برباد کرے اُن پر اور ان کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو انہیں قتل کرے کہاں اوندھے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس پر جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دی اور اللہ تعالےٰ کی لعنت اُس پر جس نے کسی نبی کو ایذا دی، بیشک بزازیہ اور دُرر وغرر اور فتاوے خیریہ اور مجمع الانہر اور دُرمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ شفا شریف میں فرمایا ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے، یا اُن کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ اُن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے اُن کے جنازے کی نماز پڑھنے اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اُن کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانے اُن کے پاس بیٹھنے اُن سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اُن کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے یعنی یہ تمام باتیں سخت حرام اشد گناہ ہیں، جیسا کہ ہدایہ غرر ملتقی، در مختار، مجمع الانہر، برجندی، فتاوے ظہیریہ اور طریقہ محمدیہ حدیقہ ندیہ، فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں تصریح ہے۔ ہاں ہاں احتیاط احتیاط کہ بیشک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی اور بیشک گمراہی سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو اُن سے ڈرائے اور نفرت دلائے اُن کے فاسد راستوں باطل عقیدوں کی بُرائی بیان کرے ہر مجلس میں اُن کی تحقیر و توہین واجب اُن کے عیب سب پر ظاہر کرنا درست ہے۔ اللہ رحم فرمائے اُس مرد پر جو کافروں اور گمراہوں سے دُور ہو اور اُن کے پھندوں میں پڑنے سے اللہ کی پناہ چاہے۔ وہ لوگ تمام علماء کے نزدیک سزاوار اور تذلیل ہیں، کافروں سے اُن کا نقصان زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ کھلے کافروں سے عوام بچتے ہیں اور یہ تو عالموں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں

توعوام اُن کا ظاہر ہی دیکھتے ہیں جس کو انہوں نے خوب بنایا ہے اور اُن کا باطن جو ان خباثتوں سے بھرا ہے وہ اُسے نہیں جانتے تو دھوکا کھاتے اور جو کفر اُن سے سنتے ہیں اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ عوام مسلمانوں پر اُن سے سخت خطرہ کا خوف ہے۔ خصوصاً اُن شہروں میں جہاں حاکم مسلمان نہیں، ہر مسلمان پر اُن سے دُور رہنا فرض ہے جیسے آگ میں گرنے اور خونخوار درندوں سے دور رہتا ہے۔ اور جس سے ہو سکے کہ ان کو ذلیل کرے اُن کے فساد کی جڑ اُکھیڑے اُس پر فرض ہے کہ اپنی حدِ قدرت تک اسے بجالائے جو اُن کی ناپاکیوں کے سبب انہیں چھوڑے اُس پر اللہ کی رحمت و برکت۔ ہر عقل والے پر واجب ہے کہ اُن کی تعظیم نہ کرے، مشہور علما جن کی زبان کو اللہ نے وسعت دی ہے ان پر فرض ہے کہ ان لوگوں کی بدمذہبیاں مٹانے کی کوشش کریں اور شہر اور ذہن اُن کی تکلیفوں سے راحت پائیں اور فرض ہے ہر مسلمان پر جو اللہ تعالےٰ اور اُس کے عذاب سے ڈرے اور اُس کی رحمت و ثواب کا اُمیدوار ہو کہ اُن لوگوں سے پرہیز کرے اور اُن سے ایسا بھاگے جیسا شیر اور جذامی سے بھاگتا ہے۔ کہ اُس کے پاس پھٹکنا سرایت کر جانے والا مرض ہے اور چلتی ہوئی بلا اور نحوست ہے واجب ہے کہ منبروں پر اور رسالوں اور مجلسوں اور محفلوں میں مسلمانوں کو اُن سے ڈرایا جائے اُن سے نفرت دلائی جائے تاکہ اُن کے شر کا مادہ جل جائے اور اُن کے کفر کی جڑ کٹ جائے کہیں اُن کی گمراہی کی روح اسلامی دُنیا کی طرف سرایت نہ کرے۔ اللہ عزوجل سے دُعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو اُن کافروں گمراہ گروں کی سرایت عقائد سے بچائے آمین۔

اسمائے مبارکہ

مفتیانِ حرمین طیبین جن کی تصدیقیں حسام الحرمین پر ہیں

۱۔ شیخ العلمائے مکہ معظمہ مفتی شافعیہ مولٰنا شیخ محمد سعید بابُصَیل

۲۔ شیخ الخطباء والائمہ بمکہ معظمہ مولٰنا شیخ احمد ابوالخیر میرداد

۳۔ ناصرِ سُنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ مولٰنا علامہ صالح کمال

۴۔ صاحب رفعت وافضال مولٰنا شیخ علی بن صدیق کمال

۵۔ بقیۃ الاکابر عمدۃ الآداخر جلوہ گاہِ نورِ مطلق مولٰنا شیخ محمد عبدالحق مہاجرالہ آبادی

۶۔ محافظ کتب خانۂ حرم حضرت علامہ مولٰنا سید اسمٰعیل خلیل

۷۔ صاحبِ علم محکم مولٰنا علامہ سید ابوحسین مرزوقی

۸۔ سرشکن اہل مکروکید مولٰنا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید

۹۔ سابق مفتی مالکیہ مولانا شیخ عابد بن حسین مالکی

۱۰۔ فاضل ماہر کامل مولٰنا شیخ علی بن حسین مالکی

۱۱۔ ذوالجلال والزین مولٰنا شیخ جمال بن محمد بن حسین

۱۲۔ نادر روزگار مولٰنا شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس حرم شریف

۱۳۔ نکوئی روزگار مولٰنا شیخ عبدالرحمٰن دہان

۱۴۔ مدرس مدرسۂ صولتیہ مولانا محمد یوسف افغانی

۱۵۔ اَجل خلفائے حاجی امداد اللہ صاحب مولانا شیخ احمد مکّی امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ

۱۶۔ عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط

۱۷۔ والا منزلت بلند رفعت حضرت مولانا محمد صالح بن محمد بافضل

۱۸۔ صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی

۱۹۔ فاضل کامل مولٰنا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی

۲۰۔ فاضل کامل حضرت مولٰنا حامد احمد محمد جداوی

۲۱۔ مفتی حنفیہ حضرت سیّدنا و مولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینۂ طیبہ

۲۲۔ عمدۃ العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیبّہ عثمٰن بن عبدالسلام داغستانی

۲۳۔ فاضل کامل شیخ مالکیہ سیّد شریف مولانا سید احمد جزائری

۲۴۔ صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی

۲۵۔ صاحب خوبی ونکوئی شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید

۲۶۔ عالم جلیل فاضلِ عقیل مولانا محمد بن احمد عمری

۲۷۔ ماہر علامہ صاحب عزوشرف حضرت مولٰنا سید عباس بن جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل

۲۸۔ فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محرسی

۲۹۔ فاضل کامل عالم عامل مولٰنا سید محمد بن محمد مدنی دیداوی

۳۰۔ مدرس حرم مدینہ طیبہ مولٰنا شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری

۳۱۔ مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی شافعی

۳۲۔ فاضلِ نامور حضرت مولٰنا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسی

۳۳۔ شیخ فاضل مولٰنا عبدالقادر توفیق شلبی

فتاوائے

علمائے اہلسنت وجماعت ہند در تصدیق حسام الحرمین شریف

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی حبیبہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان دین وملت کثرھم اللہ تعالٰی وایدھم اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوٰے کیا اور سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخت سخت توہینیں اور گستاخیاں کیں، رشید احمد گنگوہی نے عزوجل کو جھوٹا کہا اور اسی گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتایا، اور

اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں
چارپاؤں کے علم کی طرح لکھا اور قاسم نانوتوی نے حضور آخر الانبیا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی
آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل ٹھہرا۔ ان لوگوں کے متعلق حرمین شریفین کے علمائے کرام و مفتیان عظام
سے استفتاء کیا گیا۔ اُن حضرات کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال ملعونہ کے سبب کافر
مرتد ہیں اور جو شخص ان کے ان کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے
میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد ہے ان فتاوائے مقدسہ کا مجموعہ
مدت ہوئی حسام الحرمین کے نام سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ یہ فتاویٰ حق ہیں یا نہیں اور تمام
مسلمانوں پر ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم و ضروری ہے یا نہیں۔ اظہار حق فرمایئے اور
اللہ عزوجل سے اجر پایئے۔ بینوا توجروا۔ المستفتی عرب حسن بن احمد مصری عفی عنہما
از گونڈل کاٹھیاوار۔ رسالدار پنشنر ریاست جوناگڑھ۔

فتوائے سرکار مارہرہ مطہرہ

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب بیشک فتاویٰ مبارکہ "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین"
حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرف علی تھانوی
اور قاسم نانوتوی اپنے اُن کفریات واضحہ صریحہ ناقابل توجیہ و تاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور
مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین میں ہے ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں ایسے کہ جو اُن کے ان کفریات پر مطلع
ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ مسلمان پر احکام "حسام الحرمین"
کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ
اتم واحکم۔

الفقیر اولاد رسول محمد میاں القادری البرکاتی عفی عنہ

کتبہ

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ۔ ۸ جمادی الآخرہ ۱۳۴۵ھ

الجواب صحیح

فقیر اسمعیل حسن عفی عنہ قادری
احمدی برکاتی

قادری برکاتی
سید اسمعیل حسن

جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام اہل سنت وجماعت بریلی شریف کا فتوے

کتاب لاجواب حسام الحرمین الشریفین کے سب احکام بیشک دارتیاب حق وصواب ہیں۔ بے شبہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کثیر کفریات واضحہ شنیعہ قبیحہ کے سبب کافر ہے اور یقیناً ایسا کہ اُس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنے شک ذرا تامل کچھ تردد تھوڑا سا شبہ کرنے والا بھی اُسی کی طرح کافر کہ جس طرح ایمان کو ایمان جاننا لازم ہے۔ یوہیں کفر کو کفر ماننا۔ کفر ضدِ ایمان ہے اور الاشیاء تعرف باضدادھا جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کی قدر کیا جانے گا، اندھے کو روشنی کا حال کیا کھلیگا۔ تو جو کفر کو کفر نہیں جانتا یقیناً وہ اندھے کی طرح ہے۔ روشنی ایمان سے اُس کا قلب محروم ہے۔ ہر مسلمان کو بحکم قرآن کفر وایمان دونوں کی پہچان ہے قال تعالے فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی جس نے کفر کیا طواغیت سے اور ایمان لایا اللہ پر تو اُس نے بیشک مضبوط گرہ تھامی۔ تو جو بات اللہ عزوجل کے ساتھ کفر ہے اُسے

ہر مسلمان ضرور کفر جانتا ہے۔ اور جو اُسے کفر نہ جانے وُہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قادیانی اس لئے کافر ہے کہ اُس نے ختم نبوت کا انکار کیا اور انکار ختم نبوت قرآن کا انکار ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی کچھ کافر ہو کچھ مسلمان۔ اگر سارے قرآن پر دعوئے ایمان رکھتا ہو اور کلمہ کی قرآنیت سے منکر ہو، وُہ سب کا منکر اور کھلا کافر ہے۔ قال تعالیٰ افتومنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض۔ قادیانی اپنی اپنی نبوت کا مدعی ہے جو جھوٹا نبی ہے وہ مفتری علی اللہ کافر باللہ ہے۔ قادیانی حضرت روح اللہ وکلمۃ اللہ ونبی اللہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا ہے۔ یوں ہی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بلکہ بہت سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی۔ اور جو کسی ایک نبی کی توہین کرے وُہ اجماعاً قطعاً یقیناً کافر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اُس کے کفریات اس قدر ہیں جن کا شمار دشوار ہے۔ اور گنتی کیا درکار ہے کہ جو ایک ہی وجہ سے کافر ہو، انہیں کفّار کی طرح مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جبّار مستحق سخت عذاب نار لعنت حضرت کردگار ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الغفار یوں ہی قاسم نانوتوی جس نے قرآن عظیم پر بے ربطی کی لم لگائی، جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر صحابہ کرام ائمہ عظام وعلمائے اعلام اور سب مسلمانوں خواص و عوام کو نافہم وخطا کار ٹھہرایا جس نے وضاحت سے ختم نبوت کا انکار کیا وغیرہ ذلک من الھزلیات۔ یوں ہی رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھی جنہوں نے شیطان کے علم کو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم عظیم سے زائد بتایا جنہوں نے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ماننے کو شرک جانا اور خود شیطان کے لئے علم محیط ارض مانا اور یوں ابلیس کو خدا کا شریک جانا۔ جنہوں نے مجلس میلاد مبارک کو کنھیا کے جنم سے بدتر کہا۔ گنگوہی صاحب نے تصریح کی کہ میلاد مبارک جس طرح بھی ہو ہر طرح ناجائز وبدعت ہے۔ جس نے صاف منہ بھر کہا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی معاذ اللہ خدا کے کذب کا امکان تو امکان وقوع ہو لیا۔ یوں ہی اشرف علی تھانوی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان رفیع میں وُہ سخت گندی ناپاک گالی بکی، ضرور یہ سب کے سب بے شبہ ایسے ہی کافر مرتدین ہیں جن کے کفر میں ذرا شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ مجمع الانہر ودر مختار

وغیرہما معتمدات اسفار میں ہے۔ من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر والعیاذ باللہ تعالےٰ
مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام ماننا اور اُن کے مطابق عمل فرض ہے۔
واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم قالہ بفمہ وامر برقمہ الفقیر مصطفےٰ رضا القادری نوری عفی عنہ

هذا هو الحق والحق بالاتباع احق
حررہ الفقیر الی رحمۃ ربہ
ونعم حسبه محمد ہ
المدعو

مصطفےٰ رضا خاں قادری
آل الرحمٰن محمد عرف نے
ابوالبرکات محی الدین جیلا

(۴) بحامد رضا القادری النوری الرضوی البریلوی حماہ
ربه من کل شر ضروی
وسقاہ من نمیر منهل
کرمه المروی آمین

(۵) لقد اصاب من اجاب رحم الٰہی غفرلہٗ (صدر المدرسین دار العلوم اہلسنت وجماعت)
(۶) الجواب صحیح الفقیر القادری محمد عبد العزیز عفی عنہ (مدرس دوم دار العلوم منظر اسلام)
(۷) ذلك كذلك خویدم الطلبه محمد حسنین رضا القادری البریلوی
(۸) للہ در المجیب محمد ابراہیم رضا رضوی عفی عنہ (مہتمم دار العلوم منظر اسلام)
(۹) الجواب صحیح سردار علی البریلوی عفی عنہ
(۱۰) لقد اجاد المجیب وافادہ محمد تقدس علی قادری رضوی غفرلہٗ (نائب مہتمم دار العلوم)
(۱۱) ذلك هو الحق وبالقبول فقیر احسان علی عفی عنہ مظفر پوری (مدرس چہارم منظر اسلام)
(۱۲) الجواب صحیح محمد نور الہدیٰ حیات پوری
(۱۳) الجواب صحیح عبد الرؤف عفی عنہ فیض آبادی

مظفر پوری
صلی محمد احسان علی

(۱۴) انه لجواب صحیح لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه واللہ تعالیٰ اعلم

راقم سب سنیوں کا خادم فقیر سید غلام محی الدین بن السید مولانا مولوی رحمۃ اللہ قادری عفی عنہ

(۱۵) ھذا ھو التحقیق الحق الحقیق والحق

بالاتباع یلیق العبد المسکین غلام

معین الدین اللکھنوی

(۱۶) الجواب صحیح فقیر صدیق اللہ بنارسی

(۱۷) الجواب نور والمجیب منصور محمد نور عفاء اللہ عنہ آروی

(۱۸) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب مختار احمد عفی عنہ بہاری

(۱۹) ذلک کذلک انا مصدق لذلک واللہ خیر مالک فقیر غلام جیلانی اعظمی قادری برکاتی

غفرلہ ماتقدم من ذنبہ وماسیاتی مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی

(۲۰) الجواب صحیح ابو الانوار سید محمد شرف الدین اشرف اشرفی جیلانی جائسی غفرلہ

(۲۱) ھذا الجواب صحیح فقیر حسین الدین قادری رضوی فرید پوری

(۲۲) الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر عبد العزیز القادری الرضوی المصطفوی المظفرپوری

ثم الگورکھپوری غفرلہ ذنبہ المعنوی والصوری

(۲۳) الجواب صحیح محمد شاہد الحق عفی عنہ قادری

(۲۴) صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی تلہری عفا اللہ تعالےٰ عن ذنبہ

الجلی والخفی (مفتی دار الافتائے جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام بریلی)

(۲۵) حسام الحرمین حسام وھو احق بالاتباع واللہ ولی الانعام وھو اعلم

نمقہ عبدہ العاصی سلطان احمد البریلوی عفی عنہ

(۲۶) حسام الحرمین شمشیر براں ہے جس کی دھار مخالفین بیدین کے کرانے سے کرنہیں سکتی۔

فقیر ہیچمدان وزیر احمد خاں محمدی سنی حنفی قادری بو الحسینی رضوی غفرلہ

(۲۷) اصاب المجیب نمقہ الفقیر ابو الفرح عبید الحامد محمد علی السنی القادری الحامدی الآنولوی غفرلہ

ذنبہ الجلی والخفی مولاہ العلی القوی آمین۔

(۲۸) الجواب صواب والمجیب مثاب وعلی من خالفہ اشد العذاب وسوء العقاب

فقیہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ القوی

(۲۹) بیشک حسام الحرمین حق ہے اور اُس میں جن اشخاص کی بابت فتوائے کفر ہے وہ صحیح ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُسے مانیں اور اُس پر عمل کریں۔ واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

الفقیر حشمت علی السنی الحنفی القادری البریلوی غفرلہ کولے

مہر پڑھی نہیں گئی

فتوائے آستانہ کچھوچھہ مقدسہ

(۳۰) الجواب بعون اللہ الوھاب اقول وباللہ التوفیق بیشک مرزا غلام احمد قادیانی دعوئے نبوت کر کے کافر ہوا۔ بلاشبہ رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبہٹی واشرف علی تھانوی وقاسم نانوتوی نے سرکار الوہیت ودربار رسالت میں گستاخی اور منہ زوری کی جس کی بنا پر مردود بارگاہ ہوئے اور ذریت ابلیس میں پناہ پایا۔ علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ ان کے حق میں صادر فرمایا ہے اُس کا لفظ لفظ صحیح اور نقطہ نقطہ حق ودرست ہے۔ جس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل یا منافق اور اسی بنا پر ہم ان لوگوں کو کافر مرتد جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہو اُس پر فرض ہے کہ ان گستاخانِ بارگاہِ محبوب ذی الجلال والجاہ کو کافر جانے اور دل میں ایسا ہی اعتقاد رکھے کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر فقہائے کرام کا قانون ہے۔ ھذا ماعندی والعلم عند اللہ سبحنہ وتعالیٰ وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا محمد افضل العالمین۔ کتبہ العبد المسکین محمد المدعو بافضل الدین البہاری

غفرلہ الباری۔ امین الافتاء فی الجامعۃ الاشرفیہ الکائنہ بحضرۃ کچھوچھہ المقدسۃ ضلع فیض آباد۔

(۳۱) نعم الجواب وحبذا التحقیق وبالقبول والاتباع حری حقیق واللہ تعالیٰ اعلم
وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الچشتی الاشرفی الجیلانی کان لہ الفضل الربانی۔

(۳۲) لاریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین
فی تکفیر ہؤلاء المذکورین صحیحۃ وانا الفقیر
ابو المحامد السید محمد الاشرفی
الجیلانی عفا عنہ اللہ الصمد

دار الافتاء
جامعہ اشرفیہ
کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد
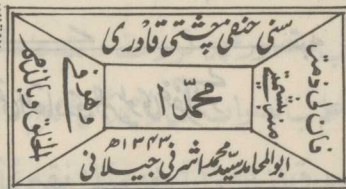
(۳۳) انا مؤید لما اجاب ارتدوا بعد ایمانہم کافرین وما افتی بہ علماءنا من الحرمین
المنورین صلی اللہ تعالیٰ علی منورهما وآلہ وصحبہ وبارک وسلم فهو حق صحیح لا نشک
فیہ اصلا ولا ینبغی ان یریب فیہ احد بعد ان شهد ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا رسول اللہ کیف لا وانهم کذبوا اللہ ورسولہ فهم الذین آمنوا بافواههم
ولم تؤمن قلوبهم وما قدروا اللہ حق قدرہ فختم اللہ علی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوۃ
ولهم عذاب عظیم۔ قالہ بفمہ وحررہ بیدہ الفقیر معین الدین احمد غفرلہ الاحد صدر المدرسین
فی الجامعۃ الاشرفیہ۔

(۳۴) للہ در المجیب المصیب فی ما اظهر الحق وبین ان اولئک المذکورین قد کفروا
باللہ العظیم فلا اعتذار لهم بعد ان کفروا بعد ایمانهم وهذا اعتقادنا انهم اتبعوا الشیطان
فامتثلوا امرهم واتخذوہ ولیا ومن یتخذ الشیطان
ولیا فساء ولیا۔ قالہ بفمہ وحررہ بیدہ العبد
المسکین ابو المعین السید محی الدین الاشرفی
الجیلانی المتوطن فی کچھوچھہ المقدسۃ

اشرفی جیلانی
ابو المعین محی الدین

(۳۵) الجواب صحیح سید حبیب اشرف

(۳۶) الجواب صحیح فقیر محمد سلیمٰن اگرپوری

فتوائی حضرات جبلپور

(۳۷) فتاوی مبارکہ حسام الحرمین بے شبہ حق وصواب مطابق سنّت وکتاب ہے۔ اُس کا ماننا اُس کے ارشادات جلیلہ کو عین مطلوب شرع مطہر اور اُصول ومقاصد مذہب حق سے جاننا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا عمل رکھنا مسلمانوں پر فرض اور اُن کے کامل الایمان صحیح الاعتقاد سچے پکے سنّی مسلمان ہونے کی دلیل اور فرمان الٰہی جل وعلا فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا۔ کی عین تعمیل ہے اور اُس کا انکار اُس سے انحراف مذہب حق وہدایت اور عقائد اہل سنّت واجماع آئمہ ملت سے انحراف اور حدیث شریف اتبعوا السواد الاعظم کے صریح خلاف اور تہدید نبوی من شذ شذ فی النار اور وعید شدید قرآنی ومن یشاق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیراہ کے تحت حکم اپنے داخل ہونے کا اعتراف ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ عز مجدہٗ اتم واحکم۔

کتبہ الفقیر عبدالباقی محمد برہان الحق

القادری الرضوی الجبلفوری غفرلہٗ

(۳۸) الجواب صحیح

محمد عبدالسلام ضیا صدیقی

حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی جبلپوری غفرلہٗ

فتوائے دربار علی پور شریف

(۳۹) حسام الحرمین کے فتاوٰے حق ہیں اور اہل اسلام کو اُن کا ماننا اور اُن کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص اُن کو تسلیم نہیں کرتا وُہ راہِ راست سے دُور ہے۔ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک میں جو شخص عمداً و سہواً بھی گستاخی کرے اور آپ کی ادنےٰ توہین و تنقیص کا تقریراً یا تحریراً مرتکب ہو وُہ اسلام سے خارج اور مُرتد ہے۔ جو شخص اُس کافر اور بے ایمان کو مسلمان سمجھتا ہو وُہ بھی اُسی کا حکم رکھتا ہے اھانۃ الانبیاء کفر عقائد کا صریح مسئلہ ہے۔ اور رضا بالکفر بھی کفر ہے۔ جیسا کہ کتب اسلامیہ میں باتفاق جمہور علمائے متقدمین و متاخرین مرقوم ہے۔ اس لئے اُن اشخاص سے جو کہ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی اہانت کریں نفرت و بیزاری ضروری و لازمی امر ہے۔

الراقم جماعت علی عفاء اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ پنجاب۔

(۴۰) الجواب صحیح محمد حسین عفاء اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّدان۔

(۴۱) جواب صحیح ہے۔ محمد کرم الٰہی بی۔ اے سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیّدان۔

(۴۲) الجواب حسن العاصی خان محمد بقلم خود مدرس اوّل مدرسہ اسلامی ٹولہ ضلع اٹک۔

(۴۳) الجواب صحیح محمد کامران بقلم خود

فتوائے سرکار اعظم اجمیر مقدس

(۴۴) یہ لوگ ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ ایسوں کے بارے میں

ارشاد ہوا کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وُہ بھی کافر۔ فتاوائے علمائے حرمین کریمین بلاشبہ حق ہیں۔ اور اتباع اُن کا اہم الفرائض اور اُن کا ماننا نہایت ضروری۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ (مہر: محمد امجد علی اعظمی رضوی ۱۳۲۹ھ)

(۴۵) بیشک دعوائے نبوت کفر اور گستاخیان شان اطہر صلے اللہ علیہ وسلم میں کفر اور ارتداد اور خدائے عزوجل صادق وسبحان کو کذب کا عیب لگانا کفر صریح علی ہذا علم اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان ملعون کے علم سے کم بتانا موجب لعنت وکفر نیز حضور اقدس وانور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اعلیٰ کو مذکورہ اشیاء کے علم سے تشبیہ دینا توہین علوم نبوی اور موجب ارتداد وکفر۔ اور ان کفریات کا قائل اور یہ اشخاص جن کی کتب مطبوعہ سے اس قسم کے عقائد ثابت ہیں۔ حسب فتاوائے علمائے حرمین شریفین نہ محض بے ادب اور گستاخ بلکہ خدا اور رسول کے دشمن اور بقاعدہ شرعیہ کافر ومرتد ہوئے۔ واللہ تعالےٰ اعلم امتیاز احمد انصاری مفتی دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

(۴۶) بے شک ان اقوال کا قائل ومعتقد کافر ہے اور فتاوائے حرمین حق ہے۔

محمد عبد المجید عفی عنہ مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۴۷) ان کان ذلك فذلك عبد الحی عفی عنہ مدرس دار العلوم عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۴۸) الجواب صحیح فقیر غلام علی عفی عنہ

(۴۹) لاریب فیما صرح فی کتاب حسام الحرمین المکرمین الشریفین فالعمل بہ واجب فقیر محمد حامد علی عفی عنہ

(۵۰) جواب صحیح ہے۔ غلام محی الدین احمد عفی عنہ۔ بلیاوی

(۵۱) جواب صحیح ہے۔ فقط احمد حسین رامپوری عفی عنہ

(۵۲) الجواب صحیح قاضی محمد احسان الحق نعیمی مفتی۔ بہرائچ شریف۔

(۵۳) ما اجاب به المجیب اللبیب فھذا ھو الحق الصریح احمد مختار الصدیقی صدر جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی۔

(۵۴) الجواب صحیح ابوالھدیٰ محمد عظیم اللہ علمی عفی عنہ

(۵۵) اصاب من اجاب ابوالحسنات سیّد محمد احمد رضوی قادری الوری۔

(۵۶) اصاب من اجاب خادم الفقراء ظہور حسام غفرلہٗ

(۵۷) ختم نبوّت کے بعد دعوت نبوت کفر۔ توہین سرکار رسالت کفر بلکہ اعظم الکفریات والعیاذ باللہ حررہٗ الفقیر محمد عبد القدیر قادری (بدایونی فرزند حضرت تاج الفحول رحمۃ اللہ علیہ)

(۵۸) اشخاص مذکورہ کافر و مرتد اور فتوے حسام الحرمین واجب العمل

فقیر سیّد غلام زین العابدین سہسوانی

(۵۹) حسام الحرمین الشریفین بلاشک صحیح اور اس پر عمل لازم۔

فقیر محمد فخر الدین بہاری پورنوی غفرلہٗ

(۶۰) جواب صحیح ہے۔ فقیر اسد الحق مرادآبادی عفی عنہ

(۶۱) حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہوا ہے سب برحق ہے۔ فقیر محمد محسن عفی عنہ

(۶۲) فتاویٰ حسام الحرمین الشریفین بلاشبہ حق ست و بران عمل کردن از ضروریات دین ست۔ فقیر غلام معین الدین بہاری عفا عنہ الباری

(۶۳) من اعتقد او تفوہ بقول من الاقوال المذکورۃ فھو کافر بلا شبھۃ و من شک فی کفرہ فقد کفر وحسام الحرمین صحیح حق والعمل بہ واجب واللہ اعلم

الفقیر الحافظ عبد العزیز المرادآبادی غفرلہ اللہ ذوالایادی

(۶۴) فتاوٰے حسام الحرمین بلاشبہ حق ہے اور اس پر عمل واعتقاد اہم الفرائض۔

غلام سیّد الاولیاء محی الدین الجیلانی۔ المتعوذ باللطف الرحمانی۔ علی گڈھی

فتوائے دارالافتاء مُرادآباد

(۶۵) حسام الحرمین ہندوستان کے فخر وعزت حضرت عظیم البرکۃ خاتم الفقہاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الحاج المولوی الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کا محققانہ فتوٰی ہے جس میں بیدینان ہند کے کفر کا حکم فرمادیا ہے۔ حرمین طیبین کے نامدار افاضل نے اُس کی تصدیقیں فرمائی ہیں۔ براہین ساطعہ و حجج واضحہ سے مؤثق و مؤید ہے۔ اہل حق کو اُس کے حق ہونے میں شبہ نہیں کہ وُہ حکم صاف ہے۔ شریعت غرائے مصطفویہ کا علی صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام وتحیۃ واللہ سبحٰنہٗ اعلم کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

محمد نعیم الدین ۱۳۲۶ھ
مفتی شرع محمد عمر

(۶۶) ما اجاب بہ سیدی فھو حق صُراح عمر النعیمی

(۶۷) الجواب صحیح محمد عبدالرشید غفرلہ المجید

فتوائے مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

(۶۸) حسام الحرمین جو فتوٰی عُلمائے حرمین شریفین ہے۔ وُہ سرتاپا حق و بجا ہے اور جن اقوال پر فتوے دیا گیا ہے فریقین میں منصف کو اُن کی کتابوں سے اُن اقوال کو مطابق کرکے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے نفع نہیں بخشتا۔ اللہ جلشانہ مسلمانوں کو توفیق انصاف دے اور ان بیدینوں سے اپنی امن میں رکھے۔ فقط

ابو محمد دیدار علی عفا اللہ عنہ

ابو محمد سید محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری
سابق مفتی مسجد جامع شاہی اکبر آباد۔ الحال خطیب
ومدرس مسجد وزیر خان واقع دار الخلافہ لاہور
۱۳۴۱ھ ہجری

(۶۹) نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم۔ لاریب حسام الحرمین مجموعہ فتاوے علمائے حرمین طیبین زاد اللہ لہما تعظیماً وشرفاً حق وبجا ہے۔ اور جملہ مسلمانان عالم کا فرض آولین ہے کہ اس کو مانیں اور حق جانیں۔ قالہ بفمہ ونمقہ بقلمہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد سنی حنفی قادری رضوی الوری مدرس دار العلوم حنفیہ مرکزی انجمن

نقوی	سید احمد
سراج	اہل

حزب الاحناف ہند لاہور

(۷۰) الجواب صحیح سید فضل حسین نقشبندی مجددی قادری گجراتی۔

(۷۱) الجواب صحیح سید عبد الرزاق نقشبندی مجددی حیدر آبادی۔

(۷۲) ذلک کذلک انا مصدق لذلک نور محمد قادری دولوی شیخوپوری

(۷۳) ھذا الجواب صحیح مفتی محمد شاہ پونچھوی۔

(۷۴) الجواب المذکور صحیح عبد الغنی ہزاروی کارکری

(۷۵) الجواب صحیح محمد مقصود علی عفی عنہ

(۷۶) الجواب صحیح خاکسار حاجی احمد نقشبندی عفی عنہ

(۷۷) ھذا الجواب صحیح محمد عبد الغنی لاہور

فتوائے مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۷۸) بلاشبہ ایسے عقائد والے کافر ومرتد ہیں۔ اس لئے کہ ان میں توہین وتنقیص شان اللہ ورسول

ہے یہ لوگ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ؁
لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم یعنی کہہ دیجئے اے نبی ان سے کیا اللہ اور اُس کی آیتوں
اور اُس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔
عالمگیری میں یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ اونسبہ الی الجھل او العجز
او النقص الخ جو شخص اللہ تعالےٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اُسے
جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کیطرف نسبت کرے۔ وُہ کافر ہے۔ اسی طرح جو اُسے اچھا
سمجھے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ اعلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ
کی فصل میں منقول ہے۔ من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (الی قولہ) وکذا کل من ضحک
علیہ او استحسنہ اورضی بہ یکفر جو کفر کا لفظ بولے کافر ہوا، اسی طرح جو اُس پر ہنسے
یا اُسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہو جائے گا۔ میں نے حسام الحرمین کو شروع سے آخر تک
دیکھا ہے۔ جو کچھ اُس میں ہے صحیح ہے۔ مسلمانوں کو اُس پر عمل کرنا واجب ہے اُس کا مُنکر
گمراہ ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ آروی حنفی قادری رضوی،
مدرس مدرسہ فیض الغربا، آرہ۔

(۷۹) بیشک ایسے عقائد کفریہ کا قائل کافر ہیں۔ میں نے حسام الحرمین کو دیکھا ہے صحیح ہے۔
اُس پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیئے۔ فقط محمد عبد الغفور عفی عنہ مدرس اوّل مدرسہ فیض الغربا
آرہ۔

(۸۰) صح الجواب محمد اسمٰعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا، آرہ، ضلع شاہ آباد۔

(۸۱) صح الجواب محمد نور القسم عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا، آرہ۔

(۸۲) الجواب فقیر محمد حنیف حنفی آروی عفی عنہ

(۸۳) الجواب صحیح سلطان احمد آروی عفی عنہ

(۸۴) الجواب صحیح محمد نعیم الدین عفی عنہ

(۸۵) اصاب من اجاب عبد الحکیم آروی عفاء اللہ عنہ

(۸۶) الجواب صحیح فقیر محمد عبد المجید غفرلہ الحمید رضوی آروی۔

(۸۷) الجواب صحیح عبد الرحمٰن دربھنگوی

(۸۸) اصاب من اجاب محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض الغربا آرہ۔

(۸۹) اصاب من اجاب محمد نصیر الدین آروی عفی عنہ

(۹۰) الجواب صحیح محمد غریب اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا آرہ۔

فتوائے بانکی پور پٹنہ

(۹۱) فتاوائے حرمین طیبین ضرور حق ہیں۔ جن کی حقیت میں اصلاً شبہ نہیں اُس کی حقیت پر آفتاب سے بھی روشن تر دلیل یہ ہے کہ ان اقوال کے قائلوں نے اس کے مقابل نہ صرف سکوت ہی کیا بلکہ حکم میں اتفاق کیا جس کا مجموعہ ایک مستقل رسالہ میں بنام الختم علی لسان الخصم دیوبند میں چھپ چکا ہے۔ جسمیں انہوں لوگوں نے تصریح کی کہ بیشک ایسے اعتقاد و خیال و اقوال والے کافر ہیں۔ رہی یہ بات کہ ایسے اقوال کن لوگوں کے ہیں جن پر باتفاق علمائے بریلی و ہابی دیوبند کفر کا فتوائے ہے۔ اُن مطبوعہ کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے جن کا حوالہ "حسام الحرمین" میں ہے۔ جسے چھپے ہوئے بیس ۲۰ سال ہو گئے۔ کیا قادیانیوں کے ارتداد اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے کفر جیسے اتفاقی مسئلہ میں بھی استفسار و سوال کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم

محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ

محمد ظفر الدین قادری رضوی
ملک العلما فاضل بہاری

فتوائے سیتا پور

(۹۲) صورت مسئولہ میں جن لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں وہ ہر ایک شخص اپنے اقوال کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج اور جو شخص ان کے اقوال پر واقفیت تامہ رکھتے ہوئے ان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتا یا کچھ شک رکھتا ہے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کتاب مستطاب حسام الحرمین الشریفین حق ہے اور علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیا ہے۔ وہ قطعاً یقیناً حق ہے۔ اس حسام الحرمین کو غلط نہ جانے گا مگر وہ شخص اپنے پیارے جان سے زیادہ عزیز ایمان سے ہاتھ دھوئے گا۔ اس فتاوی مبارکہ کے حق ہونے میں اور اس کے مسائل کے حق ہونے میں شک کرنا سراسر ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب ومحبوب طالب ومطلوب دانائے کل غیوب کے صدقہ اور طفیل میں ہر ایک مسلمان کو اس مبارک فتوے پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور عامہ مسلمین کو ان عقائد باطلہ سے اپنے حفظ وایمان میں رکھے۔ اور ان دشمنان دین کی ظاہری تقویٰ وطہارت پر دالہ وشیدا ہونے سے بچائے۔ یہ اشخاص مذکورہ بالا اسلام سے کوسوں دور ہیں ان کی نماز وروزہ سب نامقبول اور عند اللہ تعالےٰ یہ مشرکین ونصارے سے بدتر واللہ الموفق للحق والصواب وما علینا الا البلاغ۔ فقیر سید ارتضا حسین قادری برکاتی خادم سجادہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ وارد حال ضلع سیتاپور۔ اودھ

فتوائے ریاست جلال آباد

(۹۳) مجموعہ حسام الحرمین یقیناً حق ودرست ہے۔ اور اس کی تصدیقات میں علمائے آفاق کا

اتفاق اُس کی حقانیت پر آفتاب سے زیادہ روشن برہان ہے۔ صرف چند نجدی خیالات والے توہب پرست اگر انکار کریں تو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادمانِ والا کو کچھ ضرر نہیں دے سکتا مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ مجموعہ حسام الحرمین پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان اور صاحبِ ایمان رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسمٰعیل محمود آبادی مفتی ریاست جلال آباد ضلع فیروز پور پنجاب

فتوائے پوکھریرا ضلع مظفر پور

(۹۴) رب زدنی علما حسام الحرمین ایک معتبر اور مستند واجب العمل فتویٰ ہے۔ اُس کے مفتی علام وحید العصر فرید الدہر مفتی اسلام مرجع عام امام انام بیخکنِ نجدیان صف شکن بدمذہبان ہیں اور اُس کے مصدقین عالیمقام ومقرظین اعلام علمائے بلد اللہ الحرام اور ساکنانِ بلدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا وعن سائر المسلمین اِن خبثائے مذکورین فی السوال کے اقوال ملعونہ ان کی خباثتِ باطنی کا نمونہ ہیں۔ اے اللہ مجھے اور میرے سب سُنّی بھائیوں کو ان کے کید سے بچا۔ بجاہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اٰمین یا رب العلمین حسام الحرمین سُنّی مُسلمانوں کا دستور العمل ہے ہر سُنّی اُس کو اپنا دستور العمل بنائے اور جس سے بچنے اور دُور رہنے کو یہ رسالہ کہتا ہے اُس کو اپنے سے دُور کر دے گو اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ وبشری للمومنین واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ ام الکتاب۔

خادم مفتی الاسلام ابوالولی محمد عبدالرحمٰن محبیؔ ناظم نور الاسلام پوکھریرا

محلہ نور الحلیم شاہ، شریف آباد ڈاکخانہ رائپور ضلع مظفر پور

محمد ۱۳۰۶ھ عبدالرحمٰن محبی

(۹۵) الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر رشید احمد عرف صاحبجان مکیاوی در بھنگوی کان اللہ ورسولہ۔

(۹۶) زہے کتاب مبارک حسام الحرمین ست کہ مزین بتصدیقات علمائے حرمین طیبین ست۔ دران لغو و دروغ بنظر نمی آید مگر کسے را کہ قائل کذب خدائے قدوس باشد وصف حقانیت اواز من میر سید بر حقیقت او گواہ عادل کلام اہل حرم را بہ ببیند۔

محمد عطاء الرحمٰن المتخلص بعطا عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۷) حسام الحرمین کتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین فھو رب العالمین علی المرتدین من الوھابین والنجدیین والقادیین خذ لھم اللہ انی یوفکون۔

محمد ولی الرحمٰن غفرلہٗ المنان قادری رشیدی علیمی حلیمی مدرس اوّل مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۸) صدق المجیب محمد شفاء الرحمٰن قادری رضوی کان اللہ لہٗ مدرس سوم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۹) الجواب حق والمجیب محق شرف الدین مدرس اوّل مدرسہ نور العلوم واقع کومان۔

(۱۰۰) کتاب حسام الحرمین کے ہر مسئلہ پر مسلمان کو عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
محمد رحیم بخش قادری رضوی عفی عنہ

(۱۰۱) فتاوٰے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا ہر فتویٰ محقق و واجب العمل ہے۔ رہے مخالفین تو لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عظیم ھین۔

محمد حبیب الرحمٰن مدرس چہارم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۱۰۲) مجیب محقق کا جواب لاجواب ہے۔

فقیر عبد الکریم بلیاوی

(۱۰۳) حسام الحرمین صارم ہندی بر گردن بد مذہبی ہے۔

فقیر عبد الحفیظ دربھنگوی غفرلہٗ

(۱۰۴) الجواب لاریب فیہ فقیر ابو الحسن مظفر پوری عفی عنہ

فتوائ ریاست بہاولپور

(۱۰۵۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین۔ اما بعد اشخاص مذکورین فی السوال اعنی مرزا غلام احمد قادیانی و قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبہٹی واشرف علی تھانوی بلا شک وشبہ اپنے اقوال ملعونہ خبیثہ مجموعہ کفر وضلال کے باعث یقیناً کافر و مرتد ہیں اور شخص اُن کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی انہیں مسلمان جانے یا اُن کے کافر ہونے میں توقف کرے وُہ بھی کافر و مرتد ہے کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے جو فتاوے مبارکہ مقدسہ ہیں وُہ بالکل حق و صحیح ہیں اور مسلمانوں کو اُن کا ماننا اور اُن کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ ذلک ماعندی واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الاکرم سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین۔ کتبہ عبدہ المذنب الفقیر ابو محمد محمدن المدعویہ بغلام رسول البہاولفوری عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی والہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم

فقیر غلام رسول محمدی سنی عفی عنہ حنفی قادری رضوی بہاولپوری ۱۳۲۹ھ

فتوائ گڑھی اختیار خان بہاولپور

(۱۰۶۱) حسام الحرمین استفتاء کا کافی جواب اور سراسر حق وصواب ہے۔ اور میں نہ عالم ہوں اور

نہ مفتی، صرف سرکار ابد قرار مظہر اتم لاسم اللہ الاعظم سمیع بصیر علیم وخبیر ہر غائب و حاضر در ہر زمان و مکان حاظر و ناظر سید المرسلین محبوب رب العلمین قاسم ارزاق اوّلین وآخرین المنزہ عن ادناس البشریۃ والماء والطین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین وبارک وسلم الیٰ یوم الدین کا نعت خوان اور سگ آستانِ حضرت حسان رضی ہوں۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔ توہین انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین متفق علیہ کفر ہے۔ حضرت مولانائے روم رحمۃ القیوم کے ایک شعر پر جو مثل شیر نر حملہ آور ہے ختم کرتا ہوں ؎

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ ❊ کیست مردہ بیخبر از شان شیخ

ایک دو اور بھی سن لیجئے ؎

کافراں دیدند احمد را بشر ❊ چوں ندیدند از وے انشق القمر

ہاں وہاں ترکِ حد کن مہاں ❊ ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں

فقط عبد النبی المختار محمد یار فریدی محمدی معینی چشتی قادری۔ بقلم خود از گڑھی اختیار خاں ریاست بہاولپور

فتوائے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

(۱۰۷) الجواب وباللہ التوفیق فتاوٰی حسام الحرمین میں نے خود دیکھا مفتیان اعظم نے جو جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح ودرست۔ اہل اسلام کو ان فتاوٰے کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کتبہٗ ابویوسف محمد شریف الحنفی الکوٹلوی عفا اللہ عنہ۔

(۱۰۸) حسام الحرمین میں جو فتوے مندرج ہیں وہ حق اور صواب ہیں۔ جو ان کو نہ ملنے خود کافر اور بیدین ہے۔ ابوالیاس امام الدین حنفی قادری رضوی عفی عنہ از کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔

(۱۰۹) الجواب صحیح ابوصالح سید میر حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں

فتوائے کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ

(۱۱۰) حسام الحرمین نہایت صحیح فتاوٰے کا مجموعہ ہے۔ علمائے حرمین کا اتباع ضروری ہے۔ جو نقائص سوال میں درج ہیں وُہ واقعی کفریات ہیں خداوند قدوس پر جھوٹ کی تہمت لگانا صریح کفر ہے العیاذ باللہ علیٰ ہذا القیاس حضور پُر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توہین خواہ کسی طرح ہو کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

الفقیر السید فتح علیشاہ القادری عفی عنہ۔ من مقام کھروٹہ من مضافات سیالکوٹ۔

فتوائے چتوڑ۔ راجپوتانہ

(۱۱۱) بیشک فتاوٰے حسام الحرمین حق ہیں اور ان میں جن جن کو کافر کہا گیا وُہ واقعی کافر ہیں ہر مسلمان کو ان کا ماننا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا کفر ایسا کھلا ہُوا ہے کہ بقول علمائے کرام ان کے اقوال سے واقف ہو کر بھی جو شخص اُن کے کفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے اور حسام الحرمین میں تو اُن خبثا کے اقوال کی عبارتیں ان کی اصل کتابوں سے صفحہ بصفحہ نقل کر دی گئیں جن کو دیکھ کر ہر منصف حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے اور مسلمانوں کو ایسے خبثا سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ ھذا ھو الحق الصریح وخلافہ باطل قبیح واللہ تعالیٰ اعلم الفقیر عبد الکریم غفرلہ المولےٰ الرحیم۔ چتوڑی

فتوائے مفتی لدھیانہ

(۱۱۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد :۔ استفتاء میں جو کچھ درج ہے وہ سب صحیح ہے۔ تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت کو کتاب مستطاب حسام الحرمین کے مندرجہ فتاوے کو مان کر ان پر عمل پیرا ہونا لازم ہے اس کے سوا ایک دیگر کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" مصدقہ علماء مفاتی ائمہ اربعہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً میں بھی اسی طرح لکھا ہے جیسے کہ کتاب حسام الحرمین، یہ بات طے شدہ ہے کہ عقائد و اقوال مندرجہ استفتاء کلمات کفریہ ہیں۔ پس تمام مسلمانان اہل سنّت وجماعت کو حدیث شریف فایاکم وایاھم اور آیات واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّلمین اور ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار پر عمل کر کے ان مذکورہ بالا اشخاص اور ان کے پیروؤں سے مقاطعہ کرنا ضروری ہے جب تک کہ وہ علی الاعلان تحریری توبہ نہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سُنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ پنجاب۔

فتوائے دہلی

(۱۱۳) اس عاجز کا یہ کہاں زہرہ کہ حضرات علمائے کرام حرمین شریفین کے مخالف لب کشائی کر سکے۔ اُن حضرات نے جو کچھ فرمایا حق وواجب العمل ہے۔ فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتحپوری دہلی۔

فتوائے مزنگ لاہور

(۱۱۴) باسمہ سبحنہ۔ الجواب بعون الملک الوہاب فتاوے حسام الحرمین شریفین زادہما اللہ تشریفاً وتکریماً حق ہیں۔ والحق احق واحری بالقبول اہل اسلام کو ان کا ماننا لازم بلکہ الزم ہے۔ اور اُن پر عمل کرنا لابدی امر ہے۔ مذکورۃ الصدر اشخاص ذِئابٌ فی ثیابٍ ہیں۔ ان سے اجتناب کلی ضروری ہے۔ ھذا ما عندنا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

دانا العبد المتفقر الی العزیز ابو رشید محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور متصل چاہ چنڈالہ۔

(۱۱۵) فتاوٰے حرمین میں جو کچھ ہے چاہے کسی شخص یا کسی قول یا فعل کی بابت بیان اور حکم ہے، وُہ سب مسلمانوں کو ماننا لازم اور واجب ہے۔ جیسا کہ مجیب مصیب نے تحریر فرمایا ہے۔
گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین۔ محلہ چاہ پھواڑہ۔ مزنگ لاہور

فتوائے اسہاور ضلع ایٹہ

(۱۱۶) اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سب متبع ہیں اور اس بارے میں اُن کی تصریحات وتحقیقات بلیغ کیطرف رجوع کرنا بہت کافی ووافی بہ نسبت اس کے کہ اب کسی سے جدید فتوے حاصل کئے جائیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔
فقط رقیمہ ہیچمدان بلید محمد عبد الحمید عفی عنہ

فتوائے مدراس

(۱۱۷) حسام الحرمین کے فتاوٰے حق ہیں اور مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم اور ضروری اور واجب العمل ہے۔ ان فتوای کا انکار گمراہی ہے۔ واللہ اعلم فقیر محمد خلیل الرحمٰن بہاری قادری حنفی رضوی مقیم مدراس۔

فتوائے بھیں ضلع جہلم

(۱۱۸) باسمہ سبحنہ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے عین حق ہے۔ دیوبندی جن کے سرگروہ

خلیل احمد و رشید احمد ہیں۔ نجدی گروہ متبعین محمد بن عبد الوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیوں کہ نجدی تو پہلے ہی سے مسلمانان مقلدین سے الگ تھلگ ہو گئے۔ مسلمانوں کو اُن کے عقائد خبیثہ سے آگاہی ہو گئی اور اُن سے مجتنب ہو گئے۔ لیکن دیوبندی حنفی وہابی نما حنفی مسلمانوں سے شکر وشیر ہو کر گویا حلوے میں زہر ملا کر ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہم اور اب تو ابن سعود نجدی کے مداح بن کر عملاً مسلمانوں سے انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ بہر حال نجدیوں اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدا و رسول خدا کی کچھ عظمت نہیں ہے۔ امکان کذب باری کے قائل ہو کر انہوں نے توہین باری تعالیٰ کے جرم کا ارتکاب کیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم معاذ اللہ حیوانات اور مجانین کی طرح اور شیطان کے علم سے کم بتایا۔ میلاد النبیؐ کو کنھیا کے سوانگ سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والوں کو مشرک کہا۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین اور چوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذرہ بھی موجود نہیں۔ اس لئے یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ جیسا کہ علمائے حرمین شریفین کا مدلل ومفصل فتویٰ ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔ والسلام

خاکسار ابو الفضل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ از بھیں تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم۔

(۱۱۹) الجواب صحیح احمد دین واعظ الاسلام۔ از باوستھائی ضلع جہلم۔

(۱۲۰) صح الجواب محمد فیض الحسن عفا عنہ (مولوی فاضل) مدرس عربی گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال ضلع جہلم۔

فتوائے سنبھل ضلع مُراد آباد

(۱۲۱) مجموعہ حسام الحرمین میں نے از اول تا آخر دیکھا اُس کے سب فتاویٰ حق اور اقوال معتبرہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں کہ اُس میں ان عُلمائے کرام کی تحقیقات کے دریا اُمنڈ رہے ہیں۔ جن کو علاوہ فضل و

کمال کے فیض حضوری کا بھی شرف حاصل ہے۔ واقعی غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبہٹی، اشرف علی تھانوی اپنے اپنے مذکورۂ بالا اقوال کی بنا پر کافر مرتد خارج از اسلام ہیں۔ اور ان کے اقوال کی کفری مراد ایسی ظاہر ہے۔ کہ ان میں کسی ایسی تاویل کی گنجائش نہیں جس سے اُن کا اسلام ثابت ہو سکے۔ لہذا جو شخص با وجود اقوال مذکورہ پر مطلع ہونے کے اُن کو مسلمان جانے یا اُن کے کافر ہونے میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے۔

کتبہ محمد اجمل القادری مدرس المدرسۃ الاسلامیۃ الحنفیہ بین سنبھل۔

فتوائے دادوں ضلع علیگڑھ

(۱۲۲) الجواب وھو الموفق بالصدق والصواب کتاب حسام الحرمین بے شک درست اور بالکل صحیح اور بلاریب قابل عمل ہے۔ جن جن اشخاص پر جو جو حکم بتایا گیا وُہ میرے نزدیک یقیناً حتماً جزماً حق وصواب ہے۔ اور وُہ شخص بحکم شریعت غرآئے محمدیہ صلی اللہ تعالےٰ علیٰ صاحبہا و آلہٖ وبارک وسلم وکرم ایسے ہی ہیں۔ اور جو شخص ان ملاعنہ کے اقوال خبیثہ پر یقینی اطلاع پاکر ان کو مسلمان جانے وُہ کفر میں ان کا ساتھی ہے۔ العیاذ باللہ العلی العظیم اُن کی یہ بھیانک کالی بلا اُس کو بھی لپٹ گئی۔ واللہ سبحٰنہٗ وتعالےٰ بالصواب علم وعلمہ جلمجدہ اتم واحکم۔

وانا الفقیر القادری محمد المدعو بعماد الدین الجمالی غفرلہٗ

(۱۲۳) میں مجیب کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔ فقیر غلام محی الدین قادری جمالی غفرلہٗ

فتوائے شاہجہان پور

(۱۲۴) بے شک مرزا غلام احمد قادیانی مرتد وملعون نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ و

السلام کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں اور دریدہ دھنیاں کی ہیں اور نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر محل ٹھہرایا اور رشید احمد گنگوہی نے امکان کذب باری کو تسلیم کیا بلکہ محمود حسن دیوبندی نے جسے وہابیہ شیخ الہند کا خطاب دیتے ہیں ہر عیب کا ذات باری میں امکان مانا۔ اور خلیل احمد انبیٹھی نے کتاب براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد گنگوہی میں علم اقدس کو شیطان کے علم سے کم بتایا اور اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں علم اقدس کو بچوں پاگلوں وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی اور بہت کچھ خرافات بکے۔ جس کی بنا پر علمائے حرمین طیبین زادھما اللہ شرفا نے کفر کے فتوے دیے جو حسام الحرمین میں سب موجود ہیں۔ حسام الحرمین کے فتاوے کے موافق ہر مسلمان کو عمل کرنا چاہیئے بلاریب یہ سب فتوے درست اور صحیح ہیں اور ان کے حق ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں۔

خادم الاطبا فقیر سلامت اللہ قادری رضوی عفی عنہ۔ از رنگین چوپال شاہجہان پور

فتوائے نکودر ضلع جالندھر

(۱۲۴) کتاب براہین قاطعہ مولفہ مولوی خلیل احمد و مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ اور اس پر طعن کرنا مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں امکان کذب کے قائل ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ صفحہ ۵۲ میں ہے ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ اور یہ قرآن

سے ثابت ہے۔ حضرت کی وسعتِ علم قرآن سے ثابت نہیں۔ دوسری عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت کے برابر بھی نہیں زیادہ ہونا تو علیحدہ ہے مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ اقوال باطلہ ہیں اور گمراہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہر مومن و مسلمان کو ایسے بدعقیدے سے توبہ کرنی چاہیئے۔ ان اقوال کا قائل اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص گمراہ ہے۔ حسام الحرمین کے فتاوٰے صحیح ہیں۔ اور علمائے حق کے لکھے ہوئے ہیں۔ براہین قاطعہ کے دیگر مقاموں پر فاتحہ علی الطعام و میلاد شریف کو بھی ناجائز لکھا ہے یہ بھی غلط ہے۔ ایسی بیہودہ کتاب کا پڑھنا بھی درست نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تو فتاوٰے مطبوعہ کثرت سے ہیں۔ جن میں اُس کو قطعی کافر لکھا گیا ہے۔ اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

فقیر سیّد محمد حنیف چشتی مفتی نکودر ضلع جالندھر۔

فتوائے مئو ضلع اعظم گڑھ

(۱۲۶) فتاوٰے مقدسہ حسام الحرمین بہت درست اور حق ہیں۔ صحیح العقائد مسلمانوں کو اس کا ماننا ضروری ہے۔ بدباطنوں کا ذکر نہیں۔ ابوالمحامد احمد علی از مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ

ملخص از فتوائے معکر بنگلور

(۱۲۷) اہل ایمان کے لئے رسالہ قاہرہ حسام الحرمین حجت قوی ہے۔ اہل سنت اس رسالہ متبرکہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اس رسالۂ بارقہ کا منکر وہابی دیوبندی قادیانی ہے۔

اس کے مصنف مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ امام الحنفیہ شیخ الاسلام بحر العلوم علامہ زخار مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری حنفی سنی بریلوی قدس سرہ ہیں۔ اس رسالہ پر ہم اہلسنت کو عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ ہم اہلسنت کے امام تھے۔ پس اعلحضرت بریلوی قدس سرہٗ پر اور آپ کی تصانیف پر اعتراض کرنے والا وہابی خبیث ہے۔ اور وہابیہ کے لئے علمائے عرب بالخصوص مفتیان حرمین طیبین کا یہ فتوےٰ ہے۔ من لم یکفر النجدیۃ الوھابیہ فھو کافر جو شخص نجدیوں اور وہابیوں کو کافر نہ کہے تو وہ کافر ہے اور کفر بھی ایسا سخت کہ "من شک فی کفرہ وعذابہ قد کفر" یعنی جو شخص وہابیوں دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُن کے کافر ہونے میں شک کرے وُہ خود کافر ہے۔ فتاوی الحرمین اور افتائے حرمین کا تازہ عطیہ ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ کو علمائے عرب ومفتیان حرمین طیبین نے کن خطاب سے یاد کیا اور آپ کی ذات بابرکات کو مغتنمات سے جانا اور آپ کے وجود پر افتخار فرمایا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ حررہ الراجی لطف ربہ القوی

عبد النبی الامی السید حیدر شاہ القادری الحنفی بھڑوالہ المقیم فی معسکر بنگلور

(مہر: عبد النبی الامی السید حیدر شاہ القادری الحنفی ۱۳۳۴ھ)

فتوائے امروہہ ضلع مُرادآباد

(۱۲۸) ان اقوال کے کفریہ ہونے میں جو حکم فتاوٰی حسام الحرمین میں دیا گیا ہے حق ہے۔ مسلمانوں کے لئے واجب الاعتقاد واجب العمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسۂ اہلسنت وجماعت مسماۃ بمدرسۂ محمدیہ حنفیہ امروہہ

(۱۲۹) علمائے حرمین شریفین کی رائے سے میں متفق ہوں۔ سید محمد عبد العزیز

(۱۳۰) الجواب صحیح سید سعید احمد عفی عنہ مدرس سوم مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

(۱۳۱) الجواب صحیح والمجیب مصیب عبد الحمید بقلم خود عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

ملخص از فتوائے کھنوڑہ ضلع ہوشیارپور

(۱۳۲) جو کچھ حسام الحرمین میں لکھا ہے بالکل صحیح و درست ہے۔ اُس پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم بلکہ الزم ہے۔ مسلم مع نووی جلد ۱ صفحہ ۱۰ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے بڑے دھوکے باز بڑے جھوٹے تمہارے پاس وُہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے اُن سے دُور بھاگو انہیں اپنے پاس سے دور کرو، وُہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وُہ تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔

حررہ الراجی لطف ربہ القوی امجد علی غفرلہ الولی۔ مقام کھنوڑہ ضلع ہوشیارپور پنجاب۔

فتوائے دیگر از لاہور

(۱۳۳) حامداً ومصلیاً جو شخص گنگوہی و تھانوی و دیوبندی مذکورین کو معتقد ہو وہ ضرور وہابی کافر و مرتد ہے۔ اُس کی کلمہ گوئی و قبلہ روئی وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں وُہ قولہ تعالیٰ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین کا مصداق ہو کر اہل اسلام سے خارج ہو گیا گو بظاہر مسلمان کہلائے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے آیات منافقین میں تمام گمراہ گر بدمذہب شامل فرمائے ہیں۔ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روی ہست ۞ پس بہر دستے نباد داد دست

دیوبندی علماء آدم نما ابلیس ہیں۔ مسلمانوں کی بولی بول کر کافر بناتے ہیں۔ جیسے مثنوی میں فرماتے ہیں ے زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ۞ تافریبد مرغ راآں مرغ گیر

ان لوگوں کا کفر و الحاد اُن کی تصنیفات مردودہ سے اظہر من الشمس ہے۔ مسلمانوں پر حجت قائم ہوگئی۔ اہل اسلام ایسے ڈاکوؤں سے ایمان بچائیں اور ان کی چرب لسانی و وساوس شیطانی اور اور دھوکوں سے بچیں۔ کتاب حسام الحرمین شریف ایسے ڈاکوؤں سے بچنے کے لئے نہایت عمدہ کتاب ہے۔ بلکہ سپر ایمان ہے۔ مسلمانوں کو اُس پر عمل کرنا فرض ہے۔ اور جو شخص اس کو بُرا کہے اُسے مردود وہابی دیوبندی سمجھیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوے رسالت کھلم کھلا کیا۔ اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سخت توہین کی، اُس کے کفریات لاتعداد ولاتحصی ہیں۔ جو شخص ایسے ملحدوں کو کافر نہ جانے وُہ خود کافر ہوتا ہے۔ فقیر صانہ القدیر محمد نبی بخش حلوائی لاہوری کان اللہ لہٗ

(۱۳۴) واقعی کتاب حسام الحرمین شریف پر عمل کرنا اہلسنت وجماعت کے لئے ایمان کی سپر ہے جو اُسے بُرا کہے وُہ کاذب اور گمراہ گر ہے۔ سیّد مختار علی شاہ حال لاہوری۔

(۱۳۵) حسام الحرمین واقعی صحیح کتاب ہے۔ فی زمانناد رستی ایمان کے لیے اُس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اُس کا خلاف ضلالت در ضلالت ہے۔ محمد فضل الرحمٰن عفی عنہ

فتوائے وزیر آباد

(۱۳۶) واقعی ایسے عقائد والے شخص دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا ایسے شخصوں کے ساتھ اہل اسلام کو مؤانست ومؤاکلت ومشاربت ومجالست کرنا شرعاً حرام ہے۔ دیوبندی ہو چاہے قادیانی ہو۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ومن یضلل فلا ھادی لہ اور کتاب حسام الحرمین کو بندہ نے غور سے پڑھا ہے اور مطالعہ کیا ہے جوابات صحیح اور درست ہیں۔ اللہ

تعالےٰ مؤلف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ ابو المنظور خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ حال وارد وزیر آباد دروازہ موجدین۔

فتوائے رامپور
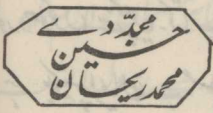
(۱۳۷) فتاوٰے حسام الحرمین یقیناً قابل عمل ہے اور صحیح ہے۔ محمد ریحان حسین العمری المجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

(مہر: مجددی حسین محمد ریحان)

فتوائی کان پور

(۱۳۸) فتاوٰے حسام الحرمین واقعی علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے دستخط کردہ شدہ اور مصدقہ اور تحریر کردہ ہیں۔ اُن علماء میں سے اکثر کو میں جانتا ہوں۔ اس زمانہ میں جبکہ ابن سعود نامسعود کے جور و تشدد کا زمانہ آیا تو ہندوستان کے غیر مقلدین و وہابیین کی بن آئی، انہوں نے اپنی ریشہ دوانی سے اُن علماء سے جو بچے رہ گئے تھے اُن کو اپنے دستگیر ابن سعود کے ذریعے سے انواع واقسام کی تکالیف دلوائیں یہاں تک کہ بہت سے اہل مکہ وعلمائے مکہ طائف میں شہید کر دیئے گئے اور بہتوں نے حجاز کو چھوڑ دیا کوئی افریقہ میں اور کوئی یمن میں اور کوئی مُلک جاوا میں جا کر امن پزید ہوا۔ ان فتاوٰے پر ہر مسلمان اہلِ سنت وجماعت کو عمل کرنا ضروری ہے۔ اور جو مسلمان بعد اطلاع کے عمل نہ کرے گا۔ یا شک کرے گا انہیں وہابیوں کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ ہر سنی مسلمان کا فرض ہے کہ ان فتاوٰے کے مطابق عمل کرے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ تعالےٰ اعلم۔

حررہ محمد مشتاق احمد عفا عنہ الصمد سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں حال نزیل کان پور مسجد

زنگیاں مدرسہ دار العلوم۔

(۱۳۹) الجواب صحیح والمجیب مصیب العبد فقیر محمد غفرلہ الصمد مدرس مدرسہ احسن المدارس کانپور

(۱۴۰) جواب صحیح ہے اور مجیب نجیب ہے۔ واقعی ان فتووں پر عمل کرنا ضروری ہے اور امور بالا کے معتقد کافر اور مرتد ہیں۔ کتبہ محمد سلیمان عفا عنہ ذنوبہ خادم آستانہ احمدیہ کانپور

(۱۴۱) الجواب حق لاشک فیہ خادم العلماء ابوالمکرم محمد وسیم خان عفا عنہ المنان دار العلوم مدرسہ دار العلوم کانپور۔

فتوائے انولہ ضلع بریلی

(۱۴۲) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ کتاب مستطاب حسام الحرمین مصنفہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حق اور بلاریب حق اور عین حق ہے۔ اس کتاب کی جلالت اُس کے صفحات پرضیا سے ظاہر اُس کی رفعت مکان اُس کے اوراق پرفضا سے باہر۔ جن علمائے اعلام ومقتدیان انام کے زریں دستخطوں سے مزین ہے وہ ہستیاں ہمارے لئے مایہ ناز ہیں اور اُن کے مواہیر ہی اس کی تصدیق کے لئے مہر ہیں۔ جو کچھ اس کتاب میں مسطور ہے وہ بالکل واقع کے مطابق مسائل شرعیہ کے موافق ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بیشک دعوائے نبوت کیا اس سے وہ مرتد ہوا۔ خلیل احمد انبہٹی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں جس کی تصدیق رشید احمد گنگوہی نے کی۔ رب ذوالجلال کو کذب پر قادر ہونا لکھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان وملک الموت کی وسعت علم سے کم بتایا، اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور کے علم کو زید وعمرو اور صبی ومجنون وحیوانات وبہائم کے علم کے برابر لکھا۔ ہر مسلمان جس کے دل میں ایک ذرہ ایمان ہوگا، وہ صاف اپنے ایمان سے فیصلہ کرلے گا۔ آیا یہ کلمات شان اقدس میں توہین ہیں یا نہیں، انہیں توہین آمیز کلمات کے قائلین پر علمائے حرمین طیبین نے کفر وارتداد کے فتوے دیے تاکہ مسلمانوں ان کی ظاہری صورت کو دیکھکر ان

کے مکر وکید سے محفوظ رہیں۔ حررہ الفقیر القادری محمد عبد الحفیظ الحنفی السنی عفی عنہ ابن الحضرۃ عظیم البرکۃ مولٰنا المولوی الحافظ الحکیم الحاج محمد عبد المجید القادری الآنولوی البریلوی ادام اللہ علینا ظلالہ۔

(۱۴۳) الحمد للہ الذی نور قلوبنا بنور الایمان ووقانا من شر الفرقۃ الضالہ المضلۃ الوھابیۃ وجمیع المرتدین واھل الطغیان وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی النبی العالم ما یکون وما کان المنزہ من کل عیب ونقصان وعلی آلہ وصحبہ رفیع المکان واولیاء امتہ وعلماء ملتہ ذوی الفضل والاحسان۔ آمین بیشک کتاب لاجواب حسام الحرمین حق وصواب اور اہل سنت وجماعت کی جان کا ایمان اور ایمان کی جان دلوں کا سرور آنکھوں کا نور اور اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابرار جل وعلا وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے سروں پر غیظ وغضب کا پہاڑ ان کی آنکھوں میں غصہ وغم کا جلتا کھٹکتا انگار اور خامہ اور دلوں میں رنج والم کا خنجر آبدار ہے۔ لاریب اس میں علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً وتعظیماً نے ان سرگروہ وہابیہ ملاعنۂ مذکورین فی السوال اور غلام احمد مرزا قادیانی خذلہم اللہ تعالےٰ فی الدنیا والآخرۃ پر ان کے عقائد خبیثہ فاسدہ واقوال کفریہ باطلہ کے سبب فتوائی کفر و ارتداد دیا اور صاف صاف بالاتفاق فرما دیا اور حکم شرع سنا دیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان خبثائے ملاعنہ کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے۔ وہ بھی انہیں جیسا کافر ومرتد ہے۔ اس لیے کہ اس نے اللہ عزوجل کی جلالت وعزت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کو ہلکا جانا اور ان کے بدگویوں کو کافر نہ جانا واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ

الحقیر الفقیر الی جناب القدیر محمد عبد الطیف القادری الحنفی السنی الآنولوی البریلوی عفی عنہ وعن والدیہ بمحمدن النبی الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین ثم آمین۔

فتوائے ہلدوانی ضلع نینی تال

(۱۴۴) حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ سراسر حق و ہدایت ہیں ان کا ماننا اور ان پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے لازم و ضروری ہے ان کا خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم۔ حررہ ابوالفیاض عبدالحی علیمی غفرلہٗ خادم مدرسہ معین الاسلام ہلدوانی۔

(۱۴۵) ھذا الجواب صحیح واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہٗ محمد اسمٰعیل

فتوائے مان بھوم

(۱۴۶) علمائے حرمین شریفین نے ان کے اقوال پر مطلع ہو کر فتویٰ دیا اور اُن کو حق تھا کہ ایسے اقوال ملعونہ کہنے والے کے لئے اللہ اور اُس کے رسول جل وعلا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا حکم صاف صاف بیان فرماویں۔ مولیٰ تعالےٰ اُن کو بہتر جزا دے آمین۔ حسام الحرمین شریفین کے فتاویٰ بیشک حق ہیں اُن میں شک کرنے والا وہی ہیں جو اللہ و رسول جل وعلا وصلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ کل مسلمانوں کو ان کا ماننا اور اُن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

واللہ اعلم بالصواب فقیر ابوالکشف محمد یحییٰ العلیمی غفرلہٗ ذنوبہ مدرس مدرسہ اسلامیہ کنواڈمہ ضلع مان بھوم

فتوائے حیدرآباد دکن

(۱۴۷) ان سب (قادیانی گنگوہی نانوتوی انبہٹی تھانوی) کی ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی اور گستاخی و بے ادبی کا دنداں شکن جواب حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مدلل طریقہ سے دیا ہے، فتاوےٰ حسام الحرمین میں بھی ان کی اچھی خبر لی گئی ہے۔ ہدایت پر آنیوالوں کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ البتہ جن کے قلب پر قساوت کی مہر لگادی گئی اُن کے نہ تو قرآن شریف ہی ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے اور نہ رسولوں کی تبلیغ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ۔ علاوہ ان خبیث عقائد کے سب سے بڑا فتنہ جو ان کی کتابوں سے برپا ہوتا ہے۔ وُہ یہ کہ جس کسی مسلمان کو انہوں نے اپنے عقائد سے چاہے جزئیات ہی میں کیوں نہ ہوں مختلف پایا ساتھ ہی اُس کو کافر ٹھہرایا ان کی اس کوتاہ نظری اور کافرگری کے باعث ان کے ہم خیال معدودے چند ہواریوں کے سوا باقی روئے زمین کے چالیس کروڑ مسلمان کافر ٹھہرتے ہیں۔ العیاذ باللہ جس گروہ کا صبح سے شام تک یہ کام ہو کہ مسلمانوں کو کافر بنایا کرے اُن کیمتعلق جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے۔ اور اُن کی اس کافرگری کے سبب علمائے حرمین نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وُہ سراسر حق ہے۔ اس کتاب کے طبع ہونے کے بعد سے حق واضح اور باطل سرنگوں ہو چکا خود اس کتاب کا اسم گرامی اپنی حقانیت کا آپ ضامن ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ پروردگار عالم ہر عاشق رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ان کافرگروں کے شر و آفات سے مامون ومصوٗن رکھے۔ المجیب الفقیر الی اللہ الغنی السید محمد بادشاہ الحسینی واعظ مکہ مسجد حیدرآباد دکن۔

(۱۴۸) الجواب صحیح احمد حسین

السید وحید القادری ۱۳۳۱ الموسوم ۱۳

(۱۴۹) المجیب الحبیب لبیب مصیب

(۱۵۰) نعم الجواب لاریب فیہ

محی الدین قادری
سید شاہ لطیف ۱۳۳۱ھ

(۱۵۱) المجیب مصیب جو شخص ان حضرات وہابی اعتقاداً و حنفی فروعاً کی کتابیں دیکھتا ہے، تو پاتا ہے کہ ہر قدم پر اہل حق کی تکفیر اور حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اپنی دانست میں تحقیر کرتے ہیں۔ اور رات دن اسی فکر میں اپنی عمر گذارتے ہیں اور روز ایک نیا مسئلہ اسی مقصد کا نکالتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ فوارۂ تکفیر ہیں کہ ازومی خیز و برومی ریزد یہ لوگ غیر مقلدین

سے بدتر ہیں کہ ان کو ائمہ سے اختلاف ہے اور ان حضرات کو حبیب خدا سے عناد ہے۔ یریدون
لیطفؤا نور اللہ بافواہہم متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔
الفقیر عبد القادر قادری حیدر آبادی سینئر پروفیسر شعبۂ دینیات
کلیۂ جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن)
محمد عبد القدیر

فتوائے سورت

(۱۵۲) کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف بیشک حسام اہل اسلام ہے اس کتاب فیض نصاب میں حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کے اکابر علمائے کرام و مفتیان عظام نے قادیانی نانوتوی گنگوہی انبہٹی تھانوی پر نام بنام فتوائے دیا ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے اپنے عقائد خبیثہ و کفریات ملعونہ کے سبب اسلام سے خارج کافر مرتد بددین گمراہ گمراہ گر ہیں۔ جو شخص ان کے عقائد کفریہ سے واقف ہو کر باوجود علم اور سمجھنے کے ان کو مسلمان جانے یا اُن کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد گمراہ ہے یہ سب صحیح اور قابل عمل ہیں۔ مسلمانوں کو اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالٰے اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہٗ المسکین سیّد غیاث الدین بن مولٰنا حافظ سیّد غلام محی الدین سنّی حنفی قادری نقشبندی غفرلہ ولوالدیہ فی الحال مقیم سُورت۔

(۱۵۳) الجواب صحیح غلام محی الدین قادری غفرلہ اللہ ذنبہ

(۱۵۴) الجواب صحیح سیّد احمد علی عفی عنہ

(۱۵۵) الجواب صحیح غلام محمد

(۱۵۶) الجواب بے شک حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حرفاً حرفاً صحیح و درست اور بجا و حق ہے اور جن لوگوں کا سوال میں تذکرہ ہے وہ یقیناً کافر مرتد ہیں اور جو اُن کے کفریات

پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُن کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وُہ بھی کافر مرتد ہے۔ تمام مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام کا ماننا اور اُن کے مطابق عمل کرنا شرعًا فرض ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم فقیر محمد نظام الدین قادری برکاتی نوری ہدایت رسولی غفرلہٗ از مقام سورت۔

فتوائے بھروچ

(۱۵۷) کتاب حسام الحرمین میرے پاس ہے اور میں نے تمام پڑھی ہے۔ اس کتاب میں قاسم نانوتوی گنگوہی انبہٹی تھانوی قادیانی اور ان کے ہم خیال شخصوں پر مکۂ معظمہ و مدینہ طیبہ سے کفر کے فتوے ہیں۔ اور یہ کہ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہو کر کے بعد بھی ان کے کفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے۔ جب سے کتاب حسام الحرمین شائع ہوئی ہے تب سے تو آج تک شاید کوئی ان کے عقیدہ والا ہی ان کو مسلمان جانتا ہو گا۔ ان کا کفر روشن اور سب کو معلوم ہو گیا ہے، ان لوگوں کی کتابوں سے بھی ان کے کفریات کا پورا روشن ثبوت ہے۔

فقط الفقیر بندہ عباس میاں ولد مولوی علی میاں صاحب صدیقی [مہر: حاجی مولوی محمد عباس میاں ۱۳۲ھ] از بھروچ لال بازار۔

فتوائے بمبئی و بدایوں و دہلی

(۱۵۸) الجواب واللہ الملہم للصواب۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علی من اوتی علوم الاولین والاخرین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین۔ بے شک دعوائے نبوت یا کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو جدید نبی کا وجود جائز بتا کر ختم نبوت کا بحال رہنا تسلیم کرنا یا خدائے قدوس جل جلالہٗ کو بالفعل یا بالقوہ کاذب جاننا یا حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے مطلق علم غیب سے انکار یا حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علوم مقدسہ غیبیہ کو بچوں پاگلوں جانوروں کی طرح جاننا یا تشبیہ دینا معاذ اللہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم میں شیطان سے کم کہنا یہ جملہ امور بوجہ تنقیص شان اقدس سرکار رسالت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کفر صریح ہیں۔

پس علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین محترمین متعنا اللہ تعالیٰ بعلومہم کا ان امور اور اُن کے قائلین و معتقدین کے متعلق کفر کا فتویٰ دینا حق و بجا اور کتاب "حسام الحرمین" جو ان فتاویٰ کا مجموعہ مع مزید توضیحات ہے صحیح و زیبا ہے۔ ہر مسلم پر واجب ہے کہ مذکورہ بالا لغویات سے مجتنب اور مفتیان عظام حرمین محترمین و علمائے کرام اہل سنت وجماعت کے ارشادات عالیہ کا معتقد و ملتزم رہے سرکار رسالت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں غایت ادب کو اصل توحید اور اسی کو اہل حق کا مسلک سدید اور موہبتِ ربِ مجید و مثمرِ فضل مزید تصور کرے۔ ولنعم ما قیل وللہ درقائلہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ؂ اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے۔

واللہ الموفق للخیر والمسئول حسن الختام۔ حررہ افقر الوری میرزا احمد القادری کان اللہ لہٗ ناظم سُنّی کانفرنس صوبہ بمبئی۔

(۱۵۹) جواب صحیح ہے۔ مولےٰ تعالےٰ مجیب لبیب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ شیخ نور الحق، نذیر احمد خجندی مدیر "غالب" بمبئی

(۱۶۰) بے شک جن لوگوں کا ذکر استفتا میں کیا گیا ہے اُن لوگوں کے اقوال سے اہل اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ لہٰذا علمائے حرمین شریفین نے اور حضرت مجیب نے فتوے ہذا میں جو لکھا ہے بجا ہے ایسے لوگوں سے ملنا جلنا ہر گز جائز نہیں جب تک وُہ علی الاعلان توبہ نہ کریں۔

ابو المسعود محمد سعد اللہ مکی۔ خادم مسجد زکریا بمبئی۔

(۱۶۱) الجواب صحیح محمد ابرار الحق غفرلہٗ

(۱۶۲) اصاب من اجاب حافظ عبد المجید دہلوی عفی عنہ

(۱۶۳) ذلک کذلک انی مصدق لذلک محمد جمیل احمد القادری البدایونی امام مسجد اہلسنت خوجہ محلہ بمبئی

(۱۶۴) لاشك فی ان الجواب صحیح والمجیب مثیب واعتقادہ لازم علی کل المسلمین
خادم العلماء محمد معراج الحق صدیقی عفی عنہ

(۱۶۵) اللہ اکبر۔ ما افتی بہ العلماء الکرام جزلھم اللہ خیر الجزاء فی حسام الحرمین فھو موافق ومطابق للاصول وحری بالقبول واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔
احقر الطلبہ محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی غفرلہ

(۱۶۶) مجیب کا جواب نہایت صحیح ہے اللہ پاک مجیب کو اجر عظیم عنایت فرمائے۔
غلام محمد لکھنوی عفی عنہ

(۱۶۷) بسم اللہ باذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اشاعت عقائد فاسدہ اور تبلیغ کفریات کی کثرت دیکھنے کے بعد ناممکن تھا کہ ارباب حق اظہار حق وصدق سے گریز کرتے سیف بُراں حسام الحرمین باطل پرستوں کے فاسد عقیدوں کو بیخ وبُن سے اکھاڑنے والی وہ مُدلّل بہترین اور زبردست کتاب ہے۔ جس کو ترتیب دینے کے بعد مؤلف مبرور نے نہ صرف حق اسلام ادا کیا بلکہ وارفتگان اسلام پر وہ احسان کیا کہ زندگی بھر اس کا حقیقی شکریہ ادا نہیں ہوسکتا مجیب لبیب نے سوال بالا کا جواب ارقام فرمایا ہے وہ عین مشرب اہل سنت وجماعت ہے۔ مالک عالم جل جلالہ اُن کو جزا عطا فرمائے اور پڑھنے والوں کو توفیق یقین وعمل نصیب کرے۔
حررہ الفقیر محمد ن المدعو لعبد العلیم الصدیقی متوطن میرٹھ

(۱۶۸) الجواب صحیح۔ احقر العباد کمترین خاکپائے انام محمد فضل کریم دہلوی، امام مسجد زنگاری محلہ۔

(۱۶۹) ذلك كذلك عبدہ الحلیم النوری الشاہجہان پوری۔

(۱۷۰) بے شک حسام الحرمین عقائد باطلہ کے بطلان کے واسطے شمشیر بُراں ہے۔ اور اہل سنت وجماعت کے لئے بہترین کتاب ہے۔ خداوند عالم مجیب کو اظہار حق پر جزائے خیر دے۔ محمد شمس الاسلام خلف مولوی عبد الرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

(۱۷۱) حضرت مجیب صاحب دام فیضہ کا جواب صحیح ہے۔ بیشک مرزا غلام احمد قادیانی، و رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و خلیل احمد کے اقوال جو اُن کی تصانیف میں موجود ہیں قطعاً یقیناً وُہ اقوال کفریہ ہیں بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے کفر میں جو شک کرے وُہ بھی کافر ہے من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اللہ تعالےٰ اہل اسلام کو بد مذہبوں کے عقائد سے بچائے۔ آمین ثم آمین

حررہ محمد عبد الحلیم امام مسجد دھوبی تالاب

(۱۷۲) اصاب من اجاب: حافظ عبد الحق عفی عنہ امام مسجد قبرستان خورد بمبئی

(۱۷۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح حررہ العبد الآثم محمد عبد اللہ عفی عنہ

(۱۷۴) صح الجواب محمد عبد الخالق عفاعنہ الرازق پیش امام مسجد حجرہ محلہ

(۱۷۵) بیشک حسام الحرمین بیماران عقیدہ کے لئے ایک معجون شفا ہے۔

خادم الطلباء محمد احمد خان دہلوی

(۱۷۶) الحمد للہ مجھ خاکسار کا بھی یہی عقیدہ اور اسی پر اتفاق ہے۔ الجواب صحیح

عبد الرحیم بن محمد علی دہلوی عفی عنہ

(۱۷۷) کتاب حسام الحرمین میں عُلمائے حرمین شریفین نے علمائے وہابیہ دیوبندیہ پر جو فتوےٰ دیا ہے۔ فقیر کو اُس سے اتفاق ہے۔ فقیر سید احمد علی برہان پوری عفی عنہ

(۱۷۸) فتاویٰ حسام الحرمین حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی مساعی جمیلہ کا حق ایک اَور صحیح فیصلہ مذہبی ہے۔ کہ حضرت مرحوم نے علمائے حرمین شریفین کے روبرو رکھ کر مسلمانان اہلِ سنّت کے لئے مستند و معتبر فتاوےٰ شرعی مرتب کر دیا ہے۔ اَور یہ امر ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ کی اہانت خواہ وُہ کنایۃً ہی ہو کفر ہے۔ لہٰذا فتاوےٰ مذکور موافق کتب شرعیہ اَور مطابق مسلک حنفیہ ہے۔ اُس سے انکار کفر و ضلالت ہے۔

فقط عبد الغفار حنفی

حوض قاضی دہلی

فتوائے بھیمڑی ضلع تھانہ

(۱۷۹) فتاویٰ حسام الحرمین نہایت صحیح وحق و مُدلّل ہیں اُن پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کہ غیر مقلدین و وہابیہ ونجدیہ خذلہم اللہ الیٰ یوم التناد سے اجتناب کرے اور اُن کے اقوال وعقائد پر لاحول بھیجے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔
کتبہ الحقیر الفقیر الی اللہ المتین المدعو محمد امین القادری الچشتی الاشرفی عفی عنہ بھیمڑی ضلع تھانہ

(۱۸۰) بلاریب جمیع اہلِ سنّت وجماعت کو ان عقائد باطلہ سے اجتناب ضروری ہے اور قائلین ان کے بلاشبہ کافر اور مرتد ہیں۔ جبکا مفصّل حال وکیفیت حسام الحرمین میں مندرج ہے۔ جو بالکل صحیح ہے۔ راقم الحروف حقیر فقیر محمد جسیم امام مسجد مرغی محلہ کرافورڈ مارکیٹ بمبئی ساکن بھیمڑی۔

(۱۸۱) الجواب صحیح محمد یوسف صدیق اللہ شاہ چشتی قادری اشرفی عفی عنہ (شافعی) خطیب جامع مسجد بھیمڑی۔

(۱۸۲) اصاب من اجاب محمد الیاس مدرس مدرسہ نجم الاسلام بھیمڑی۔

(۱۸۳) صح الجواب فقیر خادم العلماء والفقراء محمد نور الحق قادری برکاتی نوری غفرلہ وذنبہ المعنوی والصوری۔

فتوائے جام جودھپور کاٹھیاوار

(۱۸۴) الجواب ومنہ ھدایۃ الحق والصواب بیشک مرزا غلام احمد قادیانی وقاسم نانوتوی وخلیل احمد انبہٹی واشرفعلی تھانوی ورشید احمد گنگوہی اپنے اقوال کفریہ وعقائد مردودہ کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے اقوال ملعونہ پر اطلاع پاکر اس کے بعد بھی ان مسلمان جانے یا ان کے کافر

ہونے میں شک کرے یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے بلا ریب وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ ان لوگوں کے متعلق مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ تعالےٰ شرفاً و تکریماً کے مفتیان کرام و فضلائے عظام نے جو حکم صادر فرمایا ہے جس کا مجموعہ حسام الحرمین کے نام طبع ہوکر شائع ہوگیا ہے۔ حق ہے اور تمام امت مصطفویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا فرض قطعی ہے۔ وماذا بعد الحق الا الضلال هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ العبد المفتقر الی مولاہ محمود جان السنی الحنفی القادری القشاوری ثم الجام جودھپوری الکاٹھیاواری

محمود جان
حافظ غلام رسول

(۱۸۵) مذکورین فی السوال قادیانی دیوبندی گنگوہی انبہٹی نانوتوی تھانوی نہ صرف مسائل فرعیہ اجماعیہ اہلسنت میں مخالف ہیں بلکہ اللہ و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دشمن اولیائے کرام سے بدظن حتیٰ کہ مسائل تنزیہ و تقدس باری و تکریم رسالت پناہی میں جو اعلیٰ و اہم و اقدام مسائل ضروریہ دینیہ سے ہیں۔ ابن عبد الوہاب نجدی قرن الشیطان و من تبعہ کے ہمعقیدہ ہیں۔ جس نے تمام امت کو کافر مشرک کہا اور روضہ پاک سرور انبیاء صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صنم اکبر کا خطاب دیا۔ قبحهم اللہ تعالیٰ وخذلهم پس ان کا حکم وہی ہے۔ جو حضرت مفتی صاحب اور حضرات مفتیان حرمین شریفین نے دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

کتبہ العبد العاصی غلام مصطفےٰ السنی الحنفی القادری عفی عنہ

فتوائے دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۸۶) مذکورین گروہ کے عقائد باطل اور مردود ہیں۔ اور عقیدہ اہلسنت وجماعت سے مطرود ان لوگوں کے کفر میں شک کچھ نہیں مطلق کافر ہیں الحق علمائے محققین و مفتیان فاضلین حرمین

شریفین نے ان لوگوں پر کفر کا فتوے دیا اظہار حق کا فرض ادا کیا اور حضرت مولنا بالعز والفخر اولنا حامی ملت و دین سیف الحق علی اعناق المنکرین مقبول بارگاہ یزداں مولوی احمد رضا خاں صاحب کا فتوے مقدسہ حسام الحرمین ہر ایک مسلمان کے لئے تحفہ دارین ہے۔ ہر شخص مومن کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضرور اور فرض ہے۔ اگر اصلاح اسلام و دین اور قوت ایمان و یقین چاہتا ہو تو اس کتاب پر عمل کرے اس کو اپنا وظیفہ کر لے جس کا ہر ایک کلمہ و سطر مجلی نظر و صحیح اثر ہے۔ واللہ یھدی الی سواء السبیل واللہ اعلم

السطر الخاطی خادم العلماء عبد الحکیم بن المولوی حامد صاحب المرحوم متوطن دھوراجی۔

(۱۸۷) کتاب مستطاب حسام الحرمین وہ کتاب ہے جس پر کامل اعتقاد رکھنا اور پورا عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ یہ کتاب لاجواب باصواب برحق ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

راقم آثم عبد الحلیم بن حاجی مولوی عبد الکریم ساکن دھوراجی کاٹھیاوار۔

(۱۸۸) جواب برحق ست۔ طالب العلماء خادم الفقراء احقر حاجی نور محمد بن ایوب صاحب۔

(۱۸۹) الجواب صواب خادم العلماء صالح بن احمد میاں مرحوم بقلم خود

(۱۹۰) المجیب مصیب فی جوابہ سعید الدین مدرس مدرسہ جامع مسجد دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۹۱) جو جناب مولانا عبد الکریم صاحب نے استفتاء کا جواب باصواب تحریر فرمایا ہے۔ اس پر تمام اہل سنت و جماعت کو عقیدت مند ہونا چاہیئے اگر ذرا لغزش ہوئی شیطان کی طرح مارا گیا۔

بندہ حقیر فقیر حکیم محمد عبد الرشید خاں بدایونی وارد حال دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۹۲) حسام الحرمین شریف میں جو فتاوے ہیں وہ موافق کتب صحیحہ معتبرہ مذہب اہلسنت کے درست بلکہ بہت ہی اصح ہیں۔ لہذا اس کا خلاف مذہب اہلسنت کا خلاف ہے۔

فقیر حقیر خاکسار ہیچمقدار محمد علی بن ابراہیم علی حال مقیم یتیم خانہ اسلامیہ دھوراجی

(۱۹۳) کتاب مستند حسام الحرمین میں بیدین مرتد وہابیہ کے بارے میں قرآن شریف و حدیث نبوی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے مطابق کفر کا حکم فرمایا ہے۔ بیشک وہ حق اور صحیح ہے۔ جو شخص ان

بیدینوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

راقم آثم خادم العلماء محمد میاں بن حاجی صالح میاں ساکن دھوراجی

تصدیقات فتوائے مارہرہ مطہرہ

(۱۹۴) حضرت مجیب مدظلہم الاقدس نے جواب سوال میں جو کچھ افادہ فرمایا وہ حق وصواب بلا ارتیاب ہے۔ سوال میں جن اکابر وہابیہ کے نام درج ہیں۔ اُن کے متعلق حسام الحرمین میں جو احکام تحریر فرمائے ہیں اُن پر اعتقاد جازم لازم واجب العمل ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم فقیر ضیاء الدین المکنی بابی المساکین عفاعنہ رب العالمین۔

(۱۹۵) جواب سوال میں جو کچھ حضرت مجیب زیدت فیوضہم ودامت برکاتہم نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ عین حق ہے۔ بیشک یہ سب اشخاص مندرجہ سوال موافق فتاوائے حسام الحرمین کافر ہیں ان کے کفر میں شک وشبہ کرنے والا خود کافر ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالےٰ اعلم عبد الحی قادری رضوی پیلی بھیتی بقلم خود

(۱۹۶) کتاب حسام الحرمین میں جن کی تکفیر کی گئی وہ حق ہے۔ وماذا بعد الحق الا الضلال والحق احق ان یتبع۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد شمس الدین قادری رضوی ناگپوری غفرلہ،

(۱۹۷) حسام الحرمین جسمیں ان ملعونین مذکورین فی السوال کی تکفیر علمائے کرام وساداتنا العظام نے فرمائی ہے۔ حق اور صواب ہے۔ بلکہ ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہوکر تکفیر نہ کرنیوالا بھی قطعاً انہیں میں سے ہے۔ کتب فقہ اس مسئلہ سے مملو ہیں۔ کہ من شك فی کفرہ فقد کفر واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

فقیر ابو الضیاء محمد حفیظ اللہ اعظمی قادری رضوی غفرلہ

(۱۹۸) حضرت سیدی شاہزادہ خاندان برکات مولوی سید محمد اولادرسول محمد میاں صاحب

مدظلہم العالی نے جواب باصواب تحریر فرمایا وُہ بلا شبہ حق ہے۔ قادیانی گنگوہی تھانوی انبہٹی نانوتوی مذکورۃ السوال یقیناً مرتد ہیں۔

فتوئے مبارکہ حسام الحرمین قطعاً حق ہے۔ العبد ابوالمرتضیٰ مطیع الرضا امیر حسن عفی عنہ مراد آبادی

(۱۹۹) قبلۂ عالم حضرت شاہ محمد میاں صاحب کے ہر لفظ سے اتفاق ہے۔ فقط

خاکسار ابو الارشاد سید سجاد حسین متوطن قصبہ شیش گڑھ ضلع بریلی۔

(۲۰۰) الجواب صحیح خادم العلماء غلام احمد فریدی رضوی بقلم خود

(۲۰۱) الجواب صحیح فضل احمد عفی عنہ

(۲۰۲) الجواب حق مدلل بالاصول والحق احق بالقبول وان انکرہ الجاھل الضلول وانا العبد الغریب السید محمد حسن عرب المدنی المغربی السنوسی القادری النقشبندی الفضل الرحمانی عفی عنہ

(۲۰۳) الجواب صحیح والمنکر فضیح بشیر حسن دہلوی قادری رضوی عفی عنہ

فتوائے پیلی بھیت

(۲۰۴) الجواب واللہ الملہم للصدق والصواب عُلمائے حرمین طیبین نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ بالکل حق وبجا ہے۔ واجب القبول ولائق عمل ہے۔ حسام الحرمین میں جو شائع ہو چکا ہے یہ فتاوٰی اہل حق اور نائبان مختارِ کل حضرت حق جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سراسر حق وصواب ہیں اہل اسلام کو ان فتاوٰی پر اعتقاد رکھنا عمل کرنا فرض ہے اور جو جان بوجھ کر ان کو نہ مانے وہ مومن نہیں اس کی تصریح وتشریح وتفصیل وتوضیح کتب مصنفہ امام العلماء سید الاولیاء وارث سید الرسل نائب خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اعلیحضرت عظیم البرکۃ روح الملۃ والشریعۃ والسنۃ والطریقۃ محی الاسلام والدین مجدد مائۃ حاضرہ عالم دین وسنت امام اہل سنت مولانا مولوی حاجی

حافظ قاری مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ونفعنا اللہ تعالےٰ والمسلمین ببرکاتہ فی الدین والدنیا والآخرۃ میں خوب روشن و واضح طور پر موجود ہے۔ اس فقیر ناکارہ وطالب علم ناسزا کا بھی بحمد اللہ تعالےٰ وہی مذہب ومسلک ودین وایمان ہے۔ مولیٰ تعالےٰ اُسی پر رکھے اُسی پر مارے اُسی پر اٹھائے جو اُس کے خلاف چلے اور مخالف بتائے وُہ پکا بدمذہب وبے دین گمراہ وگمراہ گر ہے۔ جو اُس کو صحیح نہ مانے وُہ بھی جہنمی ہے۔ اہلِ اسلام کو اگر اپنا دین وایمان درست رکھنا منظور ہو تو اُن کی کتابوں کا مطالعہ کر کے اُن پر عمل کریں۔ افسوس کہ اب اہل اسلام کی یہ حالت ہو گئی اور نوبت بانجا رسید کہ اُن کی تحریروں اور فتووں کے متعلق سوال کرنے لگے یہ کمزوریٔ ایمان ہے۔ تمام دنیا کو آنکھیں بند کر کے اُن پر عمل کرنا چاہیئے میرے نزدیک ہندوستان بھر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اُن سے افضل واعلیٰ ہو جس سے ان کی بابت سوال کیا جائے، یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اعلیحضرت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم افضل الرسل وسید الکل ہیں تو کیوں صاحب یہ بات صحیح وقابل عمل ہے۔ استغفر اللہ۔ اللہم احفظنا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلماء امتہ واولیاء ملتہ وعلینا معہم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین الیٰ یوم الدین آمین۔

فقیر قادری ابوالفضل محمد عبد الاحد حنفی رضوی غفرلہ ابن حضرت ولی باخدا مولانا شاہ وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی۔ ناظم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت مشہور بسلطان الواعظین صانہا اللہ تعالےٰ عن شر کل حاسد اذا حسد وشر کل مارد وعفریت۔

فتوائے آگرہ

(۲۰۵) الجواب وھو الموفق للصواب اقوال مذکورہ فی السوال میرے والدہی نعوذ باللہ

کہتے تو بھی اُن پر توہین کی وجہ سے کفر عائد ہوتا۔ قرآن میں ہے۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین۔ یعنی اللہ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنے کے لئے کوشش چاہیئے اور وہی اس کے مستحق ہیں کہ راضی کیے جائیں اُن کے مقابلہ میں کسی کی کیا ہستی ہے۔ جو فتویٰ موسوم بہ حسام الحرمین ہے۔ مدلل بدلائل شرعیہ ہے اُس کو جاہل بے علم گمراہ بدمذہب نما تو نہ مانے، سنی مسلمان تو مجبور ہے ماننے کے لئے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

نثار احمد عفاء اللہ عنہ مفتی جامع مسجد آگرہ۔

دار الافتاء
۴۲ ہجری ۱۳
جامع مسجد آگرہ

لا الٰہ الا اللہ
یا شیخ
عبد القادر شیئاً للہ

فتوائے مفتی ضلع پشاور

۲۰۶۱) الجواب من وجہ الکتاب۔ قال صاحب الھدایہ فی باب التراویح عادۃ اھل الحرمین الشرفین وتوارثھم دلیل شرعی فاجماعھما دلیل شرعی بالطریق الاولی فالعمل بحسام الحرمین المکرمین واجب قطعاً وایضا اذا طبع فارسل الی امام اھل السنۃ والجماعۃ المرحوم البریلوی فطالعتہ فوجدتہ صحیحا مطابقا للاصول الشرعیۃ فیعمل بہ من لہ العقائد الاسلامیہ اگر نام مبارک حسام الحرمین نبودے من از کتب از معتبرہ کفر اشخاصیکہ عقیدہائے مزبور داشتہ باشند ونیز عدم قبول توبۂ ایشاں بلا نقل تحریر کردمے۔ لکن بخیال ادب حسام الحرمین چیزے نہ نوشتم عقیدہ ہمہ اہل السنۃ والجماعۃ بلکہ عقیدۂ ہمہ مومنان مسلمانان ہمیں است کہ در حسام الحرمین مذکور است۔
العبد خادم الشریعۃ المحمدیۃ والطریقۃ القادریۃ المحمودیۃ ایدہ اللہ عز شانہ شیخ الاسلام ابو النصر کمال الدین

الحاج الخلیفہ المولوی حمد اللہ القادری المحمودی ۔
خلیفہ خاص بغداد اشرف البلاد مہتمم مدرسہ قادریہ محمودیہ عالیہ ۔ساکن پبی ضلع پشاور

ابو النصر
کمال الدین حمد اللہ
القادری المحمودی

فتوائے مدرس شمس العلوم بدایوں

(۲۰۷) بے شک اللہ پاک کی کسی صفت میں نقص کا اعتقاد موجب کفر ہے اور یقیناً اہانت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور نیز ختم نبوت سے انکار اور جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہ ماننا اور ان کے بعد دعوے نبوت یا رسالت موجب کفر ہے جس شخص کے عقائد اس قسم کے ہوں اس کے کفر کا فتویٰ واجب الاشاعۃ ہے۔

عبد السلام عفی عنہ ۔ مدرس اول مدرسہ شمس العلوم واقع بدایوں

فتوائے مفتی فرنگی محل لکھنؤ

(۲۰۸) صورت مسئولہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنا اور سرکار رسالت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنا حد کفر کو پہنچاتا ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبد القادر عفاء اللہ عنہ مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ محمد عبد القادر

فتوائے سراج گنج بنگال

(۲۰۹) فتاویٰ علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جو مدت سے بنام حسام الحرمین مطبوع ہو کر ملک میں شائع ہو رہے ہیں وہ بے شک حق ہیں اور تمام مسلمانوں پر اُن کے حکموں کو حق جاننا اور اُن فتووں کے مطابق عملدرآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے مذکورہ بالا فتاوٰے میں جن لوگوں پر کفر کا فتوٰے صادر فرمایا ہے۔ فی الواقع وہ لوگ اُن اقوال کفریہ اور عقائد باطلہ وفاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہوگئے اور جو لوگ اُن کے اُن اقوال پر مطلع ہونے کے بعد اُن کے کافر ہونے میں شک کریں وہ بھی کافر ہیں کیوں کہ ان لوگوں نے اللہ و رسول سے بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ اور اُن کی شان گھٹائی ہے اور اللہ و رسول سے بے ادبی کرنے و گستاخی والا البتہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اعمال نیک ضائع اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:۔

اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَبَانَتْ مِنْہُ اِمْرَأَتُہٗ یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بُرا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ بیشک کافر ہوگیا اور اُس کی جورو اُس کے نکاح سے نکل گئی، درمختار میں ہے: اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقًا وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں بے ادبی کرنے کے سبب کافر ہو اُس کی توبہ بھی کسی طرح قبول نہیں اور جو شخص اوس کے مستحق عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کو کوسوں دور رکھیں اور ان گندم نما جو فروش لوگوں کے دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین وایمان کی حفاظت کر نگہبانی کریں۔ واللہ ھدی من یشاء الی صراط مستقیم والسلام علی من اتبع الھدی۔

راقم بندۂ اثم ابونظم محمد کاظم رحمتی چشتی۔ سراج گنج بنگال۔

فتوائے پارہ ضلع اعظم گڑھ

(۲۱۰) بیشک بیشک فتاوی حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حق وصحیح ودرست وصواب ہے اور بلاریب جن لوگوں پر اس میں کفر کا فتویٰ ہے اُن میں سے ہر ایک کافر مرتد مستحق عذاب ہے ایسا کہ جو اُس کے کفری قول بدتر از بول مطلع ہو کر اس کو کافر نہ کہے وُہ بھی خارج از اسلام اور دوجہاں میں روسیاہ وخانہ خراب ہے۔ جس قدر احکام حسام الحرمین شریف میں اُن مرتدوں پر فرمائے اُن سب پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض بلاشبہ وارتیاب ہے۔ جو ان پر عمل کرے گا، اس کے لئے نور ونجات وثواب ہے اور جو اُن پر عمل نہ کرے اس کے واسطے ظلمت وہلاک وعقاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر نور محمد اعظمی قادری رضوی غفرلہ ساکن موضع پارہ ڈاکخانہ سورہن ضلع اعظم گڑھ

فتوائے کرمبر ضلع بلیا

(۲۱۱) لاشك ان ما افتی به علماء الحرمین المحترمین فی الکتاب المستطاب المسمی بحسام الحرمین علی منحر الکفر والمین فھو حق وصواب وصحیح وکل واحد من الذین افتی العلماء بکفرھم من القادیانی والنانوتوی والگنگوھی والانبھٹی والتھانوی کافر مرتد فضیح ومن شك فی کفر احد من ھولاء الخمسة بعد اطلاع علی اقاویلھم الکفریة فھو خارج من الاسلام داخل فی الکفر القبیح ومن عمل بالاحکام المصرح بھا فی حسام الحرمین فھو ناج مثاب نجیح لان کلھا حق صراح۔

واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم ۔ فقیر ابوالمسعود فرقان الحق محمد عبد العظیم قادری رشیدی علیمی شاہدی عفی عنہ ساکن موضع کرمبر ڈاکخانہ بھیگر سنڈھ ضلع بلیا۔

فتاوائے فتحپور ہسوہ

(۲۱۲) بیشک حسام الحرمین شریف میں علمائے کرام و مفتیان عظام مکۃ مکرمہ و مدینۂ محترمہ نے جو کچھ فرمایا تحریر سب حق و درست اور سراسر نور ہے قادیانی گنگوہی نانوتوی انبہٹی تھانوی جن پر کتاب مذکور میں کفر کا فتویٰ دیا ان میں سے ہر ایک ضروریاتِ دینیۂ اسلامیہ کا منکر اور کافر مرتد اور اسلام سے نفور ہے۔ حسام الحرمین کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان پر وضرور ہے ، حق سے اندھی باطل ہیں آنکھیں اگر اس کی حقانیت کا انکار کریں تو اس میں کتاب موصوف کا کیا قصور ہے ۔ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ فرمانِ ربّ جبّار وغفور ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد عبد العزیز خاں قادری چشتی اشرفی عفی عنہ ساکن محلہ زیدوں فتحپور ہسوہ ۔

(۲۱۳) الجواب صحیح وصواب ومن خالفہ یستحق سوء العقاب واللہ اعلم ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر محمد یونس قادری چشتی اشرفی سنبھلی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی

(۲۱۴) الجواب ھو الحق الحقیق بالقبول ولا ینکرہ الا المرتد الجھول۔

فقیر احمد یار خاں قادری بدایونی عفی عنہ

(۲۱۵) الجواب صحیح والمجیب نجیح وخلافہ باطل۔

وانا العبد الفقیر ابو الاسرار

محمد عبد اللہ المراد آبادی غفرلہ اللہ ذو الایادی

فتوائے ریاست رام پور

استفتاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریمؐ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اہلسنت و مفتیانِ دین و ملت کثرہم اللہ تعالےٰ و نصرہم ان مسائل میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں سخت سخت گستاخیاں کیں اور دعوائے نبوت کیا ایک مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا ہے بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدّ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔ صفحہ ۴ پر لکھا ہے سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت

مختتم ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۱۴ پر لکھا اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ صفحہ ۲۸ پر لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ایک دوسرے مولوی سے استفتا کیا گیا کہ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یہ قائل مسلمان ہے یا کافر بدعتی ضال ہے یا اہلسنت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری کو اس دوسرے مولوی نے فتوے دیا اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اُس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے کیوں کہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے خلف وعید خاص ہے اُور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قولِ خلافِ واقع کو سو وُہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعد گاہ خبر اُور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بنا رعلیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا چاہیئے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی شافعی پر اُور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے۔ اسی دوسرے مولوی نے ایک تیسرے مولوی اپنے شاگرد کے نام سے ایک کتاب لکھی اُور خود اپنے دستخط سے اس کے حرف بحرف کی تصدیق آخر کتاب میں چھاپی اس کے صفحہ ۵۱ پر لکھا الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ایک چوتھے مولوی نے اپنے ایک رسالہ کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض

غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر وبلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا کرے کہ ہیں میں سبکو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کیا ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔ اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ان پانچوں اشخاص کے ان اقوال کے متعلق علمائے کرام مکہ معظمہ و مفتیان مدینہ طیبہ سے استفتاد کیا گیا اُن حضرات کرام نے ان پانچوں آدمیوں پر نام بنام بالاتفاق فتوے دیا کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کی وجہ سے کافر ہیں اور جو شخص ان اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک وہ بھی کافر ہے اور ان لوگوں پر مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ ان فتوای کا مجموعہ مدت ہوئی حسام الحرمین شریف کے نام سے چھپکر شائع ہو گیا ہے۔ یہ فتاوی حق ہیں یا نہیں اور مسلمانوں پر ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا نہیں۔ اُمید ہے کہ حق ظاہر فرمائیں گے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیں گے۔ بینوا توجروا۔

راقم

سلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہ محلہ بوہٹرواڑ۔ پادرہ ضلع بڑودہ ملک گجرات۔

(۲۱۶) الجواب واللہ سبحنہ وتعالیٰ ھو الموفق للصواب

حسام الحرمین میں جن علمائے حرمین شریفین اہل السنۃ والجماعۃ کے فتوے ہیں وہ حق اور صواب ہیں۔ فانہا مشیدۃ بدلائل جلیلۃ جلیلۃ من الایات الظاہرۃ القطعیۃ۔ والاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ الباہرۃ البہیۃ۔ لہٰذا اہل اسلام پر عموماً علمائے حقانیین اور بالخصوص علمائے حرمین شریفین اہلسنت وجماعت کا اتباع ان کے اوامر ونواہی کو ماننا اُن کے فتووں پر عمل کرنا ضروری فانہم اہل الحق والامر والدین وقد قال اللہ سبحنہ وتعالی فی الکتاب

المبین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ والمراد باولی الامر فی الآیۃ العلماء فی اصح الاقوال اھ رد المحتار عن شرح الکنز للعلامۃ البدر العینی وھم السواد الاعظم وحزب اللہ المکرم وھم اھل السنۃ والجماعۃ وھم ورثۃ الانبیاء فمن اقتفی اثرھم واتبع امرھم فقد نجا واھتدی ومن حاد عنھم فقد تاہ وغوی واللہ سبحنہ وتعالی من کل اعلم علمہ احکم الراجی رحمۃ رب الثقلین

کتبہ العبد

محمد نور الحسین الرامفوری کان اللہ لہ

بن شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین
محمد نور الحسین
العمری النقشبندی المجددی

(۲۱۷) المجیب مصیب ان اقوال منقولہ کی نسبت علمائے اہلسنت کیطرف سے قاہر تصانیف بحمد اللہ تعالٰی کثیر ہو چکی ہیں جو مؤید براہیں شرعیہ ہیں مزید سوالات انہیں امور سے کرنا بیکار ہے حسام الحرمین نے جن لوگوں کے عقائد پر حکم کفر کیا ہے وہ حکم نقل کیا ہوا کتب فقہیہ حقہ حنفیہ کا ہے جس کا ماننا ایک مقلد مذہب حنفی کے لئے لازم ولابدی ہے پس حسام الحرمین کے احکام حسب نقول صحیحہ معتبرہ لازم الاتباع ہیں۔ واللہ درھم واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

العبد

محمد معوان حسین العمری المجددی الرامفوری

مدرسہ ارشاد العلوم

(۲۱۸) الجواب صحیح۔ محمد شجاعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

(۲۱۹) الجواب صحیح محمد سراج الحسین عفی عنہ

(۲۲۰) الجواب حق وصواب + العبد عبد اللہ البہاری عفاعنہ الباری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم
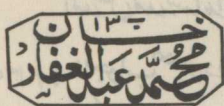
(۲۲۱) یہ اقوال موجب کفر ہیں۔ العبد محمد عبد الغفار عفی عنہ

محمد عبد الغفار خان ۱۳

(۲۲۲) الجواب صحیح سید یار محمد دہلوی بقلم خود

(۲۲۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح ومن انکرہ فھو کافر مرتد فضیح

کتبہ الفقیر محمد عمر القادری الرضوی الکھنوی غفرلہٗ ابن حضرۃ اسد السنۃ سیف اللہ المسلول

مولانا المولوی محمد ہدایۃ الرسول علیہ الرحمۃ الرب ورضوان الرسول

فتوائے کان پور

(۲۲۴) ھو الموفق للحق کسی ایک عالم حقانی ناقد بصیر فقیہ کے فتوے پر عمل کرنا لازم و واجب ہے نہ کہ جم غفیر علمائے حرمین شریفین کے فتاوی پر جو حسام الحرمین میں مذکور اور مؤید بحجج ظاہرہ وبراہین باہرہ میں قال العلامۃ ابن نجیم فی الاشباہ فتوی العالم للجاھل بمنزلۃ اجتہاد المجتہد فی وجوب العمل واللہ سبحٰنہ وتعالےٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم عبد الغنی غفرلہ ربہ الولی۔ مدرس مدرسہ حنفیہ غوثیہ واقع مسجد بکر منڈی قلی بازار کان پور

(۲۲۵) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب الحقیر الفقیر ابو القاسم محمد حبیب الرحمٰن کان اللہ لہٗ خادم خانقاہ کشفی کان پور

(۲۲۶) الجواب صحیح واللہ تعالےٰ اعلم محمد عبد الکریم ۔ عفی عنہ

(۲۲۷) ماقال المجیب فھو حق واحق ان یتبع محمد آصف عفی عنہ

(۲۲۸) الجواب صحیح والمجیب نجیح وجاحدہ فضیح نمقہ العبد الفقیر عبد الغنی العباسی نسبًا والحنفی مذہبًا والقادری المعینی الاشرفی مشربًا والہزاروی مولدًا المدرس فی المدرسۃ دار العلوم فی کانپور

(۲۲۹) هذا الجواب صحیح نمقہ محمد عبد الرزاق عفاعنہ

محمد عبد الرزاق

المدرس بمدرسہ امداد العلوم کان پور

مہر مدرسۂ امداد العلوم کان پور واقع بالسمنڈ

(۲۳۰) الجواب صحیح والمجیب نجیح نمقہ ابوالمظفر

شاکر حسین غفرلہٗ فی الدارین

فتوائے جاورہ

(۲۳۱) مولوی قاسم نانوتوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبہٹی و مولوی اشرف علی تھانوی کے جو اقوال استفتاء میں نقل کئے گئے ہیں ان پر سابق ازیں بحث و تمحیص ہو کر علمائے اہلسنت نے کفر کا فتوےٰ دیا ہے جو ان کو کافر نہ کہے اوس پر بھی کفر عائد ہوتا ہے رسالہ حسام الحرمین طلب کر کے عوام کو آگاہ کیا جائے تاکہ عام مسلمان ایسے گندے عقیدوں سے محفوظ رہیں۔

المجیب محمد مصاحب علی

فتوائے علمائے حاضرین عرس شریف اجمیر مقدس رجب المرجب ۱۳۴۷ھ

(۲۳۲) بیشک ان عبارات مذکورہ میں ضرور تکذیب خدائے قدوس جل جلالہ و توہین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انکار ضروریات دین ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے عقائد والوں سے اور اُن کے معتقدوں سے اجتناب کریں۔ وبا للہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمود زیدی حسینی الوری۔

(۲۳۳) هذا الجواب صحیح ومطابق المذهب اهل السنة والجماعة

کتبہٗ الفقیر الی اللہ السید محمد میراں الشافعی کان اللہ لہٗ۔ المدرس بمدرسہ نجم الاسلام الواقعہ فی بلدۃ بھیمڑی من مضافات تھانہ۔

(۲۳۴) الجواب صحیح فقیر نثار احمد ناگوری

(۲۳۵) ھذا الجواب حق فقیر شمس الدین احمد جونپوری

(۲۳۶) الجواب صحیح فقیر محمد حامد علی فاروقی عفی عنہ مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین رائپور سی۔ پی۔

(۲۳۷) الجواب صحیح حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

(۲۳۸) الجواب حق وصواب سید رشید الدین احمد غفرلہٗ الصمد بریلوی الحال وارد دار الخیر اجمیر شریف۔

تصدیقات برہمیں فتویٰ حاصل کردہ از علمائے کرام

واردین بمبئی بماہ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ ہجری

(۲۳۹) الجواب صحیح محمد عبد اللطیف اجمیری

(۲۴۰) الجواب صحیح عبد المجید القادری الانولوی

(۲۴۱) من اجاب فقد اصاب محمد زاہد القادری (دریا گنج دہلی)

(۲۴۲) الجواب صحیح محمد احمد دہلوی

(۲۴۳) الجواب صحیح صوفی ظہور محمد سہارنپوری

(۲۴۴) الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد عارف حسین قریشی علیگڑھی

(۲۴۵) حضرت والا مرتبت عالی منزلت گل گلزار جیلانی گلبن خیاباں سمنانی مولانا سید شاہ ابو احمد علی حسین صاحب چشتی اشرفی مسند نشین سرکار کچھوچھہ کے دو مقدس ارشاد واجب الانقیاد:۔

فرزند عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر سید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی

بعد دُعائے درویشانہ سلام خوب کیشانہ مدعا نگار رہے تمہارا کارڈ جوابی آیا خوشی حاصل ہوئی ۔ میں اُدھر آنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر چند وجوہ سے نہ آسکا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ بعد عرس شریف حضرت جد اعلیٰ قدس سرہٗ بشرط زندگی ماہ جمادی الثانی تک سورت میں آوٗں گا ۔ اب میرے آنے کو غنیمت سمجھنا میں بہت ضعیف ہوتا جاتا ہوں ۔ اور فرقہ گاندھویہ کی رفاقت اور اُن کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے ۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہلسنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے اور ہمارے جملہ مریدان و محبان اور جمیع پرسان حال کو سلام و دُعا کہنا ۔ ۲۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

دوسرا مفاوضۂ عالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر سید ابو احمد المدعو علی حسین الاشرفی الجیلانی کی جانب سے جمیع مریدان اور محبانِ خاندانِ اشرفیہ کو واضح ہو کہ حاجی غلام حسین جو ہمارے خلیفہ برہمچاری قطب الدین سہیل ہند کے مرید ہیں ۔ اگر اُن سے اور آپ لوگوں سے کسی مسئلہ میں اختلافِ ظاہری پیدا ہو تو لازم ہے کہ اس کو فقیر کے پاس لکھ کر باہمی تسکین کر لو ۔ اس فقیر کو مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے یعنی حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے ۔ مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے ۔ اُن کے فتوے پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں ۔ بڑی نادانی کی بات ہے کہ ایک خاندان اور ایک سلسلہ کے لوگوں میں صورتِ نفاق پیدا ہو ، اور میں عنقریب بمبئی سے صورت آوٗں گا ۔ جملہ مریدان و محبان کو فقیر کی طرف سے سلام و دُعا پہنچے ۔

عبدہٗ الفقیر السید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی

فتوائے ننگل ضلع حصار

(۲۴۶) کتاب حسام الحرمین نہایت صحیح اور عمدہ کتاب ہے جو وہابیہ کے دام سے بچنے کے لئے ایک نایاب خزینہ ہے۔ فقیر ابوالفیض چشتی سلیمانی عفا اللہ ساکن ننگل ضلع حصار ڈاکخانہ رتیا

فتوائے گونڈل کاٹھیاوار

(۲۴۷) بیشک فتاوائے حسام الحرمین الکریمین نہایت حق وصحیح وقابل قبول مسلمان ہے۔
خادم الطلباء قاسم میاں رضوی عفی عنہ ساکن گونڈل کاٹھیاوار

فتوائے جوناگڈھ کاٹھیاوار

(۲۴۸) کتاب حسام الحرمین کو اس فقیر نے بغور دیکھا۔ یہ کتاب جمیع اہلسنت وجماعت کے لئے واجب العمل بلکہ تمام اسلامی مدارس میں زیر تعلیم رکھی جانے کے قابل ہے خدا اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کے مصنف کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔
احقر العباد خادم قوم محمد قاسم ہاشمی قادری عفی عنہ خطیب جوناگڈھ اسٹیٹ کاٹھیاوار

(۲۴۹) کتاب حسام الحرمین الشریفین نہایت صحیح ومعتبر ہے۔
احقر محمد عبد الشکور گیسو دراز سنی حنفی قادری اویسی ساکن دھوراجی عفا اللہ عنہ نزیل جوناگڈھ کاٹھیاوار

فتوائے جلال پور جٹاں پنجاب

(۲۵۰) حقیقت امر یہ ہے کہ جماعت وہابیہ دیوبندیہ نے اسی کا بیڑا اُٹھایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو معاذ اللہ حضور کی توہین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ کسی نے چھوٹے بڑے چوہڑے چمار سب کو برابر کہا کسی نے حضور کا تصور گاؤ خر سے بدتر سمجھا کسی نے شیطان کے علم سے کمتر آپ کا علم بتایا، کسی نے صبی و مجنون و بہائم کا ہمسر ٹھہرایا لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ کتنے دشمنان خُدا اور رسول غارت و تباہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئے اور جو ہیں اُن کا حشر بھی وہی ہونا ان شانئك هو الابتر۔ اے لوگو آخر تمہیں مرنا ہے اور خدا اور رسول کو منہ دکھانا ہے خداوند عالم نے تم کو جو حکم فرمایا ہے کہ وتعزروہ وتوقروہ اُس حکم کی تعمیل یوں ہی کی جاتی ہے کیا اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ حضور کی توہین کرو، کیا تم اس حکم سے مستثنےٰ ہو کہ ان تحبط اعمالکم ہرگز نہیں۔ جبکہ اَدنیٰ رفع صوت وُہ بھی بقصد اہانت نہیں موجب حبط اعمال ہو تو جو شخص بالقصد حضور کی شان میں بے ادبی و دریدہ دہنی کرے وہ کیوں کر اس وعید سے بری ہو سکتا ہے جن اشیاء کو حضور کی ذات مقدس سے نسبت ہے اُن کی توہین کفر موجب ہے۔ لو قال محمد درویشک بود او قال جامۂ پیغمبر ریمناک بود او قال قد کان طویل الظفر اذ قال علی وجہ الاہانۃ کفر (ہدایہ، عالمگیری) جو شخص حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کرے اور کلمات گستاخانہ بلکہ ملحدانہ بکے اور اسی کو اپنا دین و ایمان سمجھے وہ کب مومن رہ سکتا ہے کیا ایمان اسی کا نام ہے کہ حضور کی شان والا میں زبان درازی کرے دیکھو عاص بن وائل جس کی ادنیٰ گستاخی پر حضرت حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے سورۃ کوثر نازل فرما کر اپنے محبوب پاک کی کس قدر دلداری فرمائی اور اُس کا فر بدنصیب کو کیا کچھ نہ کہا اسی خبیث نے حضور کی شان اقدس میں لفظ ابتر استعمال کیا تھا اب کے ایمانداروں کی زبان سے جو کلمات سرزد ہو رہے ہیں کیا وہ عاص بن وائل کے قول سے کمتر ہیں نہیں اُس سے بدرجہا بڑھ کر، پھر باوجود

ان کفریات کے یہ مومن ہی رہے استغفر اللہ یہ لوگ قہرِ الٰہی کے مستحق و سزاوار ہیں اگر جناب رحمۃ للعالمین کا واسطہ نہ ہوتا تو دنیا ہی میں عتابِ الٰہی ہوتا یہ حضور ہی کا طفیل ہے کہ یہاں یہ مصئون و محفوظ ہیں مگر آخرت میں ان شانئک ھو الابتر کے زمرے میں ہونگے ۔ درمختار میں ہو الکافر بسبب نبی من الانبیاء لاتقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اُس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے ۔ جو صاحب دیوبندیوں کے کفر پر فتاویٰ مواہیر دیکھنا چاہیں تو عُلمائے حرمین طیبین سے بڑھ کر کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہُوا ، لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کے لئے اعلان ہے کہ کتاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین منگا کر دیکھیں ۔ جس کے ہر صفحہ پر اصل کتاب کی عربی عبارت اور اس کے مقابل سلیس اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے کوئی شہر کوئی محلہ کوئی مکان اہلسنّت وجماعت کا اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیئے ۔ کیوں کہ ہر جگہ دیوبندیوں نے شور مچا رکھا ہے یہ مبارک کتاب بوقت ضرورت تیر حربہ کا کام دے گی ۔ فقیر پُرتقصیر حافظ حاجی پیر سیّد ظہور شاہ واعظ الاسلام قادری جلال پوری عفی عنہ

فتوائے عالیجناب مولٰنا مولوی محمد صدّیق صاحب بڑودی

سند یافتہ مدرسہ دیوبند و سابق مفتی سورتی مسجد رنگون ۔

(۲۵۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ (۱) مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ۔ ملاحظہ ہو علم غیب کی دو قسمیں کیں ۔ علم کل اور علم بعض ، علم کل کا انکار کیا اور علم بعض کو جانوروں پاگلوں کے علم کی طرح بتایا ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اس عبارت میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توہین و بے ادبی ہے

یا نہیں اور شریعتِ مطہرہ کی رو سے مولوی صاحب موصوف کافر ہیں یا مسلمان؟ بینوا توجروا

(۲) رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ میں ایک واقعہ چھپا گیا کہ ایک شخص نے میں لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ پڑھتا ہے جاگتا ہے تو بیداری میں ہوش کے ساتھ اللّٰھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی پڑھتا ہے اور بیکار عذر یہ کرتا ہے اور زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ اور دن بھر اس کا یہی حال رہتا ہے پھر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو اس کی اطلاع دیتا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وُہ بعونہ تعالے متبع سنّت ہے سوال یہ ہے کہ بیداری میں ہوش کے ساتھ دن بھر غیر نبی کو نبی جپنے والا اور اُن کے اس فعل کو تسلی بخش بنانے والا شرع مطہرہ کے حکم سے کافر ہے یا نہیں؟ (۳) مولوی خلیل احمد انبہٹی (و مولوی رشید احمد گنگوہی) نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ تمام زمین کا علم محیط شیطان کے لیے نص سے ثابت ماننا اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین ثابت ہونے پر کوئی دلیل نہ ماننا بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط ماننے کو شرک کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اس کا قائل کافر ہے یا نہیں؟ (۴) مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیّت محمدّی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ملاحظہ ہو خاتم النبیین کا انکار کرنیوالا کافر ہے یا نہیں؟ (۵) جو شخص ان اقوال کے قائلین کو اُن کے ان اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی بوہرہ سلیمن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہٗ از مقام پادرہ ریاست بڑودہ

الجواب وھو الموفق للصواب۔ الحمد لولیہ والصلاۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ

وحبیبہ۔ اما بعد (۱) حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوٰت واتم التسلیمات کا علم شریف وُہ بحرِ ذخار اور دریائے ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حد وغایت نہیں آپکو اوّلین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ حدیث مقدس علمت علم الاولین والاخرین (او کما قال) اس کے لئے دلیل ناطق وشاہد صادق ہے ہاں حق سبحٰنہ وتعالےٰ کا علم اور آپ کا علم مساوی اور برابر نہیں دونوں میں فرق بیّن ہے علم باری تعالیٰ محیط اور علم حضور پُرنور علیہ الصلاۃ والسلام محاط، وُہ علم قدیم یہ حادث وُہ ذاتی یہ عطائی اور پھر کمیّت ومقدار کا فرق بھی موجود یعنی حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم شریف حق سبحٰنہ وتعالےٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ لیکن مخلوقات میں کوئی آپ کے علم کے برابر نہیں، یہاں تک کہ انبیائے سابقین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جسقدر بھی علم عطا ہوا وُہ آپ کے علم شریف کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ چنانچہ روح المعانی میں قولہ تعالےٰ ولا یحیطون بشئ من علمہ کے تحت مرقوم ہے: علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من علم الحق سبحٰنہ بھذہ المنزلۃ قصیدہ بردہ میں ہے۔ ؎

فان من جودك الدنيا وضرتها ❊ ومن علومك علم اللوح والقلم

غرضیکہ بہ نسبت مخلوقات کے آپ کے علم کی کوئی انتہا وغایت نہیں ہے۔ ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ ❊ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس ایسے علم شریف ناپیدا کنار کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور اُس کے ساتھ تشبیہ دینا صراحتہً کفر وجہالت اور کھلی حماقت ونادانی ہے۔ نبی برگزیدہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے اور آپکی شان اقدس میں ایک شمہ برابر گستاخی کرنیوالا قطعاً مرتد ہے۔ اللھم احفظنا

(۲) حضرات انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی غیر پر استقلالاً صلوٰۃ بھیجنا ہرگز جائز نہیں خواہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہوں یا اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ

ہاں طبعاً جائز ہے۔ چنانچہ تفسیر احمدی میں آیت کریمہ ان اللہ وملئکۃ الآیۃ کے تحت میں مرقوم ہے
ثم انھم ذکروا ان الصلوٰۃ علی غیرہ والہ بطریق التبعیہ جائز وبالاستقلال مکروہ تشبہ
بالروافض پس نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بعد میں قصد واختیار کے ساتھ ہوش وحواس کے درست
ہوتے ہوئے عمداً کسی غیر کا کلمہ پڑھنا اور اس پر درود پڑھنا جیسا کہ سائل تحریر کر رہا ہے اور پھر اس
کے اس فعل کو تسلی بخش بتانا یقینی کفر وارتداد ہے۔

(۳) شیطان کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پرنور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام
کا علم اس سے کمتر بتانا کما حررہ السائل یہ یقینی نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین
اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم شریف کی تو وہ
شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔
کما فی قصیدۃ البردۃ وللہ درہ حیث قال ؎

فاق النبیین فی خلقٍ و فی خُلُقٍ ولم یدانوہ فی علمٍ ولا کرم
وکلھم من رسول اللہ ملتمس غرفاً من البحر او رشفاً من الدیم
وواقفون لدیہ عند حدھم من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم

(۴) حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خاتم النبیین نہ ماننا اور آپ کے بعد میں دوسرے نبی کے
وجود کو ممکن اور جائز سمجھنا بلاشک نصوص قطعیہ صریحہ کا انکار ہے جو صراحۃً کفر وارتداد ہے۔ آیہ کریمہ
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے لئے دلیل قاطع برہان
ساطع ہے تفسیر احمدی میں ہے ھذہ الایۃ تدل علی ختم النبوۃ علی نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صریحاً دوسری جگہ ہے وخاتم النبیین ای لم یبعث بعدہ نبی قطوا اذا نزل عیسیٰ فقد یعمل
بشریعتہ ویکون خلیفۃ لہ ولم یحکم بشطر من شریعۃ نفسہ وان کان نبیاً قبلہ۔

(۵) سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التسلیمات کی شان اقدس میں ذرہ برابر گستاخی
کرنے والا اور شمہ برابر توہین کرنے والا بلاریب کافر ومرتد ہے۔ اور جو شخص ایسے گستاخ شخص

کو اُس کے اقوال کفریہ کا علم ہونے کے باوجود کافر نہ سمجھے وُہ بھی کافر ہے کتب عقائد میں صاف وصریح مسطور ہے۔ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ اللھم ارزقنا خیر الدین واسألك اللھم حبك وحب حبیبك صلی اللہ علیه وسلم اللھم ارزقنا زیادہ حرمك وحرمه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من قبل ان تمیتنا وتوفنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا نادمین ولا مفتونین آمین یارب العلمین۔

کتبہ العبد الفقیر الی ربه الغنی **محمد صدیق** البرودی غفر اللہ له ولوالدیه ولمشائخه اجمعین

(۲۵۲) الجواب صواب والمجیب مصیب۔ الراقم احمد سید خالد **شامی** عفی عنہ

(۲۵۳) ھذا ھو الحق عندی اقر الزماں **محمد عبد اللہ** بڑودی غفرلہٗ الرحمٰن القوی

فتوائے دیگر از بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ کتاب حسام الحرمین شریف حق ہے یا نہیں اور مسلمان کو اُس کے احکام کا ماننا اور اُن پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ المستفتی بوہرہ سیٹھ سلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہ۔ از پادرہ ضلع بڑودہ

الجواب

(۲۵۴) الحمد للہ رب المشرقین والمغربین۔ الذی سل حسام الحرمین علٰی منحر الکفر والمین۔ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام فی النشأتین۔ علی حبیبه المزین بکل زین۔ والمنزہ من کل عیب وشین۔ سید الکونین۔ جد الحسنین۔ نبی القبلتین۔ وسیلتنا الی اللہ تعالیٰ فی الدارین۔ سیدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین فی الملوین۔ آمین یا خالق الکونین۔ **اما بعد** پس کتاب

برکت مآب کامل النصاب حسام الحرمین شریف از اوّل تا آخر بالکل درست وصحیح بجا وحق واجب العمل واجب الاعتقاد و واجب الاعتبار ہے۔ بلکہ حسام الحرمین شریف کھرے کھوٹے سچے جھوٹے کو پرکھنے کے لیے سچی کسوٹی اور صحیح معیار ہے۔ اگر اس کے تمام احکام کو بکشادہ پیشانی حق مان کر اون کے حضور سر تسلیم کر دے تو معلوم ہو جائے گا کہ سچا سُنّی مسلمان ایماندار ہے اور اگر جان بوجھ کر انکار کیا تو کھل جائیگا کہ گمراہ بدمذہب مکار ہے۔ حسام الحرمین ایمان و سنّت کا ایک مہکتا گلشن لہکتا گلزار ہے۔ جس کے پھولوں میں باغ حرم کے پھولوں کی خوشبو جس کی بہار چمن طیبہ کی بہار ہے۔ حسام الحرمین جلوہ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ کا آئینہ دار ہے کہ اہلسنت کے لئے نمونہ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ہے۔ اور بدمذہبوں منافقوں کے لئے قہر پروردگار ہے دینداروں کے لیے نور بیدینوں کے لئے نار ہے، مسلمانوں کے لئے مہکتے ہوئے پھول اور بے ایمانوں کی آنکھوں میں کھٹکتا خار ہے۔ حسام الحرمین دین و سنّت کی سپر اور دشمنانِ دین کے سروں پر شمشیر برق بار ہے پاک خدا کے پاک گھر کعبہ معظمہ کی برہنہ تلوار ہے، پیارے نبی کی پیاری سرکار مدینہ طیبہ کی تیغ آبدار ہے۔ محمدی فوج ظفر موج مفتیان مدینہ منورہ کا نیزہ کافر شکار ہے الٰہی لشکر ظفر پیکر یعنی علمائے مکہ معظمہ کا خنجر خونخوار ہے۔ کہ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں بدگویوں کی گردنوں پر پڑتا وار پُر وار ہے۔ بیدینوں کو چارہ جوئی کا کہاں وار ہے۔ حسام الحرمین کی وہ قاہر مار ہے کہ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے توہین و گستاخی کرنیوالوں کے سینوں میں غار ہے، جس کا ہر وار دار سے پار ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ اُس کا مصنّف محمدی کچھار کا شیر خونخوار ہے، حیدری اکھاڑے کا شہ زور پہلوان میدان حمایت اسلام کا یکہ تازہ شہسوار ہے، جو علمائے کرام کی آنکھوں کا تارا، مفتیان عظام کے سروں کا تاج امتِ مصطفیٰ کا پاسبان، حامیانِ ملت کا سردار ہے جس کی بلندیٔ جلالت ورفعت وجاہت علمائے حرمین کے فرمان شَهِدَ لَهٗ عُلَمَاءُ الْبَلَدِ الْحَرَامِ اَنَّهُ السَّيِّدُ الْفَرْدُ الْاِمَامُ سے روشن و آشکار ہے جو دینِ پاک کا مجدّد وملت طاہرہ کا مؤید علمائے اہلسنت کا امام اور پیشوائے نامدار ہے۔ سنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا زندہ کرنیوالا

دشمنانِ مذہب اہلسنّت کو خاک و خون میں لٹانے والا کفر و شرک کو مٹانیوالا، حمایت شریعت و طریقت کا علمبردار ہے اس مبارک فتاویٰ پر تصدیق کرنے والوں میں ہر ایک ساکن بلد اللہ الحرام یا مجاور آستانہ سرکار ابد قرار ہے، جو شخص جان بوجھ کر اُسے نہ مانے وُہ کافر و مرتد عذاب نار کا سزاوار ہے۔ مستحق غضب جبار ہے لائق لعنت کردگار ہے۔ مورد قہر قہار ہے اُس پر خدا کی سخت لعنت اور پھٹکار ہے کیوں کہ اُس نے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت وجلالت و وجاہت کو اس قدر ہلکا جانا کہ اُن کی توہین اور گستاخی کو کفر نہ مانا اور پُر ظاہر کہ جس طرح اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور گستاخی کرنے والا کافر ہے اسی طرح جو شخص اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور گستاخی کو کفر نہ جانے وہ بھی اسلام سے خارج اور مرتد خاسر ہے۔ بالجملہ بیشک فتاویٰ حسام الحرمین شریف حرف بحرف قطعاً حق و صحیح ہیں اور ان کو ماننے والے اُن پر سچے دل سے عمل کرنے والے سچے پکے سُنّی مسلمان سعید و نجیح ہیں اور بیشک قادیانی نانوتوی گنگوہی انبہٹی تھانوی اپنے اُن کفریات واضحہ صریحہ خبیثہ ملعونہ کے سبب جو اصل فتاویٰ حسام الحرمین شریف میں بعبارتہا منقول ہیں جن میں کوئی ایسی تاویل و توجیہ قطعاً ناممکن، جو قائلین کو قطعی یقینی کفر وارتداد سے بچا سکے قطعاً یقیناً کافر مرتد لائق تذلیل و توہین و واجب التفضیح ہیں۔ اور بے شک جو لوگ اُن کے کفریات قطعیہ ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُن کو مسلمان جانیں یا اُن کے کافر ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے وُہ بھی خارج از اسلام داخل کفر قبیح ہیں اور بیشک ان فتاوٰی کا ماننا مسلمانوں پر فرض دینی اسلامی قطعی یقینی اور اُن پر عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ ھذا ما اقول و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد و باللہ التوفیق وعلیہ الاعتماد واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الفقیر ابوالفتح عبید الرضا

کتبہ محمد ن المدعو بحشمت علی القادری الرضوی الکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واخویہ ولجمیع اہل السنۃ والجماعۃ ربہ المولیٰ العزیز القوی آمین

سُنی حنفی قادری رضوی لکھنوی
وابان احمد رضا
من وست و
ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان

فتوائے علمائے سندھ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

استفتاء

چہ می فرمایند علمائے اہلسنّت ومفتیان دین وملّت کثر اللہ تعالیٰ امدادہم وکسر اضدادہم درین مسائل کہ مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت کرد وحضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام را سخت ناپاک دشنامہا داد۔

از مولوی رشید احمد گنگوہی استفتاء کردہ شد کہ دو شخص در کذب باری گفتگو میکردند برائے طرفداری یکے شخص ثالث گفت کہ من کے گفتہ ام کہ من قائل وقوع کذب باری باری نیستم ایں قائل مسلمان ست یا کافر بدعتی ضال است یا منجملہ اہلسنّت باوجودیکہ قبول کرد وقوع کذب باری رشید احمد گنگوہی فتویٰ داد کہ اگرچہ ثالث درتاویل آیات خطا کردہ مگر وے را کافر یا بدعتی ضال نمی باید گفت زیرا کہ وقوع خلف وعید را جماعت کثیرہ از علمائے سلف قبول میکنند خلف وعید خاص است وکذب عام است زیرا کہ قول خلاف واقع را کذب میگویند پس آن قول خلاف واقع گاہے وعیدے باشد گاہے وعدہ گاہے خبر وایں ہمہ انواع کذب است ووجود نوع وجود جنس را مستلزم ست لہذا معنی وقوع کذب (از باری تعالیٰ) درست شد اگرچہ بضمن فردے باشد پس بناء علیہ ایں ثالث را ہیچ کلمہ سخت نباید گفت کہ درین تکفیر علمائے سلف لازم می آید۔ حنفی را بر شافعی وشافعی را بر حنفی بوجہ قوت دلیل خود طعن وتضلیل کردن نمی رسد۔ این ثالث را از تضلیل وتفسیق مامون باید کرد۔

مولوی قاسم نانوتوی در کتاب خود مسمّی بہ تحذیر الناس بر صفحہ سوم نوشت در خیال عوام خاتمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی ہست کہ زمانہ آنحضرت بعد زمانہ انبیائے پیشین ست وآنحضرت آخر الانبیاء ہست مگر بر اہل فہم روشن باشد کہ در تقدم یا تاخر زمانی ہیچ فضیلت بالذات نیست پس

درمقام مدح ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمودن دریں صورت چگونہ صحیح می تواند شد آرے اگر
ایں وصف را از وصافِ مدح نشمارند وایں مقام را مقام مدح نگر وانند پس البتہ خاتمیت
باعتبار تاخر زمانی درست مے تواند بود مگر من میدانم کہ کسے را از اہل اسلام این سخن گوار انخواہد
بود و بر ہمیں صفحہ نوشت بلکہ بنائے خاتمیت برامر دیگرست کہ ازان تاخر زمانی وسدّ باب مذکور
خود بخود لازم می آید وفضیلت نبوی دوبالا میشود تفصیل ایں اجمال آنست کہ قصہ موصوف بالعرض
بر موصوف بالذات ختم میگردد چنانکہ وصف موصوف بالعرض مکتسب از موصوف بالذات
میشود وصفِ موصوف بالذات از دیگرے مکتسب و مستعار می شود و بر صفحہ چہارم نوشت
ہمیں طور خاتمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را تصور فرمائید یعنی آنحضرت موصوف بوصف
نبوت ہستند وسوائے الیشان دیگر انبیا ر موصوف بوصف نبوت بالعرض نبوت دیگر انبیا
فیض آنحضرت ست مگر نبوت آنحضرت فیض دیگر نیست (بہمیں معنی) بر آں حضرت سلسلہ نبوت
مختتم میشود و بر صفحہ چہارم نوشت اگر اختتام نبوت باین معنی تجویز کردہ شود کہ من گفتم پس خاتم
شدن آنحضرت فقط بہ نسبت انبیائے گذشتہ خاص نہ باشد بلکہ اگر بالفرض در زمانہ آنحضرت
ہم نبی دیگر شود در آں حال ہم خاتمیت آنحضرت بحال خود باقی یماند بر صفحہ ہست وہشتم نوشت بلکہ اگر
بالفرض بعد زمانہ نبوی ہم نبی دیگر پیدا شود دریں صورت ہم در خاتمیتِ محمدیہ ہیچ فرقے وخللے نخواہد
افتاد در مولوی خلیل احمد انبہٹی کتاب بنام براہین قاطعہ نوشت واستاذش مولوی رشید احمد گنگوہی حرف
حرف ایں کتاب را تصدیق نگاشت دریں کتاب بر صفحہ پنجاہ ویکم مینولسید الحاصل غور می باید کرد کہ
حال شیطان وملک الموت را دیدہ علم محیط زمین را برائے فخر عالم خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل محض
قیاس فاسدہ ثابت کردن اگر شرک نیست پس کدامی حصہ ایمان ست برائے شیطان وملک الموت
ایں وسعت علم بنص ثابت شد بر وسعتِ علمِ فخر عالم کدام نص قطعی ہست کہ باں ہمہ نصوص را رد کردہ
یک شرک ثابت میکند۔ مولوی اشرف علی تھانوی در کتاب خود مسمّی بہ حفظ الایمان بر صفحہ ہشتم نوشت
برائے ذات مقدسہ آنحضرت علم غیب ثابت کردن اگر بقول زید صحیح باشد پس امر دریافت طلب

اینست کہ مراد ازیں غیب آیا بعض غیب ست یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہستند پس دریں علم غیب لتخصیص حضور چیست مثل ایں غیب برائے زید وعمر و بلکہ برائے ہر صبی و مجنون بلکہ برائے جمیع حیوانات و بہائم نیز حاصل ست زیرا کہ ہر کسے را امرے معلوم باشد کہ از دیگرے مخفی است پس باید ہمہ را عالم الغیب گفتہ شود پس اگر زید التزام بکند کہ آرے من ہمہ را عالم الغیب خواہم گفت پس علم غیب را منجملہ کمالاتِ نبوّیہ چرا شمردہ میشود وصفے کہ دراں خصوصیت مومن بلکہ خصوصیت انسان ہم نہ باشد او از کمالاتِ نبوّیہ چگونہ تواند شد۔ واگر التزام کردہ نشود پس درمیان نبی وغیر نبی وجہ فرق بیان کردن ضرور است واگر تمام علوم غیب مراد ہستند بایں طور کہ فردے از افراد علم غیب خارج از علم نبوی نماند پس بطلانِ ایں ،مر بدلیل نقلی وعقلی ثابت است۔ اکنون علمائے ربانیین وفضلائے حقانیین براہِ ہمدردی اسلام ومسلمین بلا خوف لومۃ لائم اظہارِ حق فرمایند کہ آیا از مذکورین (۱) مرزا غلام احمد قادیانی کافر و مرتد ست یا نے.. بینوا توجروا۔

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی کہ وقوع کذب باری را درست گفت مرتکب تکذیب خدائے قدوس وسبوح جل جلالہ، ہست یا نے؟ بینوا توجروا۔

(۳)، مولوی قاسم نانوتوی کہ معنی ختمِ نبوّت را تحریف کردہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء را غلط وخیالِ عوام گفت ومعنی خاتم النبیین نبی بالذات ساخت وپیدا شدن نبی جدید را بعد زمانہ نبوی ہم تجویز کرد آیا منکر مسئلہ ضروریۂ دینیۂ ختم نبوت ہست یا نے؛ بینوا توجروا۔

(۴)، مولوی خلیل احمد انبہٹی کہ علمِ محیط زمین را برائے شیطان وملک الموت ثابت بنصوص گفت وثباتِ ہمیں علم را برائے حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شرک گردانید آیا علم شیطان را زائد از علمِ نبوی گفت یا نے؟ وانبہٹی مذکور توہین وتنقیص کنندہ حضور سیّد عالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یا نے ، بینوا توجروا۔

۵.. مولوی اشرف علی تھانوی کہ علمِ غیب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مثل علمِ غیب جانوراں وچارپایگان وبچگان ومجنونان گفت آیا اہانت واستخفاف کنندہ حضور سید المرسلین صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وسلم ہست یانے ؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولوالدیہ ربہ القوی مدرس مدرسہ اہلسنت وجماعت ۔ پادرہ ضلع بڑودہ ملک گجرات ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ **جواب سوال اوّل**: مرزا غلام احمد قادیانی کہ دعویٰ نبوت ورسالت خود کردہ است چنانکہ از کتب مصنفۂ او ظاہر ست ہیچکس را از اہل اسلام در الحاد وزندقہ او اختلاف نیست ۔ مرزا غلام احمد قادیانی در صفحہ ۱۱ از کتاب خود دافع البلا اعلان میکند کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ودر صفحہ ۱۰ میگوید بہر حال جبتک کہ طاعون دنیا میں رہیگا قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے ۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے ۔ ودر صفحہ ۲۱، ۲۰ گوید اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں، ودر صفحہ ۲، ۳ کتاب تریاق القلوب میگوید کہ

منم مسیح بیانگ بلند مے گویم ... منم خلیفۂ شاہی کہ بر سما باشد

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا ... منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

ودر کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹، ۷۰ میگوید ے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ... اُس سے بہتر غلام احمد ہے

ودر حاشیہ مطلب این شعر مے نویسد کہ اکثر نادان اس مصرعہ کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں مگر اس مصرعہ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ امتِ محمدیہ کا مسیح امتِ موسومہ کے مسیح سے افضل ہے ۔ ازیں عبارت مرزا غلام احمد قادیانی صاف معلوم شد کہ مرزا غلام احمد خود را نہ فقط نبی و رسول میگوید بلکہ از انبیا علیہم السلام خود را افضل واعلیٰ می داند وتوہین انبیا علیہم السلام بر ملا کردہ ضروریات دین را صریح تکذیب می نماید وصاحب فصول عمادی نوشتہ است کہ اگر کسے گفت کہ من رسولِ خدا ہستم یا این لفظ گفت کہ من پیغمبر کافر مے شود اگر کسے ازو معجزہ طلب کرد آن ہم کافر ست

چراکہ دعوی اور امتحل صدق وانست واگر بغرض عاجز کردن او میگوید پس کفر نیست ولفظه هکذا قال انا
رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم بکفر ولو انه حین
قال هذه المقالة طلب غیره من المعجزة قیل یکفر والمتاخرون من المشائخ قالوا ان
کان غرض الطالب تعجیزه وافضاحه لا یکفر انتهی وایں مضمون در فتاوے ہندیہ و
جامع الفصولین ہم مذکور ست و در اشباہ ونظائر در آخر باب ردہ می نویسد کہ اذا لم یعرف
ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لان من الضروریات
انتہی۔ یعنی کسے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم را آخرین انبیا نمی داند کافر ست چراکہ ایں عقیدہ
از ضروریاتِ دین ست و در شفائے قاضی عیاض تصریح فرمودہ است وکذلك تقطع بتکفیر
غلاة الرافضه فی قولهم ان الائمة افضل من الانبیاء انتہی وعلامہ قسطلانی در جلد اول
ارشاد الساری شرح صحیح بخاری در صفحہ ۱۷۵ می فرماید النبی افضل من الولی وهو امر
مقطوع به والقائل بخلافه کافر لانه معلوم من الشرع بالضرورة انتہی هذا ما
ظهر لی فی هذا الباب والله اعلم بالصواب۔

جواب سوال دوم: مولوی رشید احمد گنگوہی سرگروہ علمائے دیو بند در فتوے مذکور علی الاعلان
گفت کہ معنی وقوعِ کذبِ باری تعالےٰ درست شد اگرچہ در ضمن فردے باشد پس بنا برایں عقیدہ بر
صدق قرآن شریف کہ اصل اصول اسلام و ایمان ست چہ طور اعتبار و اعتماد خواہد شد چراکہ اگر در
کدام یک سخنے کاذب بودن باری تعالےٰ ظاہر شد پس بر دیگر اقوالش چگونہ اعتماد و یقین خواہد شد
تعالی الله عما یقولون علوا کبیرا مطلب این است کہ از روئی ایں عقیدۂ فاسدہ نہ اسلام باقی
می ماند نہ اصول و فروع آن نعوذ بالله من هذه العقیدة الشنیعة چراکہ بسبب وقوع کذب
باری تعالیٰ از ہمہ ضروریات دین دست شستہ شد نہ بر خدائے تعالےٰ ایمان ماند بر قرآن نہ بر رسالت
رسل و نہ بر ملائکہ نہ بر قیامت وحشر و نشر و عذاب و ثواب بلکہ ہیچ چیز در دست نماند قد رد الله
تعالیٰ علی هذه العقیدة الفاسدة حیث قال جل شانه وعز برهانه وقد تدمت

الیکم بالوعید ما یبدل القول الدی وایضا قال عز من قائل ولن یخلف اللہ وعدہ وعیدہ
کما ذکرہ الشامی فی رد المختار وایضا قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا
اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ
علی الظالمین: یعنی کیست ظالم تر ازاں شخصے کہ تہمتِ کذب بر خدائے تعالےٰ می بندو ایں کساں در
حضور رب خویش حاضر کردہ خواہند شد و گواہان خواہند گفت کہ ایں آں کسان اند کہ بر رب خویش
کذب بستند خبر وار شوو ید بر ظالمان لعنتِ خدا است قال الرازی فی التفسیر الکبیر قال المحققون
اذا ثبت ان من افتری علی اللہ وکذب فی تحریم مباح استحق ھذا الوعید الشدید فمن
افتری علی اللہ الکذب فی مسائل التوحید ومعرفۃ الذات والصفات والنبوۃ والملئکۃ
ومباحث المعاد کان وعیدہ اشد واشق انتہٰی وظاہر است کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
در فتویٰ خود مذکورہ بالا نصوص قطعیہ را غیر صادق و بے اعتبار ساختہ تکذیبِ آنہا کردہ باب ضلالت
والحاد را برائے اغوائے عوام خلق اللہ کشادہ است چرکہ در جواب خود تصریح نمود کہ قائل وقوع کذب
باری تعالےٰ را کافر یا فاسق یا ضال نباید گفت حالانکہ از عقائد ضروریہ اہل اسلام اینست کہ حق تعالےٰ
را از شائبہ جمیع نقائص منزہ و بر تر یقین کردہ باید کما صرح بہ فی العقائد العضدیۃ حیث قال
وھو تعالیٰ منزہ عن جمیع النقائص کما سبق من اجماع العقلاء علیٰ ذلک انتہی۔ وکسیکہ
چنیں عقیدہ ندارد یعنی حق تعالےٰ را از عیوب و نقائص منزہ نگوید آنکس بلا اشتباہ مبتدع و ضال ست
واز اہل سنت وجماعت خارج ست، چنانچہ در فتاوےٰ عالمگیریہ مطبوعۂ مصر جلد دوم صفحہ ۲۵۸
تصریح کردہ است حیث قال یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ او نسبہ الی الجھل
والعجز والنقص انتھے۔ و در جامع الفصولین مطبوع مصر جلد دوم صفحہ ۲۹۸ و فتاوٰی بزازیہ جلد ۳
صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ مصری نویسد کہ لو وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ کفر انتھے و دریں شک
نیست کہ از جملہ عیوب و نقائص کذب ہم یک شنیع و قبیح تر نقص ست کما صرح بہ فی تفسیر
مدارک التنزیل تحت ایۃ من اصدق اللہ حدیثا ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ

ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالیٰ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشئ بخلاف
ما ھو علیہ انتہی وہمچنیں علامہ قاضی بیضاوی در تفسیر خود زیر آیت مذکورہ مے فرماید انکار لان
یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا ینطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو
علی اللہ تعالیٰ محال انتہی وایضا قال فی تفسیر خازن تحت الآیۃ المذکورۃ یعنی لا احد
اصدق من اللہ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب انتہی ازیں عبارات تفاسیر
معتبرہ اہل السنۃ والجماعۃ مبرہن گشت کہ حق تعالیٰ از شائبہ نقص وکذب منزہ وبرترست و
کذب از حق تعالیٰ ممتنع ومحال ست وکسیکہ نسبت کذب بہ او تعالیٰ مے دہد ملحد صریح وزندیق
قبیح است۔ قبل ازین در بعض رسائل علمائے دیوبند ایں عقیدۂ امکانِ کذب باری تعالیٰ بمطالعہ
رسیدہ بود مگر از تقیہ این قول فاسد اعنی وقوعِ کذب باری تعالیٰ را انکار مے کردند اکنوں
معلوم شد کہ امام طائف علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قائل وقوع کذب
باری تعالیٰ را بزور در دائرہ اہلسنّت داخل کردہ در تنقیص شانِ الوہیت سعی بیجا نمودہ واز عقیدۂ
امکانِ کذب او تعالیٰ قدم افزادہ تائیدِ وقوع کذب باری تعالیٰ ہم می نماید کبرت کلمۃ
تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا چونکہ اہل ہوا در مسئلہ امکان کذب عوام را
فریب دادہ بر ایمانِ خلق اللہ دست دراز میکنند لہٰذا ضروری شد کہ بطریق اختصار ردِ دلائل
واہیۂ اہل توہب نمودہ فریب بازی این قوم ظاہر کردہ شود۔ باید دانست کہ وہابیاں ہمیشہ
عقیدۂ امکانِ کذب باری تعالیٰ پیش کردہ مردمان را این فریب مے دہند کہ در مسئلہ خلف
الوعید علمائے اشاعرہ کہ اہلسنت اند اختلاف می دارند وخلف وعید یک شاخ امکانِ کذب
ست چراکہ وعید ہم ایک خبر است پس خلافِ آن کذب خواہد شد حالاں کہ این صریح فریب
باری اہل مزاہب باطلہ است کہ خلافِ حق را باحق آمیختہ دام تزویر مے نہند۔ اکابر اہلسنت
در تصانیف خویش این حقیقت را مثل آفتاب روشن کردہ اند کہ کسانیکہ خلف الوعید را
قائل اند آنہا میگویند کہ خلف وعید چیز دیگرست وکذب چیز دیگر کہ بیگدیگر ہیچ تعلق ندارند

چرا کہ وعید انشائے تخویف ست یعنی پیدا کردن خوف وظاہر است کہ صدق وکذب بخبر تعلق میدارند نہ بہ انشا للہٰذا خلف وعید در کذب داخل نخواہد شد باقی خلف وعد کذب ست کہ بر خلاف واقع خبر دادن را میگویند وازین سبب گفتہ اند کہ خلف الوعید از خدا تعالےٰ فضل وکرم ست و خلف الوعدہ از حق تعالےٰ محال ونقص ست کما صرح بہ فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت لمولانا بحر العلوم اللکھنوی ونص العبارۃ ھکذا الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعدونہ فضلا لا نقصا دون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحنہ وتعالیٰ وردبان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فھو صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناک واعتذر بان کونہ خبرا ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا بأس فی الخلف انتھی ازین عبارت چون روز روشن ظاہر شد کہ کسانیکہ قائل خلف الوعید نداو شان ازین خلف الوعید معنی کذب وخلاف وعدہ ہرگز نمے گیرند بلکہ کذب را نقص ومحال گفتہ حق تعالےٰ را منزہ ومبرا از کذب یقین میکنند نہ مثل وہابیان خذلھم اللہ تعالیٰ کہ از خلف وعید خواہ مخواہ امکانِ کذب باری تعالےٰ ثابت میکنند کہ صریح نقص وعیب ست۔ صاحب رد المحتار در فصل تالیف الصلاۃ از جلد اوّل در خلف وعید اختلاف اشاعرہ بیان کردہ میفرماید ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما وصرح التفتازانی بان المحققین علی عدم جوازہ انتھیٰ ازین عبارت معلوم شد کہ محققین اشاعرہ قائل خلف وعید نیستند وغیرہ محققین نیز آنرا کذب ونقص نمے گویند بل جود وکرم میگویند پس حاصل تمامی این تحقیق آنست کہ کسی از اہل اسلام خلفِ وعید را بمعنی کذب نگرفتہ ووہابیان قاتلھم اللہ تعالےٰ برائے فریب دادن عوام این افترا ایجاد نمودند کہ خلفِ وعید از افرادِ امکانِ کذب ست ھذا ما تیسر لی فی ھذا الباب واللہ اعلم بالحق والصواب

جواب سوال سوم: از عبارتِ کتاب تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

دبانی مدرسہ دیوبند، تصریحاً لائح گشت کہ خاتمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باین معنی نیست کہ
آخر الانبیا رست دور زمانہ از ہمہ انبیاء آخر است واز خاتمیتِ رسول اللہ معنی آخر الانبیا رفہمیدن
خیالِ عوام بے فہم ست الخ حالاں کہ از تمام مفسرین ومحدثین ومتکلمین اہل السنتہ والجماعۃ تواتر
این معنی یعنی خاتم النبیین بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی آخر الانبیاء از صحابہ وتابعین وائمہ
مسلمین رضوان اللہ علیہم اجمعین مروی ومنقول ست واین معنی گرفتن از ضروریات دین شدہ است
چنانچہ در اشباہ ونظائر در آخر باب ردۃ تصریح کردہ کہ اگر کسے سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
را آخر الانبیا رنمی داند از اسلام خارج ست چرا کہ حضور انور را آخر الانبیاء دانستن از ضروریاتِ
دین ست وعبارۃ الاشباہ ہٰکذا اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٰخر الانبیاء
فلیس بمسلم لانہ من الضروریات انتہی مزید عجیب از مولوی صاحب نانوتوی اینست
کہ میگوید معنی خاتمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بمعنی آخر الانبیاء در فضیلت ومدح آنحضرت
ہیچ دخلے نیست حالاں کہ علامہ قاضی عیاض در کتاب شفا وعلامہ قسطلانی شارح بخاری ومواہب
لدنیہ مے آرد کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ باین چنین الفاظ فضائل ومناقب عالیہ فخر عالم صلے اللہ
علیہ وسلم بعد وفات وے بصیغہ ندا بیان فرمودہ اند حیث قال بابی انت وامی یا رسول اللہ
لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک اٰخر الانبیاء وذکرک فی اولھم فقال واذ اخذنا
من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الایۃ. واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

جواب سوال چہارم: از عبارت کتاب براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبہٹی ومصدقہ
مولوی رشید احمد گنگوہی صاف صاف ہویدا میشود کہ علم شیطان وملک الموت علیہ السلام از فخرِ
دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام وسیع تر ست واین وسعت از نصوص قطعیہ ثابت است وبرائے فخر دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقدر وسعتِ مذکورہ تسلیم کردن شرک وبے ایمانی ست الخ ازیں عبارت
چند وجوہ خرابی وفسادِ عقیدہ اسلامیہ لازم مے آیند یکے توہین واستخفاف حضرت سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کہ در مقابلہ علم بے پایان آنحضور علیہ السلام علم شیطان لعین را زائد گفتہ شد دیگر

دیگر آن وسعتِ علمی راکہ برائے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کردن شرک و بے ایمانی گفتہ است برائے ملک الموت علیہ السلام وشیطان لعین نہ فقط تسلیم کردہ است بلکہ بموجب خیال باطل خود مثبت بنصوص قطعیہ گفتہ است حالاں کہ این عقیدہ بمسلمۂ اہل اسلام است کہ چیزیکہ مستلزم شرک ست آنرا برائے ہر کس از ماسوی اللہ تعالےٰ تسلیم کردن شرک وکفر است افسوس کہ مصنف براہین قاطعہ درین مسئلہ بدیہیہ چہ قدر از راہِ حق دُور افتادہ کہ اثبات وسعتِ علمی را در حق فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بے ایمانی وشرک می داند و برائے ملک الموت وشیطان لعین عین ایمان می پندارد یا للعجب مصنّف صاحب در نماز وہابیت از کجا تا کجا رسیدہ است و بر خود الزامِ مشرک شدن و بے ایمانی ثابت کردہ است۔ واللہ درمن قال ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ﷺ لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اگرچہ مولوی خلیل احمد صاحب مصنّف براہین قاطعہ بلکہ تمام وہابیان از وسعت علم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نہ فقط منکر بلکہ قائل را مشرک بے ایمان میگویند مگر درحقیقت وسعت علمی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم از آیاتِ قرآنیہ واحادیث صحیحہ چوں روز روشن ظاہر و باہر ست ولکن الوہابیین لا یعلمون۔ واین عقیدہ متفقۂ اہلسنت ست کہ علمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از علمِ ہمہ مخلوقات وسیع تر و بے پایان ست وعلم تمامی مخلوقات بنسبتِ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جز ست وعلم حضور انور کل ومعلوماتِ حضرت سید البشر صلے اللہ علیہ وسلم بنسبتِ معلومات خلاق عالم جل شانہٗ یک قطرہ از بحر ناپیدا رکنار ست و درین جا بحث از علم مخلوق کہ بعطائے الٰہی شدہ است کردہ می شود وتصریح این الفاظ ازین باعث ضروری افتاد کہ مفتریاں را موقعہ افترا بدست نیاید قال فی تفسیر المدارك تحت ایة وعلمك مالم تکن تعلم من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب وکان فضل الله علیك عظیما عملك وانعم علیك انتھی وایضا قال فی الجلالین وعلمك مالم تکن تعلم من الاحکام والغیب وکان فضل الله علیك عظیما بذلك وغیرہ انتھے وامام زاہدی در تفسیر خود زیر آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی می نویسد

ای تکلم ما تکلم معنی بگفت پابندہ خود انچہ گفت از ابتدا تا انتہا کہ ہمہ انبیاء و رسل و ہمہ خلائق عاجز
آیندہ از دانستن تفسیر این ما بجز خداوند عزوجل و رسولِ وے صلی اللہ علیہ وسلم انتہیٰ و در تفسیر
روح البیان جلد سادس مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴ مے نویسد وکذا صار علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم محیطاً لجمیع المعلومات الغیبیة الملکوتیة کما جاء فی حدیث اختصام الملئکة انہ
قال فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین و الاخرین و فی
روایة علم ما کان وما یکون انتھی ودر تفسیر نیشاپوری زیر آیت شریفہ وجئنا بك علی ھؤلاء
شھیدا فرمود کہ روحِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع ارواح وقلوب ونفوس رامے بیند ومشاہدہ
میفرماید لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم شاھد علی جمیع الارواح والقلوب والنفوس
وحضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ در تفسیر عزیزی در جلد اول زیر آیت شریفہ ویکون الرسول
علیکم شھیدا جگراہل توہب راپارہ پارہ میکند ومیفرماید کہ یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیراکہ او
مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان
او چیست وحجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شما
و درجاتِ ایمانِ شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص ونفاق شمارا لہٰذا شہادت او در دنیا و آخرت
در حق امت مقبول و واجب العمل ست وانچہ از فضائل ومناقب حاضرانِ زمانِ خود مثل صحابہ و
ازواج واہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس ومہدی ومقتل دجال یا از معائب ونقائص
حاضران وغائبان میفرماید اعتقاد بران واجب ست انتہیٰ ودر تفسیر حسینی زیر آیت شریفہ خلق
الانسان علمہ البیان فرمودہ کہ بوجود آورد محمد را صلی اللہ علیہ وسلم وبیاموزانید وی را بیان انچہ
بود وہست وباشد چنانچہ مضمون فعلمت علم الاولین والاخرین ازین معنی خبر میدہد انتہیٰ ، لہذا
علمائے اہلسنت تصریح فرمودہ اند کہ در بارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنیں گفتم کہ فلاں در علم از
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ است وعلم حضور انور ازاں کس ست ناجائز ونارواد کفر ست
کہ باین گفتن او تنقیص شان رسالت پناہ ومعیوب گردانیدن آنحضرت معلوم می شود اگرچہ

تصریحاً سب نداد مگر سب دہندہ وتنقیص کنندہ یک ست قال القاضی عیاض فی الشفاء والعلامۃ شہاب الدین الخفاجی فی شرحہ المسمی بنسیم الریاض ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او شتمہ او عابہ وھو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ وان لم یسبہ فھو ساب والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق بینھما لا نستثنی منہ فصلا ای صورۃ ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا وھذا کلہ باجماع من العلماء وائمۃ الفتوی من لدن الصحابہ رضی اللہ عنہم الی زماننا ھذا وھلم جرا انتھی مختصرا۔ وریں جا شعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یاد می آید کہ در مدحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ است حیث قال ؎

خُلِقتَ مبرأ من کل عیب　　　کانک قد خُلِقتَ کما تشاء

واحسن منک لم ترقط عینی　　　واجمل منک لم تلد النساء

سوم ازین عبارت براہین ہویدا شد کہ کسیکہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از علم شیطان لعین وملک الموت وسیع تر گوید (چنانچہ عقیدہ جمیع اہل السنۃ ست) شرک وبے ایمان ست واین نسبتِ شرک وبے ایمانی بہ امتِ مرحومہ وادن صریح ضلالت وخروج از دائرہ اسلام ست۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ درکتاب شفا تصریح کردہ است کہ با یاں قطعاً آنکس را کافر تسلیم میکنیم کہ درحق امت این چنیں لفظ گوید کہ دراں نسبت گمراہی بہ امت باشد حیث قال نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ انتھی پس حاصل این ہمہ تحقیق آنست کہ مولوی خلیل احمد انبہٹی کہ علمِ محیط زمین را برائے شیطان وملک الموت ثابت بنصوص گفت واثباتِ ہمیں برائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرک گردانید بلاشک علم شیطان را زائد از علمِ نبوی گفتہ توہین وتنقیص شانِ رسالت نمودہ است وحکم توہین وتنقیص کنندۂ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از عبارت شفائے قاضی عیاض وشرح مسمیٰ بہ نسیم الریاض ظاہر ست وقد علمت من عبارۃ المذکورۃ فیما سبق ان من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابہ و نقصہ فمابال من قال ان الشیطان اعلم منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ونعوذ باللہ تعالیٰ من امثال ہذہ الکلمات الکفریۃ ولقد کان فی زوایا الکلام خبایا

من تحقیق وسعۃ علم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترکنا ذکر تفاصیلہا مخافۃ الاطناب

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

جواب سوال پنجم: از عبارت کتاب حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرفعلی تھانوی چوں روز روشن این امر ہویدا گشت کہ علم غیب را دو قسم ست یک محیط کلی کہ از وہیچ فرد خارج نشود ایں قسم را عقلاً و نقلاً باطل تسلیم کرد ولہذا ایں قسم علم الغیب برائے سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہ شد۔ دوم علم غیب جزوی وبعض ایں قسم را برائے فخرِ دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام اگرچہ مجبوراً تسلیم میکند مگر میگوید کہ درین تخصیص حضورِ انور چیست اینچنیں علم برائے زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ برائے جمیع حیوانات وبہائم حاصل ست پس دریں علم درمیان نبی وغیر نبی چہ فرق ست و درین الفاظ ناشایستہ آنقدر سخت استخفاف وگستاخی و توہین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نمودہ است کہ مثل آن از اہلِ اسلام متصور نیست علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ در جلد سوم از رد المحتار باب المرتد تصریح کردہ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ در کتاب الخراج میفرماید کہ اگر کسے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم را دشنام داد یا تکذیب کرد یا تعییب یا تنقیص شانِ حضورِ انور کافر گردد و نص العبارۃ ہکذا ایما رجل مسلم سبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او نقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امرأتہ انتہی

ودر قرآن شریف صحابۂ کرام را از لفظِ راعنا گفتن کہ ایہامِ معنی توہین داشت سخت ممانعت شدہ اگرچہ غرضِ صحابۂ کرام ازین لفظ گفتن تنقیص شانِ آن سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہرگز نبود۔ پس از علمائے وہابیہ افسوس صد افسوس ست کہ دیدہ و دانستہ الفاظِ توہین آمیز برزبان می آرند بلکہ چھاپ کردہ مشتہر مے سازند اگر کسے فوٹوے ایں الفاظ گرفتہ درحق مولوی اشرفعلی صاحب یا بزرگان واساتذہ او کہ درین قول ہمنوائش می باشند بگوید کہ مولوی اشرفعلی صاحب و

علمائے دیو بند علم محیط کلی ندارند کہ عقلاً ونقلاً غیر مسلم ست باقی ماندہ علم جزوی پس دریں تخصیص مولوی اشرفعلی وعلمائے دیو بند چیست اینچنیں علم برائے ہر کناس وچمار بلکہ ہر خر وسگ وخنزیر حاصل ست چراکہ ہر یک گونہ علم مثلاً ایں چیز از خوردنی اوست حاصل ست اگر چنیں نیست پس درمیان علمائے دیو بند وبہائم خر وسگ وغیرہ وجہ فرق بیان کردن ضروری ست پس ظاہر آنست کہ ایں الفاظ مُوہِنَہ را مولوی اشرف علی صاحب درحق خود واساتذہ خود ہرگز گوارا نکند واگر گوارا فرماید پس اورا مبارک ست.......... وبرایں تقدیر اورا لازم باید کہ چناں این الفاظ را درشان سید الانبیاء صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نوشتہ بذریعہ رسالہ مطبوعہ مشتہر کردہ است ہمچناں برائے خویش واساتذہ خویش ونیز این الفاظ را بصورتِ اشتہار چھاپ کنانیدہ خود را مشتہر فرماید۔ وقبل ازیں درجواب سوال چہارم وسعتِ علم حضرت سردار عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم از جمیع مخلوقات بدلائل ساطعہ مبین ومبرہن کردہ شد کہ اعادہ آن تحصیل حاصل وتطویل لاطائل ست۔ علامہ ابن جریر درتفسیر خود مطبوع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ از حضرت مجاہد شاگرد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم شان نزول آیت ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابا الله وآيته ورسوله كنتم تستهزءون ٥ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم (توبہ) بیان میفرماید کہ ناقہ شخصے گم شدہ بود پس آن حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمود کہ ناقہ درفلاں وادی ست پس یکے از منافقین گفت کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) از غیب چہ داند وعبارة التفسير هكذا ولئن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قَالَ رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا وكذا وما يدريه بالغيب انتهى از عبارت این ظاہر شد کہ درحق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم گفتن کہ او از علمِ غیب چہ داند صریح استہزاء وتنقیص شانِ رسالت ست وتنقیص آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کفر ست كما ذكره في شفاء القاضي عياض وشرحه نسيم الرياض هذا ما ظهر لي في هذا الباب والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب۔

حررہ الفقیر صاحبداو خان السندھی السلطانکوٹی غفرلہٗ رب العباد

(٢٥٥) احقر العباد صاحبداد مدیر رسالہ الہمایوں — یوم الاثنین ١١ ذی القعدۃ الحرام ١٣٩٤ھ مطابق ٢٢ اپریل ١٩٢٩ء

(٢٥٦) این تمام اجوبہ حق صراح وصدق قراح ند فللہ در المجیب الفاضل والمحقق الکامل حیث سعی فی اظہار مکائد الوہابیین والرد علی خیالات اہل الزیغ المبطلین جزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء وحفظہ عن السہو والزلل والخطاء وانا المصدق الفقیر محمد حسن للکتبادی عفاعنہ ربہ الباری

زاوج تاج محمد حسن سرافرازست

(٢٥٧) الاجوبۃ کلہا صحیحہ خادم حسین عفاعنہ رب المشرفین

خادم حسین

بلھیڈنہ آبادی

(٢٥٨) اصاب الفاضل التحریر فیما اجاب بالتحریر + انا المؤید الراجی رحمۃ ربہ الغنی محمد ابراہیم الیاسینی عفاعنہ اللہ العلی ناظم جمعیۃ الاحناف صوبہ سندھ

خواندہ نشد عبارت مہر

(٢٥٩) المجیب مصیب وجوابہ حق صریح وصدق صحیح۔ وانا المصحح الفقیر قمر الدین العطائی مدیر رسالہ "مہر"

(٢٦٠) للہ در المحرر المحقق والفاضل المدقق حیث اتی باجوبۃٍ کافیۃٍ ودلائل شافیۃٍ سطع الحق بہا حق السطوع ووضع الصدق بہا حق الوضوح وماذا بعد الحق الا الضلال والہادی ہو اللہ المتعال۔ وانا المصدق الفقیر محمد قاسم المتوطن فی گڑھی یاسین ضلع سکھر سندھ

محمد قاسم

(٢٦١) الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ فقیر عبد الستار صدر مدرس مدرسہ الہ آباد نزدیک صحبت پور ضلع سیوی۔ بلوچستان

(۲۶۲) ھذا ھو الحق والحق احق ان یتبع۔ نمقہ الفقیر عبد الباقی الھمایونی عفی عنہ

(۲۶۳) بخدمت اقدس حضرت حامی شرع متین ماحی آثار راھزنان دین مولینا [عبد الباقی]
مولوی حشمت علی صاحب سلمہ فقیر محمد حسن تسلیمات عرض میرساند واستدعائے دعائے خیر از حضور
احباب میکند از مدتے سوالہائے پنجگانہ برائے تصحیح علمائے سندھ بتوسط این گمنام بے بضاعت
رسیدہ اندالحال واپس رسیدہ اند۔ بخصوص عرض واشتہ شدہ اند وایں فقیر بہ نسبت دشمنان حضور اقدس
آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کہ بموجب ولتعرفنھم فی لحن القول نجار عداوت آنہا از
تحریرات وتقریرات خبیثہ آنہا وانستہ توقف را در شان آنہا جائز نمیداند واقول انا لا اتوقف
فی شانھم بل غضب اللہ علیھم وعلی اعوانھم باید وانست کہ ارتداد مرزا غلام احمد قادیانی بدو طریق از
اصول مذھب اہل السنتہ والجماعتہ ثابت ست یکے دشنام وادن مرنبی اولوالعزم حضرت عیسی
ابن مریم نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام ووالدہ طاہرہ ومطہرہ اورا۔ دوم صریح دعوائے نبوت ورسالت
او بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالے علیہ وسلم وبرہمیں دعوائے رسالت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالے عنہ مسیلمہ کذاب را مرتد وکافر دانستہ با او حکم جہاد جاری فرمود، مولوی رشید احمد
گنگوہی ہمیں تحریر بیشک مرتکب تکذیب خدائے قدوس وسبوح ست مولوی قاسم کہ معنائے ختم
نبوت را تحریف کرد وخاتم النبیین را بمعنائے آخر الانبیاء غلط وخیال عوام گفت وپیدا شدن نبی جدید
بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہم تجویز کرد وبیشک منکر مسئلہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت ست مولوی
خلیل احمد کہ کم علم محیط زمین را برائے شیطان وملک الموت ثابت بنصوص گفت واثبات ہمیں را
برائے سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم شرک گفت بیشک توہین وتنقیص کنندہ حضور اکرم ست
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم وہمچنیں حال ست مولوی اشرف علی را۔ خذ لھم اللہ تعالی ما اجراھم
علی ھذہ الکلمات الخبیثۃ الضالۃ المضلۃ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون
الا کذبا والسلام علی من اتبع الھدی جناب من رائے فقیر اینست کہ تحریر نمود وانا
استغفر اللہ العظیم لی ولکم ونسأل اللہ لنا ولکم الثبات والاستقامۃ فی الدین

والدنیا والاخرۃ۔ ورحم اللہ عبدا قال امینا۔ والسلام علیکم وعلی من لدیکم

۱۶۔ ماہِ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۷ھ العبد الفقیر محمد حسن الفاروقی المجددی عفی عنہ ما کان منہ

فتوائے ڈیرہ غازیخان پنجاب

الجواب : بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم صل وسلم وبارک علی نبیک محمد والہ بعد دمعلومات تک میں یقین سے کہتا ہوں اور حق جل شانہ سے الحاح والتماس کرتا ہوں، کہ میرے اس یقین کو قیامت کے لئے محفوظ و مامون رکھ کر اسے میری نجات اور فلاح کا موجب بنا وے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بلاریب نبی آخر الزمان ہیں، اور آپ کا تاخر۔ تاخر زمانی کہنا ضروریات دین سے ہے۔ اگر آپ کی کمال مدح آپ کے بعد انبیار علیہم السلام کے مستفیض ہوکر تشریف لانے میں ہوتی جیسا کہ نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے۔ تو یا اللہ تعالے کے سوا ان آلہہ کا تعدد جائز کہنا پڑے گا جو صاحب اطاعت اور جناب باری عزاسمہ سے صاحب استفاضہ ہوں یا حق جل شانہ کے حق میں اس طرح کی غایت ثنا و کمال مدحت ناجائز ہوگی۔ نانوتوی صاحب کا فقط نہیں بلکہ وہابیہ کے باپ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے بعد سب کا عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ ایک عجیب ڈھکوسلہ ہے۔ جو نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے، نہیں معلوم کہ وہ اسے کمال عظمت کیوں نہیں سمجھتا کہ آپ کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس رتبہ عظمیٰ کا مستحق بھی کوئی نہ ہو اور کسی کے لئے آپ کے بعد ایسے منصب کی نہ ضرورت نہ ہو، اور نہ وجہ ضرورت اور گنگوہی خلف وعید کے مسئلہ پر بنا کرتے ہوئے بلاشک حق جل شانہ کے کذب اور وقوع کا مجوز ہوا اور بلاشک حق جل شانہ کی گستاخی و توہین ناقابلِ معافی و ناقابل تلافی ہے۔ واللہ العلم عند اللہ العلی العظیم اُس نے اپنی رستگاری اور نجات کی کوئی امید باقی نہیں سکھی۔ اور اسی طرح شیطان کے علم کو منصوص بنص ماننا اور آپ کے علم کو صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ

اصحابہ وبارک وسلم مقابلے میں بیان کرکے یہ کہنا کہ (فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے۔)
الٰہی قیامت کے دن کونسی خزی اور کس خذلان کا موجب ہوگا۔ افسوس کہ ان اندھوں کو وعلمك
مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما میں لفظ باری جل شانہٗ (عظیم) پر اس قدر نظر بھی نہیں پڑی
کہ عظمت کا اندازہ لا لفظ (باری جل شانہٗ) کے شانِ اعلیٰ کے مطابق مقصود ہے۔
اور تھانوی کی رسلیا کا فقرہ کہ (ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و
بہائم کے لئے بھی حاصل ہے) کیسی فاحشہ جہالت ہے۔ حق جل شانہٗ تو علم غیب پر خبردار کرنے کے لئے
رسولوں کو پسند فرمائے کہ الا من ارتضی من رسول اور یہ مغرور کہے کہ زید وعمرو پاگل اور بہائم وغیرہ
کو حاصل ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن ماجوزی بہ امثالہم
ناظرین بخدا کتاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کو ضروری طور پر ہمیشہ اپنا ورد رکھو۔ جس میں
یہ سب مسائل وشرعی احکام مع جواب مفتیان حرمین شریفین موجود ہیں۔ زادہم اللہ شرفاً وتعظیماً
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ وانا العبد العاصی المدعو باحمد بخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ
غازی خان بلاک ۳

(۲۶۵) بلاشک یہ معنی خاتم النبیین کا جس کی لفظ مذکور سے ارادہ کرنے میں ضرورت نہیں ہے، بلکہ
صحت ارادہ میں کلام ہے ختم نبوت بمعنی لانبی بعدی کے منافی ہے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیۃ
کو معنی مذکور کی ادا میں نص بلا تاویل وتخصیص باجماع امت فرماتے ہیں اور شرعاً وقوع کذب باری
کا قائل بلا خلاف کافر ہے۔ اور وقوع کذب کو خلف فی الوعید میں داخل کرنا اور خلف فی الوعید
کو نوع کذب قرار دینا کمال ابلہ فریبی اور بیباکی ہے اور دلائل عقلیہ ونقلیہ در بارۂ احاطۂ علم نبی
اکمل الصلاۃ والسلام جمیع اشیا ما کان وما یکون کے بکثرت موجود ہیں۔ خداوند تعالیٰ گستاخوں
کو گستاخی کا نتیجہ دیگا۔ الفقیر فضل الحق عفا عنہ مدرس اوّل مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ غازیخاں۔

(۲۶۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بیشک بیشک کتاب مبارک حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حق وصحیح ہے۔ اور نانوتوی وگنگوہی

وانبہٹی وتھانوی وقادیانی میں سے ہر ایک اپنے کفریات واضحہ شنیعہ ملونہ کے سبب کافر مرتد فصیح ہے اور جو شخص ان میں سے کسی کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک لائے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی اسلام سے خارج کافر واجب التقبیح ہے۔ ہم اس عقیدہ کو حق جانتے ہیں اور اس پر اپنے رب جل جلالہ سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اجرِ عظیم و نعیم مقیم کی امید رکھتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفقیر ابوالضمانۃ محمد امانۃ الرسول القادری البرکاتی النوری اللکنوی غفرلہٗ ابن حضرۃ اسد السنۃ سیف اللہ المسلول محمد ہدایۃ الرسول علیہ غفران الرب و رحمۃ الرسول (واعظ الاسلام منجانب سلطنت عالیہ آصفیہ حیدرآباد دکن)

فتوائے ماتر ضلع کھیڑہ

(۲۶۷) بیشک کتاب حسام الحرمین شریف مسلمانوں کے لئے نور اور بیدینوں کے لئے نار ہے اہل ایمان کے لئے باغ سنّت کا مہکتا پھول اور بد مذہبوں کی آنکھوں میں کھٹکتا خار ہے اہلسنّت کے لئے بردًا وسلامًا کا نمونہ اور بے ایمانوں کے لئے غصّہ وغیظ وغضب والم کا بھڑکتا انگار ہے دین وسنّت کی سپر اور کفر و بدعت پر تیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف حضور پرنور امام اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیحضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیشمار رحمتیں فرمائے جنہوں نے یہ مبارک فتاوے شائع فرما کر مسلمانانِ ہند پر وہ عظیم احسان فرمایا ہے کہ ہندوستان کا کوئی سنی مسلمان آپ کے بارِ کرم سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ جن علمائے کرام حرمین محترمین کی اس پر تصدیقات ہیں اُن پر اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت ورضوان نازل ہو۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے

مفرظین ومصدقین میں سے جو باقی تھے یا اُن کی اولاد میں سے باقی بچے رہ گئے تھے اون کو اس بڑھوتی عمر میں خلیل احمد انبہٹی علیہ مایستحقہ نے جا کر اپنے آقائے نعمت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کرادیا انا للہ وانا الیہ راجعون و اشد مقت اللہ علی کل کافر ملعون فقیر خادم العلماء والسادات والفقراء پیر سید شفیع میاں غفرلہٗ فرزند و سجادہ نشین حضرت پیر سید سید و میاں صاحب قادری علوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ماتر ضلع کھیڑہ ملک گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۶۸) حضرت اخی المعظم پیر سید شفیع میاں صاحب قبلہ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے، حق وصواب ہے میں سب سنی بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر سنی بھائی اس مبارک کتاب کو اپنے گھر میں رکھے جو خود پڑھ سکتا ہو خود پڑھا کرے ورنہ دوسرے سے پڑھوا کر سنا کرے۔

فقیر سید زین الدین قادری غفرلہٗ ابن حضرت پیر سید سید و میاں رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

ضروری وضاحت

رسالہ مبارکہ حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین پہلی مرتبہ ۱۳۲۴ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ وہابیہ

دیابنہ نے دیکھا کہ عرب وعجم میں اُن کے کفر وارتداد کی دھوم مچ رہی ہے، ان حالات میں ضروری تو یہ

تھا کہ اپنی گستاخانہ اور سراسر غیر اسلامی عبارتوں سے علی الاعلان توبہ کرکے دائرہ اسلام میں داخل

ہوجاتے، لیکن یہ نجاتِ اُخروی کا راستہ ان حضرات کو پسند نہ آیا۔ بلکہ اخروی راحت پر دنیاوی آرام و

آسائش کو ترجیح دیتے رہے۔

یہ فیصلہ کر لینے کے بعد اُن حضرات نے حسام الحرمین کی نورانیت کو گھٹانے اور جہلا میں اپنا بھرم

بنانے کی غرض سے سر جوڑ کر ۱۳۲۶ھ میں ایک غیر متعلقہ کتابچہ المہند علی المفند کے نام سے گھڑا اور

عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے اسے حسام الحرمین شریف کا جواب ٹھہرانے لگے، حالانکہ

یہ حضرات اگر خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزا سے عاری نہ ہو گئے ہوتے تو ایسے جعلسازی کے پلندے اور

مجموعہ تلبیسات کا نام بھی زباں پر نہ لاتے۔ لیکن علمائے دیوبند چونکہ آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر مقام

استناد واستشہاد میں اس کا نام لیتے رہتے ہیں۔ لہٰذا المہند کی حقیقت انصاف پسند حضرات پر واضح

کرنے کی خاطر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ المسمیٰ

التحقیقات لدفع التلبیسات کو احقر کے مشورے سے الصوارم الہندیہ کے ساتھ شامل کرکے پیش

کیا جا رہا ہے۔ ہم قارئین کرام سے انصاف کے اور مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے قبولیت کے امیدوار ہیں۔

احقر العباد

اختر شاہجہان پوری مظہری عفی عنہ

لاہور

التحقیقات

لدفع

التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

رحمۃ للعلمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ الامین وعلی

آلہ واصحٰبہ اجمعین

استفتاء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمتِ بابرکت حضرت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت جناب فخر الاماثل صدر الافاضل اُستاذ

العلماء رئیس الفقہاء اکرم المفسرین، امام المناظرین سیدنا و مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم حاجی

محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدّ اللہ ظلالہ، وافضالہ، ودام برکاتہ، وفیوضاتہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے ملت اہلسنت وجماعت ان امور ذیل میں کہ:۔

(۱) مخالفین اور وہابیہ دیوبندیہ نے جو یہ شورش اُٹھائی ہے۔ کہ اعلیٰحضرت حکیمِ اُمت،

مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملتِ طاہرہ شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا مولانا شاہ مفتی محمد احمد رضا خاں

صاحب محدثِ بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کثرت سے علمائے اُمت کو کافر کہتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰحضرت

کو "مکفر المسلمین" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ تو آیا یہ کہنا اُن کا حق ہے یا باطل۔ ہدایت ہے یا

ضلالت؟

(۲) اب دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ جن علماء کو اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے کافر کہا

یا کفر کا فتوٰے دیا گیا۔ تو کن وجوہ سے۔ آیا از روئے دلائلِ شرع شریف۔ یا یوں ہی بلا دلائل کافر کہنا استعمال کیا ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہِ عظیم بلکہ حقیقتاً بحکم حدیث شریف خود کافر بننا ہے۔ تو مخالفین کا یہ کہنا کہ اعلیٰحضرت کا جو شخص ہم خیال وہم عقائد نہ ہو، اسکو وہ مسلمان ہی نہیں جانتے۔ تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

۲۔ دیوبندی علما تو کہتے ہیں۔ کہ اعلیٰحضرت نے "حسام الحرمین" میں بہت سی عبارتیں کانٹ چھانٹ کر نقل کر کے علمائے حرمین شریفین سے کفر کا فتوٰے لکھوالیا ہے۔

چنانچہ ایک کتاب "التبلیسات لدفع التصدیقات" معروف "المہند" جس کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مرتب کر کے شائع کی ہے۔ جس پر علمائے حرمین شریفین اور ہند کے علمار کی مہریں اور تصدیقیں موجود ہیں۔ جس سے سند لاتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے عقائد پر علمائے حرمین شریفین تصدیق فرما رہے ہیں۔ لہٰذا اب استفسار ہے۔ کہ کتاب "حسام الحرمین" حق ہے یا کتاب "التصدیقات" ہمارے سُنی علمائے کرام کا عمل کس پر ہے؟ دیوبندی عقائد والوں کو تو بڑا ناز ہے۔ کہ ہم لوگ حق پر ہیں۔ اور بریلوی عقائد والے مفتری اور کاذب۔ کہ اُن کے یہاں کفر کا کارخانہ ہے جس کو چاہتے ہیں مسلمان کہتے ہیں۔ اور جس کو چاہتے ہیں کفر کا فتوٰے دیکر دوزخ میں ڈال دیتے ہیں۔ تو آیا یہ صحیح ہے۔ یا غلط؟

۳۔ مسلمان کلمہ گو اگرچہ نماز روزہ حج وغیرہ بجالاتا ہو، مگر خدا اور رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی یا ادنیٰ سی توہین کرنے والا ہو، تو آیا ایسا شخص مسلمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ مفصلاً جواب نمبروار بحوالہ کتب عام فہم صورت میں عنایت فرمائیے اور عربی عبارات آیت و حدیث جہاں پر آوے مع ترجمہ بزبانِ اردو تحریر فرمایا جاوے تاکہ بخوبی سمجھ میں آجاوے۔

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

المستفتی: محمد عبدالحمید سُنّی حنفی۔ خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ رنگپور شریف ڈاک خانہ جلال پُور ضلع فیض آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الوہاب : نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

۱؎ وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے علمائے اسلام کو کافر کہا، کذب محض وافترائے خالص ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اُن مفسدین کو کافر فرمایا۔ جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن وحدیث اور تمام امّت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰحضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا۔ نصوص نقل فرمائی ہیں۔ جن کا آجتک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے۔ اُن امور کا کفر ہونا اور اُن کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں:۔

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اُس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کہ وُہ تکذیب کرتا ہے، نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی"۔

رہی یہ بات کہ جو اعلیٰحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ اس کو وُہ کافر جانتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ ایمانیات اور ضروریاتِ دین میں جو اُس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وُہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وُہ کافر ہے۔ توحید مانے، رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو۔ وہ کافر۔ توحید ورسالت دونوں کو تسلیم کرے، قرآن کا منکر ہو، تو کافر۔ غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے، کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔ حدیثِ جبرائیل میں ہے:۔

قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن

بالقدر خیرہ وشرہ ۔ ترجمہ: یعنی ایمان یہ ہے۔ کہ تو اللہ اور اُس کے ملائکہ اور

اُس کی کتابوں۔ اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت کو مانے اور اُس کی تقدیر

خیر و شر پر ایمان لائے۔

تو جو ان امور میں ہمارا ہم عقیدہ ہے۔ مومن ہے اور جو اِن میں سے ایک میں بھی ہم عقیدہ نہیں،

اِس کو حقیقتِ ایمان ہی حاصل نہیں۔ مومن نہیں۔ کافر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

۲ یہ قطعاً غلط ہے۔ کہ "حسام الحرمین" میں وہابیہ کی عبارات میں قطع وبرید کر کے کفری معنی پیدا

کیے گئے ہوں۔ عبارتیں بلفظہا نقل کی گئیں ہیں۔ انہیں پر فتوے لیا گیا ہے۔ اُن ہی کو علمائے حرمین

طیبین نے کفر فرمایا ہے۔ البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب میں تھیں تو اُن کو اختصار کے لیے

یکجا لکھ دیا ہے۔ اِن میں سے ہر ایک عبارت، کفری معنی رکھتی ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی

جدید معنی نہیں پیدا کیے گئے۔ یہ محض افترا ہے اور ہر شخص "حسام الحرمین" کے نقول کو اصل کتابوں سے

ملا کر اطمینان کر سکتا ہے۔

البتہ وہابیہ کی کتاب "التلبیسات لدفع التصدیقات"، یقیناً اسم بامسمّٰی ہے۔ اس میں

تلبیس کی گئی ہے اور چالاکیوں سے کام لیا گیا ہے۔ علمائے مکہ مکرمہ کو طرح طرح کے دھوکے دیئے ہیں

اپنا مذہب کچھ کا کچھ بتایا ہے۔ عقیدے برخلاف اپنی تصانیف کے ظاہر کیے ہیں۔ نمونہ کے طور

پر چند ایک فریب کاریاں اُس کی نقل کی جاتی ہیں:۔

۱ وہابی ہندوستان میں کس کو کہا جاتا ہے؟ اس کی تفصیل میں لکھا ہے:۔ "بلکہ جو سود

کی حرمت ظاہر کرے۔ وُہ بھی وہابی ہے۔ گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو"

(التلبیسات ص ۳)

دیکھئے کتنا بڑا دھوکا ہے۔ ہندوستان میں سود کے حرام کہنے والے کو کون وہابی کہتا ہے۔ سود کو تمام عُلمائے اہلسنّت حرام فرماتے ہیں۔ وہابی کے یہ معنی بتانا کتنا بڑا خدع و مکر ہے۔

۲۔ روضۂ طاہرہ کی زیارت کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "اعلیٰ درجہ کی قربت اَور نہایت ثواب اَور سببِ حصولِ درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ گو شدِ رحال اَور بذلِ جان و مال سے نصیب ہو۔" (التلبیسات صـ۴۲)

صفحہ ۴۲ میں زیارت شریف کی نیت سے سفر کرنا وہابیہ کا قول بتایا۔ دیکھئے کیسے خالص سُنّی بن رہے ہیں۔ گویا وہابی اُن کے سوا اَور کوئی ہے۔ اَب ذرا تقویۃ الایمان دیکھئے۔ کہ وہاں سلسلۂ شرکیات میں لکھا ہے:۔

"اُس کے گھر کی طرف۔ اَور دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا" (تقویۃ الایمان صـ۱۱ مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صـ۴۴)

دوسری جگہ لکھا ہے: "اَور کسی کی قبر یا چلہ پر کسی کی تھان پر جانا، دُور سے قصد کرنا"۔ (تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صـ۴۵)

اس میں صاف بتایا کہ کسی کے گھر یا کسی کی قبر کی طرف سفر کرنا شرک ہے۔ اَور تقویۃ الایمان کے مُصنف اسمٰعیل کی تعریف اسی "التلبیسات" کے صـ۳۲ میں مرقوم ہے۔ جب وُہ ان کا پیشوا ہے۔ اُس کی کتاب پر ساری جماعت کا ایمان۔ اَور اسمیں بقصدِ زیارت سفر کو شرک کہا۔ اِسی سفر کو اس "التلبیسات" میں قربت اَور واجب کہنا اَور اُس کے لیے جان و مال کا خرچ روا رکھنے کا اظہار کرنا کتنا بڑا کید اَور کیسا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہابیہ کے دین میں تقیہ بھی درست ہے۔ کہ اپنے مذہب کو چھپا کر کچھ کا کچھ ظاہر کر دیا۔

۳۔ تقویۃ الایمان میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے لکھا:۔

"کہ میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان صہ ۶۹)

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی حضور علیہ السلام کو مُردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر "التلبیسات" میں ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ۔ برزخی نہیں ہے۔ (التلبیسات صہ) دیکھئے کیسا کھر اسنی بن رہا ہے۔

۴ء تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷ میں ہے:

"جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وُہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ میں اولیاء و انبیاء کی نسبت لکھا ہے: "کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے۔ نہ اُس کی طاقت رکھتے ہیں۔"

اور التلبیسات میں اولیاء کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے:۔

"ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا بے شک صحیح ہے۔" (التلبیسات صہ ۱۱)

۵ء التلبیسات صفحہ ۱۲ میں عبد الوہاب نجدی اور اُس کے تابعین کو خارجی بتایا ہے اور اُن کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے۔ کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں اور اہلسنت و علمائے اہلسنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔"

مگر فتاوٰے رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۸ میں ہے:

"محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔"

جلد ۳ صہ ۷۰۹ میں لکھا ہے:۔

"محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وُہ اچھا آدمی تھا۔ سُنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا

تھا۔ اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔"

عقیدہ تو یہ ہے اور التبلیسات میں سُنّی بننے کے لیے ظاہر کیا۔ کہ ہم اُسکو خارجی جانتے ہیں۔ کیا مکاری ہے۔

۶ ختمِ نبوّت کے متعلق التبلیسات میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ :۔

"آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حدِ تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔ اور نیز اجماعِ امت سے۔ سو جاننا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیوں کہ جو اس کا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔" (التبلیسات صہ ۱۲، ۱۵)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم آخر الانبیاء ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور احادیث متواترہ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نصِ قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا اور اپنے آپکو خالص سُنّی ظاہر کیا۔ اور تحذیر الناس دیکھئے تو اس میں صہ ۲ پر یہ لکھا ہے :۔

"عوام کے خیال میں تو رسول کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا، کہ تقدّم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔"

۷ التبلیسات میں تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ "البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے۔ اور یوں کہتے ہیں۔ کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علاماتِ حدوث سے

منزہ و عالی ہے۔" (التلبیسات صد ۱۳)

مگر واقعہ میں وہابیہ کا عقیدہ اِس کے خلاف ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کو جہت و مکان سے منزہ جاننے کے عقیدہ کو بدعت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے "ایضاح الحق" صہ ۳۵، ۳۶ میں لکھا ہے :۔

"تنزیہ او تعالےٰ از زمان و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقلی و مبحث عینیت و زیادتِ صفات و تاویل متشابہات و اثباتِ رویت بلا جہت و محاذات و اثباتِ جوہر فرد و ابطال ہیولےٰ و صورتِ نفوس و عقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بصدورِ عالم و امثال آں از مباحثِ فنِ کلام و الٰہیات و فلاسفہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقت است۔ اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنسِ اعتقاداتِ دینیہ شمارد۔"

یہ عیاری ہے۔ کہ عقیدہ کچھ ہے۔ اور ظاہر کرتے ہیں اِس کے خلاف۔

۸۔ التلبیسات صہ۱۷ میں لکھا ہے :۔

جو اِس کا قائل ہو۔ کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔"

یہاں تو یہ ظاہر کیا۔ اور پردہ اُٹھا کر دیکھئے۔ کہ حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے۔ وہ عقیدہ خود اُن کا اپنا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔ تقویتہ الایمان صہ۶۸ میں لکھا ہے :۔

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے، وُہ بڑا بھائی ہے، سو

اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے "۔

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنّف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں۔ جنہوں نے "التلبیسات" میں مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے۔ وُہ براہین قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں:۔

"اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلافِ نص کہہ دیا۔ وُہ خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔"

اس مکاری کی کیا انتہا ہے جو عقیدہ بار بار چھاپ چکے۔ "التلبیسات" میں اسکا کیسا صریح انکار کر دیا۔

۹ "التلبیسات" صفحہ ۱۸ میں ہے۔

"ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں۔ کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جنکو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ و اسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے۔ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اُن کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول۔ اور بیشک آپ کو اوّلین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حق تعالےٰ کا فضلِ عظیم ہے۔"

اس عبارت کو ملاحظہ کیجیے، کیا مسلمان بنے ہوئے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی وسعت اور حضور کا تمام خلق سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں۔ اور عقیدہ دیکھئے۔ تو نہایت ناپاک۔ کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور انجام کا بھی علم نہیں، دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں۔ چنانچہ تقویتہ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے:۔

"جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دُنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں۔ سو اُس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔"

اور براہینِ قاطعہ صفحہ ۴۶ میں لکھا:۔

"اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"

حقیقتِ عقیدہ تو یہ ہے اور دھوکا دینے کے لیے "التلبیسات" میں اور ظاہر کیا۔

۱۰ التلبیسات صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے:۔

"اور ہمارا یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے، کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اُس شخص کے کافر ہونے کا فتوےٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔"

یہاں تو یہ لکھا اور براہینِ قاطعہ میں خود ہی شیطانِ لعین کے لیے وسعتِ علم کو ثابت کیا۔ اور حضور کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اُس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ براہینِ قاطعہ ص ۴۷ میں لکھتے ہیں:۔

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

دیکھئے عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں اس کا صاف انکار ہے۔ اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کو کافر بتایا ہے۔ کیا عیاری ہے۔

۱۱ التلبیسات صفحہ ۲۴ میں ہے:۔

"جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے۔ وہ قطعاً کافر ہے۔"

علمائے حرمین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب دیکھئے کہ ایسا سمجھنے اور کہنے والا کون ہے۔ جس کو کفر کہہ رہے ہیں۔ وہ فعل کس کا ہے۔ ملاحظہ کیجئے: حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی مصنفہ

مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷ ، ۸ میں ہے :۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے ۔ کہ مراد اس سے بعض غیب ہے۔ یا کل غیب ۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

دیکھئے ۔ وُہ کفری قول جس کے قائل کو التبلیسات میں کافر کہہ رہے ہیں خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری عیّاری یہ ہے ۔ کہ اِس تلبیسات میں اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اِس میں قطع و برید کرلی ۔ کہ حفظ الایمان میں تو "عِلم غیب کا حکم کیا جانا" لکھا۔ اور التبلیسات میں "علمِ غیب کا اطلاق" لکھا ہے ۔ کہاں حکم کرنا۔ کہاں محض اطلاق۔ اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی ۔ اگر اُن کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی ۔ تو التبلیسات میں اس کو کیوں بدلا؟ دوسرے لفظوں سے بیان کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں بچایا ، قول کچھ تھا اور علمائے عرب کو کچھ دکھایا۔

۱۲۔ مجلسِ میلاد مبارک شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ التبلیسات ص۲۴

"حاشا ہم تو کیا۔ کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔ کہ آنحضرت کی ولادتِ شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار ۔ اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے ۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے ۔ خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو۔ یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔"

دیکھئے۔ یہاں مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب بنایا جاتا ہے اور اس کو بدعت سیئہ کہنے سے حاشا، کہہ کر انکار کیا جاتا ہے۔ بڑا فریب ہے۔ کیوں کہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ دیکھئے ذیل کے حوالے (فتاوٰے رشیدیہ جلد ا ص ۵۰ میں ہے :۔

سوال :۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو۔ جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود یا عُرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب :عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں۔"

اسی فتاوٰے رشیدیہ جلد دوم ص ۱۴۵ میں ہے :۔

مسئلہ :۔ محفلِ میلاد جس میں روایاتِ صحیح پڑھی جائیں اور لاف وگزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب : ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔"

اسی جلد (یعنی فتاوٰے رشیدیہ جلد دوم) کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے :۔

"انعقادِ مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے۔"

اسی فتاوٰے رشیدیہ کے جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے :۔

کسی عُرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں۔ اور کوئی سا عُرس اور مولود درست نہیں۔"

انصاف کیجیے۔ کہ حقیقت میں مذہب تو یہ ہے۔ کہ کوئی مولود شریف کسی طرح درست نہیں اور "تلبیسات" میں ظاہر اس کے خلاف کیا۔ یہ ہیں کیا دیاں۔ تمام کتاب ایسی ہی مکاریوں سے

لبریز ہے۔ چند بطور نمونہ یہاں لکھیں گئیں۔

اَب دوسرا اندازِ فریب ملاحظہ فرمائیے۔ خود سوالات لکھے اور خود اُن کے جوابات دیے۔ اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں کرائیں۔ جوابوں میں وہ فریب کاریاں کیں۔ جو اوپر بیان ہوئیں۔ اَب اِس مجموعۂ فریب کو حرمین شریفین لے کر پہنچے۔ تاکہ وہاں کے علماء کو دھوکہ دیں اور اُن سے کسی طرح تصدیقیں کرالیں۔ تو کہنے کو ہو جائے، کہ حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین نے جن بدلگاموں پر کفر کا فتوے دیا ہے۔ انہوں نے ہی اُن کا اسلام تسلیم کرلیا۔ مگر اللہ تعالیٰ ربانی علماء کا محافظ ہے۔ مکاروں کا کید نہ چلا۔ اور حرمین طیبین کے علماءِ اعلام کی تصدیقیں حاصل نہ ہوئیں اگرچہ بعید نہ تھا۔ کہ وُہ حضرات اُن پُر فریب جوابوں سے دھوکہ کھاتے۔ جن میں فریب کاروں نے اپنے آپکو پکا سُنی ظاہر کیا تھا۔ مگر الحمدللہ کہ حرمین طیبین کے علمائے کرام اس دامِ فریب میں نہ آئے۔

عُلمائے حرمین کی تصدیق کا حال

علمائے حرمین طیبین کی تصدیقات تو حسام الحرمین میں دیکھیے۔ التلبیسات کی جعلی کارروائی محض فریب کاری ہے۔ عنوان میں تو لکھا:۔

هٰذه خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمه

اور اُس کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید بابصیل کی ایک تحریر ہے۔ اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں۔ کہ براہینِ قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و فتوائے گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا گیا ہے۔ غلط ہے۔ نہ یہ تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفری نہیں۔ تصدیق کس بات کی ہے۔ اور اس تحریر سے دیوبندیوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ التلبیسات میں جو انہوں نے اپنے آپکو سُنی ظاہر کیا۔

عبدالوہاب نجدی کو وہابی وخارجی بتایا۔ مولود شریف کو جائز کہا۔ اُس کی مولانا نے تصدیق فرمادی، تو یہ سنیت کی تائید ہوئی۔ وہابیہ کی حیاداری ہے کہ وہ اس تحریر کو اپنی تائید میں پیش کریں۔

علاوہ بریں جو تحریر انہوں نے لکھی تھی۔ بعینہٖ درج کرنا تھی۔ اُس کا خلاصہ کیوں کیا گیا۔ وُہ کیا مضمون مخالف تھا جن کو چھپانے کے لیے اِن تحریروں میں کانٹ چھانٹ کی۔ اور اس التلبیسات میں خود اقرار ہے۔ چنانچہ صفحہ ۵۰ کے اوّل میں لکھا ہے:۔

"یہ علماءِ مکہ مکرّمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کی تصدیقات کا خلاصہ ہے۔"

جن علماء کی تحریر اپنی برئیت کے ثبوت کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ اُس میں قطع و برید کیوں کی گئی۔ اس سے اہلِ فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وُہ تحریر اُن کے موافق نہ تھی۔ جو باتیں خلاف اور صریح خلاف تھیں۔ وُہ نکال دیں۔ یہ حال دیانت کا ہے۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی گئی ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں۔ کہ یہ بھی کوئی عرب اور علمائے مکہ میں سے ہوں گے۔ مگر آخر میں جہاں دستخط ہیں۔ وہاں بندہ احمد رشید خاں نواب لکھا ہے۔ (دیکھو التلبیسات صفحہ ۵۳)

یہ نواب اور خاں بتلا رہا ہے۔ کہ یہ عرب نہیں ہیں۔ اسی لیے اوّل میں اُن کے نام کے ساتھ نواب اور خان نہیں لکھا گیا۔

تیسری تصدیق شیخ محب الدین کی ہے۔ جن کو مہاجر لکھا ہے۔ لفظ مہاجر سے ظاہر ہے کہ وہ عرب اور علمائے مکہ میں سے نہیں۔ اِن کی تحریر کو علمائے مکہ کی تحریر قرار دینا دُنیا کو فریب دینا ہے۔ یہ جرأت ہے کہ ہندوستانیوں کی تحریریں علماءِ مکہ کے نام سے پیش کر کے دُنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے۔ اس کو بھی علمائے مکہ کے سلسلے میں داخل کیا ہے۔ ہندی و افغانی علماءِ مکہ میں گئے۔ اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے۔ ایسے تو جتنے حاجی ہندوستان

سے گئے تھے۔ سب کے نشان انگوٹھے لے کر علمائے مکہ میں شمار کر دیتے۔ تو کوئی کیا کرتا۔

ایک اور بڑا مکر

اِسی سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی شیخ علی بن حسین مدرس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ یہ حضرات بے شک علماء مکہ سے ہیں۔ مگر ان کے نام سے جو تحریریں التلبیسات میں درج ہیں۔ وُہ جعلی ہیں۔ چنانچہ خود التلبیسات صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"جناب مفتی مالکیہ اور اُن کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے اُس کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے"

اِس سے معلوم ہوا۔ کہ ان حضرات کی تحریر وہابیہ کے پاس موجود نہیں پھر اُن کے نام سے تحریر چھاپنا کس قدر بیبا کی اور مخادعت ہے۔ فرض کرو۔ یہ سچے ہی سہی۔ اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہ ہوئی۔ اس کو آپ کے سر تھوپنا کتنا بڑا مکر ہے۔ اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے حق کو چھپایا۔ تو وہ اِس قابل ہی کب رہے کہ اُن کی تحریر قابلِ اعتبار ہو۔ غرض کِسی سے اُن کی تحریر چھاپنا اور اُن کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔

"التلبیسات" میں علمائے مکّہ کے نام سے صرف اِتنی ہی تحریریں درج ہیں۔ ان میں قطع و برید بھی ہے۔ ہندیوں اور افغانیوں کو مکّی بنایا گیا ہے۔ جعلی تحریریں بھی ہیں۔ ایک بھی تحریر قابلِ اعتماد نہیں۔ کُل کا کُل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تمام علمائے کرام مکّہ مکرّمہ اُن کے کفر پر متفق ہیں۔ اور کسی طرح اُن کی فریب کاری نہ چل سکی۔ اس لیے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندوستانیوں اور افغانیوں کو علمائے مکّہ ظاہر کر کے اُن سے کچھ لکھا لیا۔ ایسا نہ کرتے تو تائیدِ باطل کے لیے اور کچھ کر ہی کیا سکتے تھے۔

عُلمائے مدینہ کی تصدیقات کا حال

علمائے مدینہ کے نام سے "التبلیسات" میں عجیب چال کھیلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقاموں کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن چوبیس پچیس صاحبوں کے دستخط تھے سب نقل کر دیئے، وُہ دستخط التبلیسات پر نہ تھے۔ برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر التبلیسات میں سب نقل کر دیے۔ تاکہ عوام دھوکہ کھائیں کہ مدینہ طیبہ کے اس قدر علماء اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ التبلیسات کے صفحہ ۶۰ میں اس کا اقرار بھی کیا ہے۔ برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا جس کو لوگ دیکھتے۔ اُور وہ کیا فرماتے ہیں۔ تین مقاموں کی کچھ عبارتیں لکھ ڈالیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ اہل عقل سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس رسالہ کو بالکل نظر انداز کر دینا ضرور کسی مطلب سے ہے۔ اگر وہ موافق ہوتا۔ تو اُس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر

علماءِ مدینہ کی تحریرات کے سلسلے میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر ہے اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا۔ کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جن پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے۔ درست ہیں، یا کفر نہیں ہیں۔ یا اُن کے مصنف مومن رہے کافر نہ ہوئے۔ بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے۔ اُور اُن کی ناک کاٹ دی ہے۔ کہ مولود شریف اور قیام وقتِ ذکرِ ولادت کو جائز و مستحب اُور شرعاً محمود اُور اکابر علماء کا قرنًا بعد قرن معمول اُور مسلمانوں کا شعار بتایا ہے۔ (دیکھو التبلیسات صہ ۶۱، ۶۲) اُور اس سے بڑھ کر حضور کی روحِ مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی تشریف آوری کو امرِ ممکن اور اُس کے معتقد کو غیر خاطی بتایا ہے۔ اور یہ تصریح کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور وہابی دین پر خاک ڈالنے کے لیے یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ حضور باذنہٖ تعالےٰ جہاں میں جیسا چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۲) یہ وہابیہ کا رد اور اُن کے دین کا ابطال ہے۔ اس نے تقویتہ الایمان کو جہنم رسید کر دیا۔ اس کے علاوہ التلبیسات کی نقل کی ہوئی اور تحریرات بھی وہابیہ کے کُھلم کُھلا رد ہیں۔ یہ ایک نہایت مختصر نقشہ "التلبیسات" کا پیش کیا گیا۔ جس سے ہر عاقل منصف اس دجالی کتاب کی فریب کاری پر نفرت کرے گا۔ اب بحمد اللہ تعالےٰ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ حسام الحرمین حق و صحیح اور التلبیسات کذب و زور و باطل و مردود ہے۔

والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ و نور

عرشہ سیدنا الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین

رحمۃ للعلمین محمد و الہ واصحابہ اجمعین ؕ